علمی ادبی تحقیقی اور نادر و نایاب رسائل کا ترجمہ

رسائل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اول

مصنف

امام جلال الدین سیوطی

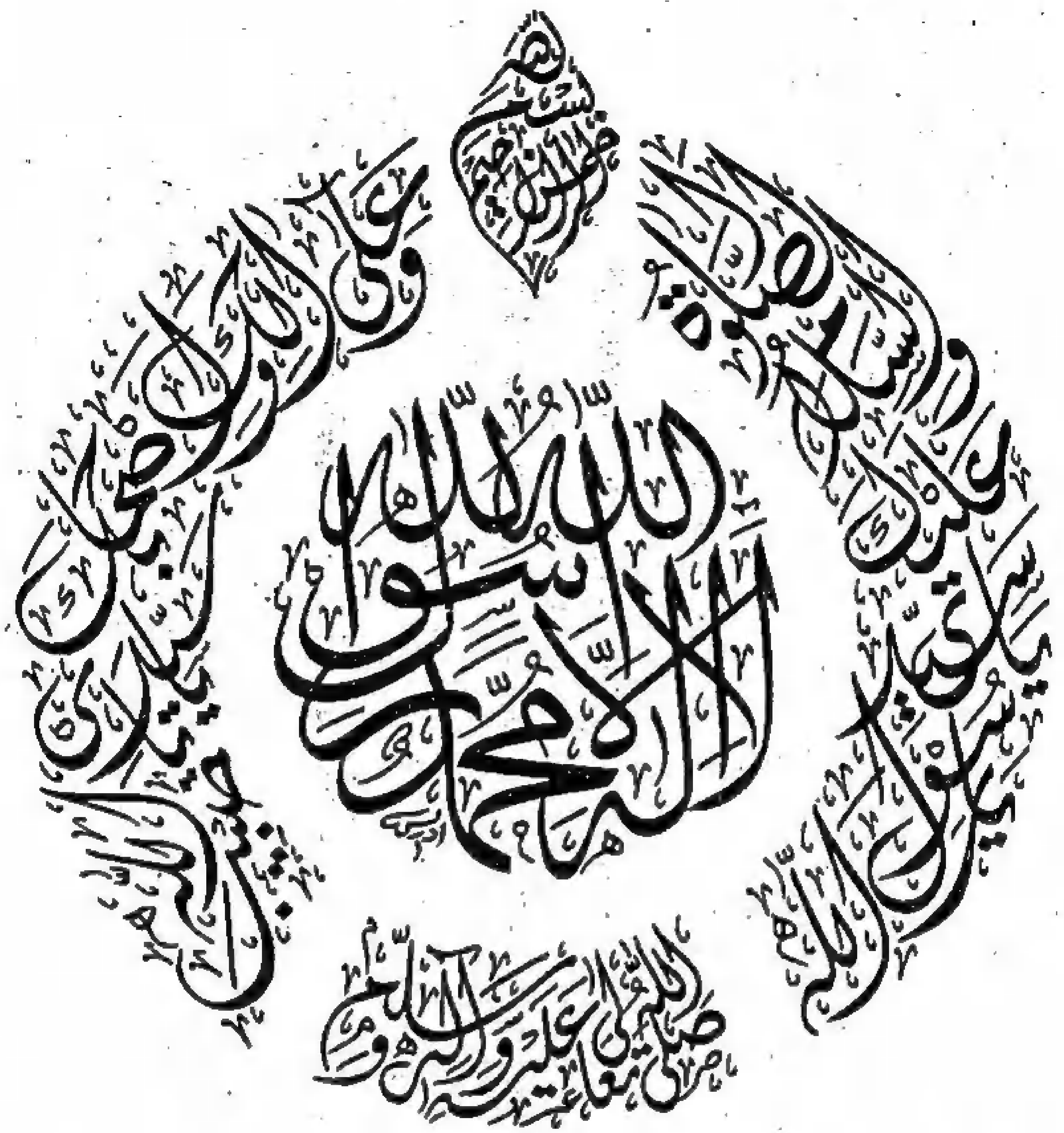
مترجم

علامہ پیر سید ظفر علی شاہ مہروی

مرتب

مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور



مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ — وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا — وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

مکتبہ حنفیہ || قادری رضوی کتب خانہ لاہور

علمی ادبی تحقیقی اور

نادر و نایاب رسائل کا ترجمہ

رسائل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ پیر سید ظفر علی شاہ مہروی

مولانا حافظ محمد عبد الاحد قادری

جلد اوّل

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب	ــــــــ	رسائل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف	ــــــــ	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	ــــــــ	پیر سید ظفر علی شاہ بخاری مہروی
ترتیب وتدوین	ــــــــ	حافظ محمد عبدالاحد قادری
اشاعت باراول	ــــــــ	1431ھ/2010ء
صفحات	ــــــــ	344
کمپوزنگ	ــــــــ	غلام یٰسین خان
زیرنگرانی	ــــــــ	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	ــــــــ	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	ــــــــ	چوہدری عبدالمجید قادری
تعداد	ــــــــ	1100
قیمت	ــــــــ	300 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

نشانِ منزل

محمد منشا تابش قصوری
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؀

سراپا ظفر

اسلاف کی برکات اور ان کے فیضان کے کئی شعبے ہیں اور خیالات نے انہیں دوام بخشنے کے لئے صدق دل اور خلوص سے کام لیا، انہوں نے علم وعمل کی جو راہیں متعین کیں، اخلاف نے نعمت الٰہی سمجھتے ہوئے عام و خاص میں تقسیم کے رخ مقرر فرمائے، شریعت و طریقت حقیقت و معرفت کو ایسے اپنایا کہ پشت ہا پشت اور نسل در نسل ان کے ثمرات سے لوگ مستفیض ہوتے چلے آرہے ہیں اور ارشاد رب العزت ہے" والله يختص برحمة من يشاء والله ذوالفضل العظيم " اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے اور وہی فضل عظیم کا مالک ہے نیز فرمایا "ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء" بیشک فضیلتیں اللہ کے اختیار میں ہیں جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

ایسے ہی مخصوص اور صاحبان فضل و کمال میں حضرت پیر طریقت، عالم شریعت، حضرت مولانا علامہ الحاج پیر سید ظفر علی شاہ بخاری مہروی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات والا صفات ہے جن کا خاندانی پس منظر بڑا نورانی ہے آپ کے آباؤ اجداد علمی وروحانی وراثت کے امین چلے آرہے ہیں اور آپ کے اجداد میں رأس العارفین حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور قطب الوقت حضرت مخدوم جہاں جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا نام آسمان ولائت پر شمس و قمر کی طرح جگمگا رہا ہے۔

حضرت صاحبزادہ پیر سیّد ظفر علی شاہ بخاری مہروی مدظلہ کے عالی مرتبت خاندان کے اکابر پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں خصوصاً حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات، پر تو کثیری نظر سے متعدد مقالات اور کتابیں گزر چکی ہیں اور جب مدینہ طیبہ آپ کا جانا ہوا تو بعض نے کسی بناء پر کہہ دیا کہ آپ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا آیئے میں تجھے اپنا نانا جان مخبر صادق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ لے دیتا ہوں۔

چنانچہ کثیر تعداد میں لوگ بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مواجہ شریف، روضۂ اقدس پر

حاضر ہوئے تو آپ نے نہایت عاجزی وانکساری سے عرض کیا۔

''الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ'' روضہ مقدسہ سے آواز آئی۔ ''وعلیك السلام یا بنیّ'' تو معترضین دم بخود رہ گئے اور آپ کو برملا سیّد تسلیم کرلیا۔

اس ایمان افروز واقعہ کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت پیر سید ظفر علی شاہ بخاری مہروی مدظلہ اس عظیم روحانی وعلمی خاندان کی نسبت سے پاکستان بھر میں ایک بلند مقام پر فائز ہیں۔

آپ حضرت سید پیر محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت امام الواصلین پیر سید امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں کے ہاں 1955ء کو قصبہ مہر آباد (گوگڑاں) ضلع لودھراں میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید سے شرح جامی تک آپ نے اپنے دادا جان سے علم حاصل کیا اور اسی دوران جبکہ آپ کی عمر پندرہ سال تھی اپنے دادا جان کے ارشاد پر علم المیراث پر پہلا فتاویٰ قلمبند فرمایا اور علاقہ بھر کے اہل علم نے تحسین وتائید فرمائی۔ چار سال تک مرکز عرفان گولڑہ شریف میں رہ کر حضرت مولانا علامہ فیض احمد فیض گولڑوی مصنف مہر منیر، اور حضرت مولانا عبدالرزاق چشتی گولڑوی سے علمی اکتساب کرتے رہے۔ دورہ حدیث شریف، غزالی زماں حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا علامہ مشتاق احمد چشتی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر انوار العلوم ملتان سے کیا اور دستارِ فضیلت وسند فراغت سے بہرہ مند ہوئے۔

۱۹۷۰ء میں لودھراں شہر میں ''جامعہ غوثیہ مہریہ'' کا سنگ بنیاد آپ کے جد امجد امام الواصلین حضرت پیر سید امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا اور ۱۹۸۹ء میں آپ نے مسند تدریس کو زینت بخشی اس وقت سے بفضلہٖ تعالیٰ آج تک اسی علمی مرکز میں دورۂ حدیث شریف خود پڑھا رہے ہیں گویا کہ آپ حقیقی طور پر شیخ الحدیث کے منصب کو جلا بخش رہے ہیں۔

اللہ رب العزت اور محبوب مکرم حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور نگاہ کرم سے اس وقت (۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء) تک پانچ مرتبہ حج وزیارت اور ۱۳ بار عمرہ وزیارت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ سے باریاب ہوچکے ہیں۔

آپ نہ صرف مسند حدیث کی عظمت ورفعت کے پاسبان ہیں بلکہ مسند روحانیت کے بھی محافظ ورہنما ہیں چونکہ آپ عالم جلیل، فاضل نبیل، حاوی معقول ومنقول ہیں اس لئے روحانیت کے جو شرعی تقاضے ہیں انہیں بحمدہ تعالیٰ بااحسن وجوہ پورا فرمارہے ہیں جب پیر عالم

وکامل ہوگا تو مریدین و معتقدین ہی کے لئے وہ مرکز عقیدت نہیں ہوگا بلکہ عوام وخواص کے دل میں بھی اس کی محبت و عقیدت کے پھول مشکبار ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اکناف واطراف میں ہی نہیں بلکہ پاکستان اور بیرون ممالک میں بھی آپ کے مریدین و معتقدین خاصی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

آپ نہ صرف مسند درس و تدریس اور روحانیت کے متلاشی حضرات کے لئے خضر راہ ہیں بلکہ آپ ایک ذمہ دار عالم و کامل کی حیثیت سے بہترین صاحب قلم و قرطاس بھی ہیں آپ نے بکثرت مضامین و مقالات کے ساتھ ساتھ متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ''تعبیر الانام'' (مصنف) امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ، تنبیہ المغترین (مصنف) امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، انتخاب حدیث، کثیر کتب احادیث سے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی تائید میں نادر شاہکار ہے اور زیر نظر کتاب جو دیکھنے میں محض ایک ہے مگر یہ وہ عظیم قابل قدر، لائق مطالعہ رسائل کا بے مثال ذخیرہ ہے جنہیں اپنے زمانے کے مجدد حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمایا اور صدیوں سے دنیا بھر کے اہل علم وفضل میں مقبول ہیں۔

حضرت الحاج علامہ پیر سید ظفر علی شاہ بخاری مدظلہ نے نہایت عمدہ، سہل اور آسان، روح پرور، ایمان افروز، دل کش، دلپذیر ترجمہ فرما کر ملت اسلامیہ پر بڑا احسان فرمایا اور عوام وخواص کے استفادہ کے لائق بنا دیا اور حضرت نے ان رسائل کا ترجمہ مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری زید مجدہ کی تحریک پر کیا مولانا اور ان کے والد جناب میاں غلام رسول مرحوم و مغفور آپ کے دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور خاص خدمت گزاروں میں سے ہے۔

راقم الحروف سمجھتا ہے کہ حضرت پیر صاحب ہر شعبہ علم میں کامیابی و کامرانی کی منازل طے فرما کر ''سراپا ظفر'' بن چکے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات سے زمانے بھر کو بہرہ مند فرمائے اور آپ اسی طرح علوم وفنون نورانی روحانی وعرفانی کی تقسیم کو ہمیشہ جاری رکھیں نیز اس بابرکت ترجمے کو شرف قبول سے نوازے۔ آمین ثم آمین

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۲۷ ذوالحج ۱۴۳۰ھ..........۱۶ دسمبر ۲۰۰۹ء

اجمالی فہرست

الدر المنظم فی اسم الاعظم

اسم اعظم

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین

مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی له الاسماء الحسنیٰ والصفات العلیا والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا محمد المخصوص بالشفاعة العظمیٰ وعلیٰ آله و صحبه ذوی المقام الاسنیٰ

اَمَّا بعد

مجھ (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) سے اسم اعظم اور اس میں جو کچھ وارد ہوا ہے کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کے بارے میں احادیث، آثار، اقوال میں سے جو کچھ وارد ہوئے ہیں کا تتبع کروں۔

میں کہتا ہوں کہ اسم اعظم کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

پہلا قول:۔

پہلا قول یہ ہے کہ اس کا وجود نہیں ہے بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ کے سارے نام عظیم ہیں بعض کو بعض پر فضیلت دینا جائز نہیں ہے اس کے قائل حضرات میں سے ابوجعفر طبری، ابو الحسن اشعری، ابو حاتم بن حبان، قاضی ابوبکر باقلانی رحمہم اللہ ہیں۔ اس طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بعض اسماء کو بعض پر فضیلت دینا جائز نہیں ہے انہوں نے اسم اعظم کے ذکر کے بارے میں وارد شدہ کو اس پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد عظیم ہے۔

علامہ طبری کی عبارت یہ ہے کہ اسم اعظم کے تعیین کے بارے میں آثار مختلف ہیں۔ میرے نزدیک سارے اقوال صحیح ہیں۔ اس لیے کہ کسی خبر میں یہ وارد نہیں ہوا کہ یہ اسم اعظم ہے اور اس سے کوئی شئی بڑی نہیں ہے گو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ہر اسم کو میرے اسماء میں سے اعظم کے ساتھ وصف کرنا جائز ہے۔ جو یہ عظیم والے معنی کی طرف رجوع کرے گا۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسم اعظم کے بارے میں جو احادیث ہیں وارد ہوئی اس سے مراد اس کے ساتھ دعا کرنے والا زیادہ ثواب مستحق ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر کیا گیا یعنی پکارنے والے اور پڑھنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

دوسرا قول:۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور مخلوق میں سے کسی کو اس پر مطلع نہیں کیا جیسا کہ لیلۃ القدر، دعاؤں کی اجابت کی ساعت اور صلاۃ وسطیٰ کے متعلق ہے۔

تیسرا قول:۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اسم اعظم لفظ ''ھُوَ'' ہے امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بعض اہل کشف سے نقل کیا اور اس سے حجت پکڑی ہے کہ جو شخص کسی عظیم کے کلام کو ان کی موجودگی میں تعبیر کرے تو یوں نہیں کہے گا کہ (اَنْتَ) تو نے اس طرح' بلکہ ادب کی وجہ سے کہے گا ''ھُوَ'' یعنی آپ کہے گا۔

چوتھا قول:۔

چوتھا قول یہ ہے کہ لفظ ''اللہ'' ہے۔ اس لئے کہ یہ وہ اسم ہے جس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں۔ یہ اور اس لئے بھی کہ اسماء حسنٰی میں یہ اصل ہے۔ اسی لیے اس کی طرف اس کی اضافت ونسبت کی گئی۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں کہا کہ حضرت جابر بن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا

اسم اعظم لفظ ''اللہ'' ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الدعاء میں کہا کہ امام شعبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم لفظ ''یا اللہ'' ہے۔

پانچواں قول:-

پانچواں قول یہ ہے کہ اسم اعظم لفظ ''واللہ الرحمن الرحیم'' ہے۔ حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں کہا کہ اس کا مستند شاہد وہ حدیث ہے جس کو ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اخراج کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ مجھے اسم اعظم سکھائیں تو آپ نے ایسا نہ کیا۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھ کر دعا کی۔

> اللھم انی ادعوك الله وادعوك الرحمن وادعوك الرحيم وادعوك باسمائك الحسنى كلها ماعلمت منها و مالم اعلم۔

ترجمہ: ''اے اللہ میں تجھے پکارتی ہوں۔ اے رحمان میں تجھ سے دُعا کرتی ہوں۔ اے رحیم میں تجھ سے دُعا کرتی ہو اور میں تجھے تمام ناموں سے پکارتی ہوں جو میرے علم میں ہیں اور جو میرے علم میں نہیں۔''

اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ وہ اسم اعظم انہی اسماء میں ہے جن کے ساتھ تم نے دعا کی ہے اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے۔ ''انتہی''

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ قوی استدلال میں وہ حدیث ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر اعظم کے درمیان صرف اتنا ہی قرب ہے جتنا کہ آنکھ کی سیاہی اور اس کی سفیدی کے درمیان قرب ہے۔

مسند الفردوس میں دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سورۃ حشر کی آخری چھ آیتوں میں ہے۔

چھٹا قول:۔

چھٹا قول اسم اعظم "الرحمن الرحیم الحی القیوم" ہے۔ ترمذی وغیرہ کی حدیث میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے

والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم

اور سورۃ آل عمران کی ابتدا میں

"اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔"

ساتواں قول:۔

ساتواں قول لفظ اسم اعظم "الحی القیوم" ہے ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ "سورۃ البقرۃ" سورۃ آل عمران، سورۃ طٰہٰ میں۔

قاسم نے جو حضرت ابو امامہ سے راوی ہیں کہا کہ میں نے ان میں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ تو وہ "الحی القیوم" ہے۔ امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تقویت دی ہے اور حجت پکڑی کہ وہ دونوں صفات عظمت پر ربوبیت کے ساتھ جس طرح دلالت کرتے ہیں ان کے سوا اور کوئی اسم اسی طرح دلالت نہیں کرتا۔

آٹھواں قول:۔

اَلْحَنَّانُ اَلْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

امام احمد، ابو داؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے دعا کی۔

اللھم انی اسالك بان لك الحمد لا اله الا انت الحنان المنان بدیع السموات والارض یا ذالجلال یا حی یاقیوم

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

نواں قول:۔

نانواں قول اسم اعظم یہ کلمات ہیں۔

"بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام:"

ابو یعلی نے سری بن یحیی کے طریق سے قبیلہ طی کے ایک آدمی سے روایت کی اور اس کی خیر و بھلائی کے ساتھ ثنا کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا تھا کہ مجھے اسم اعظم دکھادے تو میں نے آسمان میں ستاروں کے درمیان

میں لکھا ہوا دیکھا۔

یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام ۔

دسواں قول:۔

یہ کلمات اسم اعظم ہیں "ذوالجلال والاکرام " ترمذی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا " یا ذوالجلال والاکرام " تو فرمایا بے شک تیری دعا قبول کی گئی تو سوال کر۔

علامہ ابن جریر نے سورۃ نمل کی تفسیر میں مجاہد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ وہ اسم کہ جس کے ساتھ اس کو پکارا جائے تو وہ اجابت کرتا ہے۔"یا ذوالجلال والاکرام " ہے، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حجت کی حجت پکڑی کہ یہ ان تمام صفات کو شامل ہے جو"الہیۃ" خدا ہونے میں معتبر ہیں اس لیے کہ "جلال" میں تمامی "سلوب" اور "اکرام" میں تمام اضافات کی طرف اشارہ ہے۔

گیارہواں قول:۔

"اللہ لا الہ الا ھو الاحد الصمد لم یلد ولم یو لد ولم یکن لہ کفواً احد" کے کلمات اس عبارت متعلق ہیں۔

ابو داؤد و ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

اللھم انی اسئلك بانی اشھد انك انت اللہ لا الہ الا انت الاحد

الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

تو ارشاد فرمایا کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم کے ساتھ سوال کیا کہ جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور جب دعا کی جائے تو قبول کی

جاتی ہے۔

ابوداؤد کے الفاظ ہیں "لقد سالت الله باسم اعظم" کہ البتہ تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت اس باب میں وارد شدہ تمام روایتوں میں سند کی حیثیت سے زیادہ راجح ہے۔

بارہواں قول:۔

الفاظ "رَبُّ رَبُّ" اسم اعظم ہیں۔ حضرت حاکم نے ابودرداء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم "رَبُّ رَبُّ" ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اور موقوفاً روایت کیا کہ جب بندہ "یَارَبِّ یَارَبِّ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لبیك عبدی سل تعطہ" اے میرے بندے میں موجود ہوں تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔

تیرھواں قول:۔

یہ الفاظ اسم اعظم ہیں لیکن اس کے قائل کا مجھے پتہ نہیں "مالك الملك"

طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی ہیں سورۃ آل عمران کی اس آیت میں ہے۔

قل اللهم مالك الملك توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز و تذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شیء قدير۔ تولج الليل فی النهار و تولج النهار فی اليل

وتخرج الحیی من المیت وتخرج المیت من الحیی و ترزق من تشاء بغیر حساب۔

چودھواں قول:۔

ذی النون (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا: نسائی اور حاکم نے حضرت فضالہ ابن عبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث بیان کی کہ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا تھی

لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین

اس کے ساتھ کوئی بھی مسلمان آدمی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کا وہ نام کہ جس کے ساتھ سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور جب دعا کی جائے قبول فرماتا ہے حضرت یونس بن متی علیہ السلام کی دعا ہے۔

حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم سے آگاہ نہ کروں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہی اسم اعظم ہے، تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ حضرت یونس علیہ السلام کے لئے خاص خاص ہے تو فرمایا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ کا قول

"ونجیناہ من الغم و کذلك ننجی المومنین۔"

ابن ابی حاتم نے کثیر بن معبد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت حسن سے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا حضرت یونس علیہ السلام کا قول "لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین۔" (یعنی یہ اسم اعظم ہے)

پندرھواں قول:۔

کلمہ توحید یعنی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اسم اعظم ہے اس کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

سولھواں قول:۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ مجھے اسم اعظم سکھائے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ یعنی اسم اعظم یہ کلمات ہیں

''اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم۔''

سترھواں قول:۔

کہ وہ اسماء الحسنیٰ میں پوشیدہ ہے اور اس کی تائید حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پہلے گزر چکی ہے جب انہوں نے بعض اسماء اور اسماء الحسنیٰ کے ساتھ دعا کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ انہی اسماء میں (اسم اعظم) ہے جن کے ساتھ تو نے دعا کی۔

اٹھارھواں قول:۔

اٹھارھواں قول یہ ہے کہ وہ اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم ہے جب بندہ اس کے ساتھ اس استغراق میں دعا کرے کہ اس وقت اس کے فکر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ ہو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں پکارے تو قریب الاجابت ہوگا۔

حکایت:۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ان سے ایک آدمی اسم اعظم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی کوئی محدود حد تعریف نہیں ہے وہ تو صرف اس کی وحدانیت کو اپنے دل میں جگہ دینا ہے۔ تو جب تو اسی طرح ہو جائے تو جس اسم کو تو چاہے پڑھے بے شک تو مشرق سے مغرب کی طرف سیر کرے گا۔

حکایت:۔

امام ابونعیم ہی نے حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں نے بعض مشائخ سے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تیرا اپنے دل کو پہچانتا ہے میں نے کہا جی ہاں فرمایا تو جب اپنے دل کو دیکھے کہ وہ متوجہ ہوا (یکسوئی حاصل ہوئی) اور رقت پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت، مانگ یہی اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ابن ربیع السائح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے انہیں کہا مجھے اسم اعظم سکھایئے تو فرمانے لگے لکھ "بسم اللہ الرحمن الرحیم اطع اللہ یعطعك کل شیٔ۔ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر ہر چیز تیری اطاعت کرے گی۔

انیسواں قول:۔

(اَللّٰھُمَّ) امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "شرح جمع الجوامع" میں حکایت کیا اور اس کے لیے یوں استدلال کیا کہ اللہ ذات پر اور میم ننانوے صفات پر دلالت کرتا ہے اس کو ابن مظفر نے ذکر کیا۔ اس واسطے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "اللھم مجمع

الدعا" نضر بن شمیل نے کہا کہ جس نے "اللھم" کہا اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام اسماء کے ساتھ پکارا۔

بیسواں قول:۔

بیسواں قول "الم" لفظ اسم اعظم ہے۔ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ "الم" اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ "الم" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسم اعظم ہے۔ ابن ابی حاتم و ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ "الم" قسم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء (یعنی اسم اعظم) میں سے ہے۔

☆☆——————☆☆——————☆☆

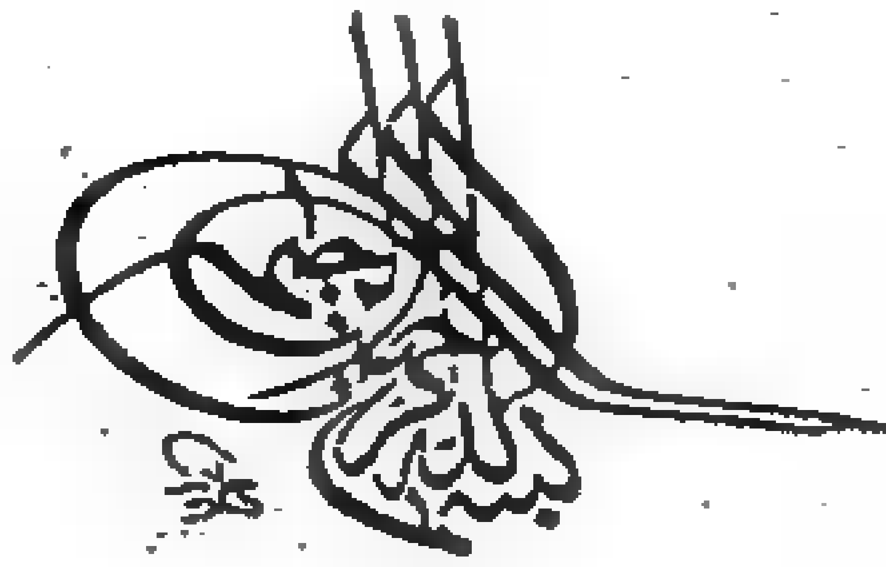
الحمد للہ آج مورخہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ، ۲۴ مارچ ۱۹۹۰ء بروز اتوار اس رسالہ "الدر المنظم فی اسم الاعظم" کا ترجمہ بعد نماز ظہر شروع کیا اور بعد نماز عشاء ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے لیے اور دیگر مسلمانوں کے لیے نافع بنائے۔

وافوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد

السید ظفر علی مہروی

مدرسہ غوثیہ مہریہ، لودھراں





بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

دُور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

حسین ہیں اُن کی سب خصلتیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

درود بھیجو اُن پر اور اُن کی آل پر (سعدی)

اعمال الفکر فی فضل الذکر

ذکر کی صدقات پر فضیلت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین
مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اعمال الفکر فی فضل الذکر

مسئلہ: ذکر، تسبیح اور دُعا کیا صدقہ کے معادل ہے اور دفع بلا میں اس کے قائم مقام ہے۔

الجواب: اس بارے میں اور صدقہ پر اس کی فضیلت کے بارے میں احادیث و آثار موجود ہیں۔

اس کا مصیبتوں کی دفع کا سبب ہونا ایسا امر ہے جس مین کوئی شک نہیں ان گنت احادیث، اذکار مخصوصہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ جو کوئی ان کو پڑھے گا بلاؤں سے، شیطان سے، بیماری سے، زہر سے اور بچھو کے کاٹنے سے محفوظ رہے گا اور کوئی ناپسندیدہ امر اس کو نہیں پہنچے گی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الاذکار'' میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس طرح طبرانی اور ''کتاب الدعا للبیھقی'' میں بکثرت احادیث موجود ہیں اس کو طوالت دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

ستر دروازے مصائب کے بند

''لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' کے بارے میں صحیح حدیث ہے کہ وہ ستر دروازے (مصائب و آلام کے) جن میں ادنیٰ ہم (غم) ہے دور کر دیتا ہے۔

تقدیر کو دُعا پھیر سکتی ہے

حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور اس کو صحیح قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تقدیر کو صرف دُعا ہی پھیر سکتی ہے۔

نیز حاکم نے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی جو (بلا) نازل ہوئی اور جو نازل نہیں ہوئی دُعا اس کے لئے نفع دیتی ہے۔ بے شک بلا اترتی ہے تو دُعا کو ملتی ہے اور قیامت تک ایک دوسرے سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ اس کی مثال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

ہر غم سے نکلنے کا راستہ:

ابوداؤد وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ ''جو شخص استغفار کو لازم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر غم سے خوشی اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اس کو بے حساب رزق عطا کرے گا۔''

صبح تک ہر بلا سے محفوظ:

ابن ابی شیبہ نے حضرت سوید بن جمل سے روایت کی انہوں نے کہا ''جس شخص نے عصر کے بعد یہ پڑھا۔

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''

تو یہ کلمات صبح تک پڑھنے والے کے لیے مقاتلہ کرتی رہیں گی۔

تسبیح اور ذکر سے غفلت کا انجام:

اسحٰق بن راہویہ نے اپنے مسند میں امام زہری سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مکمل پروں والا کوا لایا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کوئی پرندہ، جانور شکار نہیں کیا جاتا نہ ہی کسی بڑے کانٹے والے درخت سے پتے جھاڑے جاتے ہیں اور نہ ہی شاخیں کاٹی

جاتی ہیں مگر تسبیح کی کمی کی وجہ سے۔ اس کو ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں ابن عون کے طریق سے مرقوفا روایت کیا۔ ابونعیم نے کتاب الحلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا کوئی پرندہ اور مچھلی نہیں پکڑی جاتی مگر تسبیح کے ضائع کرنے کی وجہ سے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ جانوروں اور زمین پر رہنے والے کیڑوں کی اجل تسبیح میں ہے جب ان کی تسبیح ختم ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے۔

یزید بن مرثد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ کوئی پرندہ اور مچھلیاں شکار نہیں کی جاتیں مگر بوجہ اللہ کی تسبیح کو ضائع کرنے کے۔

ذکر کی صدقہ پر فضیلت (احادیث مرفوعہ)

ذکر کی صدقہ پر فضیلت کے بارے میں بہت سی مرفوع اور موقوف احادیث مروی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

سونا چاندی خیرات کرنے سے افضل عمل

حاکم اور ترمذی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے اچھے عمل کی خبر نہ دوں اور جو تمہارے خالق و مالک کے نزدیک زیادہ ستھرا اور تمہارے درجات میں ارفع ہے اور سونے چاندی کی خیرات کرنے سے تمہارے لئے بہتر ہے اور دشمن سے ملو تو تم ان کی گردنیں اڑا دو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

یوم قیامت اللہ کے نزدیک افضل بندہ

ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا بندہ افضل درجہ والا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والا۔ میں نے عرض کیا کیا فی سبیل اللہ غازی سے بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر وہ اپنی تلوار کفار ومشرکین میں چلائے حتیٰ کہ خون سے رنگین ہو کر ٹوٹ جائے تو بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے درجہ میں افضل ہوگا۔

غلام آزاد کرنے کا ثواب

حاکم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ"

دس مرتبہ کہے وہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

غلام آزاد کرنے سے ذکر کرنا زیادہ پسند ہے

بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ صبح کی نماز سے لے کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

ان دونوں روایات میں ذکر کی فضیلت غلام آزاد کرنے پر بیان کی گئی ہے۔

موقوف روایات

دینار خرچ کرنے سے زیادہ پسند اللہ کا ذکر

ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی تسبیحات پڑھنا ان کی تعداد کے برابر اللہ کے راستے میں دینار خرچ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

انہی سے ایک اور روایت ہے کہ:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ"

پڑھنا مجھے ان کی تعداد کے برابر دینار صدقہ کرنا زیادہ پسند ہے۔

گھوڑے راہِ خدا میں دینے سے زیادہ پسند ذکر ہے

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

پڑھنا مجھے لاتعداد گھوڑے اللہ کے راستے میں دینے سے زیادہ پسند ہے۔

تلوار چلانے سے زیادہ پسند ذکر ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلواریں توڑنے سے اور بہت زیادہ مال خیرات کرنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سو بار تسبیح پڑھنا مجھے مساکین پر سو دینار خرچ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

ذکر کرنے والا افضل ہے

حضرت معاذ بن جبل ﷜ سے مروی ہے دو شخص ایک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں عمدہ گھوڑے دے رہا ہے اور دوسرا اللہ کا ذکر کر رہا ہے تو ذکر کرنے والا ثواب میں افضل ہے۔

انہی سے مروی ہے کہ صبح سے سورج نکلنے تک ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں عمدہ گھوڑے دینے سے افضل ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت ﷜ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حضرت سلمان فارسی ﷜ نے فرمایا اگر ایک شخص تمام رات سفید غلام آزاد کرے اور دوسرا قرآن مجید پڑھے یا اللہ کا ذکر کرے تو میرے نزدیک اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔

حضرت ابن عمرو ﷜ سے مروی ہے انہوں نے کہا اگر دو آدمی ایک مشرق سے اور دوسرا مغرب سے آئے ان میں سے ایک کے ساتھ سونا ہے جسے وہ راہ حق میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے دونوں کی ملاقات راستے میں ہوتی ہے اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے افضل ہے۔

یہ سات صحابہ کرام ﷢ ہیں جنہوں نے صدقہ پر ذکر کی تفصیل دی ہے۔

بزرگانِ دین کے اقوال

قحط کے زمانہ میں اللہ کا ذکر

ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوالاحوص ﷫ نے کہا طلب حاجت کے وقت ایک تسبیح ذکر کی، سخت قحط و خشک سالی میں عمدہ دودھ والی اونٹنی سے

بہتر ہے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک آدمی کی جھولی میں بہت دینار ہیں وہ تقسیم کر رہا ہے اور دوسرا آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔ اس بارے میں آثار بہت زیادہ ہیں جس قدر ہم نے پیش کیے کافی ہیں۔

باقی عبادات پر ذکر کی فضیلت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اس کو کسی حال میں بھی چھوڑنے کی رخصت نہیں۔

میدان جنگ میں بھی اللہ کا ذکر فرض ہے

علامہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر تمہاری شدید ترین مشغولیت یعنی تلواروں کے ساتھ لڑائی کے وقت بھی فرض قرار دیا۔ ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ واللہ اعلم

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔'' (کنز الایمان)

العبد العاصی

سید ظفر علی شاہ مہروی

مدرسہ غوثیہ مہریہ، لودھراں



نعت

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ منشی الخلق من عدم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ

ثم الصلوٰۃ علی المختار فی القدم

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمٖ

مولای صل وسلم دائما ابدا

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے عدم سے مخلوق کو پیدا فرمایا
پھر درود اس ذاتِ عالی پر جسے سب سے پہلے (اللہ نے) پسندیدہ بنایا
وہ میرے آقا ہیں اے اللہ اُن پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو
جو تیری ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور تیرے چہیتے ہیں

سہام الاصابہ
فی الدعوات المجابہ

دُعا کی مقبولیت کے اوقات
مقامات واذکار

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین
مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللّٰہ الذی لایخیب راجیہ ولا یرد داعیہ والصلوٰۃ

والسلام علیٰ

سیّدنا محمد والہٖ وصحبہٖ الفرقہ الذاکیۃ

اَمَّا بعد

اللہ تعالیٰ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس سے امید رکھنے والا محروم نہیں ہوتا اور مانگنے والے کی دُعا رد نہیں ہوتی اور درود وسلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور صحابہ کرام پر جو پاکیزہ جماعت تھی۔

یہ مختصر صفحات جو مقبول دعاؤں کے بارے میں لکھے گئے ہیں۔ دعا کے قبول ہونے کے بہت سے اسباب ہیں یا تو کوئی وصف دعا کرنے والے میں موجود ہو یا وقت کے اعتبار سے کوئی فضیلت ہو یا جگہ کے اعتبار سے اہمیت ہو یا دعا کے الفاظ میں ایسے کلمات ہوں جو احادیث میں وارد ہوئے ہوں۔ میں نے اس رسالہ کا نام ''سہام الاصابہ فی الدعوت المجابہ'' رکھا ہے اور اس کو چار فصلوں پر ترتیب دیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میری مدد فرمائے اور میرا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

فصل اوّل

جن لوگوں کی دُعا قبول کی جاتی ہیں

مظلوم' مسافر اور والدین کی دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ثلاث دعوت الله مستجاب لهن لاشك فيهن دعوة المظلوم و دعوة المسافر' ودعوة الوالدين على الوالد. (بخاری الادب المفرد' ابوداؤد' ترمذی)

ترجمہ: ''تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں اور ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (۱) مظلوم کی دُعا (۲) مسافر کی دُعا (۳) والدین کی بددعا اولاد کے حق میں۔''

مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے اگرچہ فاسق ہو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

دعوة المظلوم مستحابة وان كان فاجرا ففجور على نفسه.

(مجمع الزاوئد بسند حسن)

ترجمہ: ''مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے اگرچہ فاسق ہو۔ اگر فاسق ہے تو وہ اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔''

اور مسند احمد میں یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اور اس میں ''وان کان فاجرا'' کی جگہ ''وان کان کافرا'' ہے یعنی اگرچہ مظلوم کافر ہو۔

والد کی دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

دعاء والوالد یفضی الی الحجاب. (ابن ماجہ برقم ۳۸۶۳)

ترجمہ: ''والد کی دُعا حجاب تک پہنچتی ہے۔''

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ جب اولاد کے بارے میں باپ دُعا کرتا ہے تو اس کی دُعا قبول ہوتی ہے اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ (مترجم)

روزہ دار کی دُعا رد نہیں ہوتی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ثلاثۃ لاترد دعوتھم الصائم حین یفطر والامام العادل و دعوۃ المظلوم.

(ترمذی برقم ۳۹۶۷)

ترجمہ: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) روزہ دار کی بوقت افطار (۲) امام عادل کی دُعا اور (۳) مظلوم کی دُعا۔

فائدہ:

امام پیشواء کو کہتے ہیں اور عادل انصاف کرنے والے کو جس مومن مسلمان کو یہ منصب مل جائے اور وہ انصاف کے ساتھ شریعت اسلامیہ کے عین مطابق احکام صادر کرے اور فیصلے کرے وہ امام عادل ہے۔ (مترجم)

کثرت ذکر سے دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ثلاثۃ ولا یرد اللہ دعاء ھم الذاکر اللہ کثیراً والمظلوم والامام المقسط. (بیہقی شعب الایمان)

ترجمہ: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا اللہ عزوجل رد نہیں فرماتا (۱) اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والا (۲) مظلوم اور عدل و انصاف کرنے والا امام۔''

مسلمان اور والد کے حق میں دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اربعة دعوتهم مستجابة الامام العادل و الرجال يدعو لاخيه بظهر الغيب ■ دعوة المظلوم و اجل يدعولو الديه. (ابونعیم حلیۃ الاولیاء)

ترجمہ: ''چار لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (۱) امام عادل (۲) جو غائبانہ طور پر اپنے مسلمان بھائی کے حق میں دُعا کرتا ہے (۳) مظلوم کی دُعا اور (۴) والدین کے بارے میں جو شخص دُعا کرتا ہے (اس کی دُعا بھی قبول کی جاتی ہے)۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

دعوتان ليس بينهما وبين الله حجاب دعوة المظلوم و دعوة المرأة لاخيه بظهر الغيب. (المعجم الکبیر للطبرانی برقم ۱۱۲۳۶)

ترجمہ: ''دو دعائیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان حجاب نہیں ہوتا (۱) مظلوم کی بدعا (یعنی ظالم کے حق میں) اور اس شخص کی دُعا جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے پیٹھ کے پیچھے کرتا ہے۔''

جلدی دُعا قبول کس کی؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اسرع الدعا دعاء غائب لغائب. (بخاری الادب المفرد، ابوداؤد، ترمذی برقم ۲۰۲۶)

ترجمہ: ''سب سے جلدی جو دُعا قبول کی جاتی ہے وہ غائب کی غائب کے لیے دُعا ہے۔''

فرشتہ آمین کہتا ہے:۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان دعوۃ المرأۃ المسلم مستجابۃ لاخیہ بظھر الغیب عند راسہ ملک مؤکل کلما دعا لاخیہ بخیر قال آمین ولک مثل ذالک.

(بخاری الادب المفرد برقم ۶۲۵، مسلم، ابوداؤد برقم ۱۵۳۵)

ترجمہ: ''مسلمان کی دُعا مسلمان بھائی کے لیے جو غائبانہ طور پر کرے قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ متعین ہے جب یہ دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس پر امین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بھی اس کے مثل ہے (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے بھی وہی عطا کرے جو تو نے اپنے بھائی کے لیے مانگا ہے)۔''

فرمان سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

دعوۃ الاخ فی اللہ تستجاب. (بخاری الادب المفرد برقم ۶۲۴)

ترجمہ: ''بے شک مسلمان کی دُعا دوسرے دینی مسلمان بھائی کے حق میں قبول ہوتی ہے۔''

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا۔ دعا الاخ لاخیہ فی ظھر الغیب لایرد. (مسند بزار)

ترجمہ: ''مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے لیے جو پیٹھ کے پیچھے کی جائے وہ رد نہیں ہوتی۔''

پانچ لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خمس دعوات مستجاب لهن دعوة المظلوم حتٰی ینتصر و دعوة الحاج حتی یصدر و دعوة الغازی حتٰی یقفل و دعوة المریض حتی یبراء و دعوة الاخ لاخیه بظهر الغیب و اسرع هذه الدعوت اجابة دعوة الأخ بظهر الغیب.

(بیہقی شعب الایمان)

ترجمہ: ''پانچ دعائیں قبول کی جاتی ہیں (۱) مظلوم کی بددعا جب تک کہ وہ بدلہ نہ لے لے۔ (۲) سفر حج پر جانے والے کی دعا جب تک گھر واپس نہ لوٹ آئے۔ (۳) راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک گھر واپس نہ آ جائے۔ (۴) بیمار کی دعا جب تک تندرست نہ ہو جائے اور (۵) ایک مسلمان کی دعا جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے پیٹھ کے پیچھے کرے پھر ارشاد فرمایا ان دعاؤں میں جو سب سے جلدی دُعا کی قبول ہو جاتی ہے وہ مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ طور پر کرے۔''

احرام کی حالت میں دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اذا احرام احد کم فلیومن علی دعائه اذا قال اللهم اغفرلی فلیقل آمین ولا یلعن بهیمة ولا انسانا فان دعاء ه مستجاب ومن عم بدعائه المؤمنین و المؤمنات امستجب له. (دیلمی)

ترجمہ: ''جب تم سے کوئی (حج و عمرہ) کے لیے احرام باندھ لے اور دعا کرے تو اپنی دُعا کو امین پر ختم کرے جب دُعا کرے کہ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ'' (یعنی اے اللہ میری مغفرت فرما) تو اس کے بعد آمین کہے اور تم میں سے کوئی شخص کسی انسان اور جانور پر لعنت نہ کرے کیونکہ ان کی دعا قبول ہوتی ہے اور جس نے تمام مسلمان مرد اور عورت کو اپنی دعا میں شامل کر لیا اس کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔''

حجاج کی دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الحجاج و العمار وفد اللہ ان دعوۃ اجابھم وان استغفر غفرلھم۔

(ابن ماجہ برقم ۲۸۹۲)

ترجمہ: "حج وعمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو قبول فرماتا ہے اگر اللہ سے مغفرت طلب کریں تو اللہ مغفرت فرما دیتا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الغازی فی سبیل اللہ و الحاج و المعتمر وفد اللہ دعاھم فاجابوہ وسئالوہ فاعطاھم۔ (ابن ماجہ برقم ۲۸۹۳)

ترجمہ: "راہ خدا میں جہاد کرنے والا مجاہد اور حج وعمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اللہ عزوجل نے انہیں بلایا تھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بات پر عمل کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ پاک نے انہیں عطا فرمایا۔"

اور مسند بزار میں بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت منقول ہے۔

تین لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ثلاث حق علی اللہ ان لایرد لھم دعوۃ الصائم حتی یفطر و المظلوم حتی ینتصر و المسافر حتی یرجع۔ (مسند بزار)

ترجمہ: تین لوگوں کے دعا کے قبول ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاص وعدہ فرمایا ہے۔ (۱) بوقت افطار روزہ دار کی دعا (۲) مظلوم جب تک بدلہ نہ لے (۳) مسافر کی دعا جب تک (گھر) واپس نہ لوٹ آئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

للصائم عند افطار دعوة مستجابة. (نسائی، بیہقی، مستدرک للحاکم)

ترجمہ: روزہ دار کی دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے۔

بیمار کی دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اذا دخلت علی مریض فمرہ یدعولك فان دعاءہ کدعاء الملائکة.

(ابن ماجہ برقم ۱۴۴۱)

ترجمہ: "جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لیے دُعا کی درخواست کرو کیونکہ بیمار کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی مثل ہے۔"

اور سعید بن منصور اپنی سنن میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اغتنم دعوة المومن المبتلی.

ترجمہ: "(فرمایا کہ) مصیبت زدہ مہمان بندہ کی دعا کو غنیمت جانو۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان المبتلی تستجاب دعوته. (دیلمی)

ترجمہ: "مثلاً (یعنی کسی بیماری یا مشکل میں) شخص کی دعا قبول ہوتی ہے۔"

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "دعوة المریض مستجابة" یعنی بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

مشکل اور سختی کے وقت دعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من سره ان یستجاب له عند الکرب والشدئد فلیکثر الدعا فی الرخاء.

(ترمذی برقم ۳۳۸۲، حاکم مستدرک)

ترجمہ: "جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا بے چینی اور مشکل وقت قبول ہو تو اسے چاہیے کہ عاقبت اور خوشحالی میں کثرت سے (اللہ تعالیٰ سے) دعا کرے۔"

تنگدست کی مدد کرنے سے دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من اله دان تستجاب دعوة وان تکشف کربته فلیفرج من مسعر.

(مسند احمد)

ترجمہ: "جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول ہو اور بے چینی دور ہو تو اس کو چاہیے کہ تنگدست شخص کی مدد کرے۔"

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے "اتقوا دعوة المعسر" یعنی تنگدست کی بددعا سے بچو۔ (دیلمی)

نیک بزرگ کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ یستحیمن ذی الشیبة المسلم اذا کان مسدد الزوما للسنة ان یسال فلا یعطیه. (طبرانی اوسط)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس بات سے شرماتا ہے کہ بوڑھا شخص جبکہ صحیح راہ پر ہو اور سنت

پر عمل کرنا اپنے لیے لازم جانتا ہو وہ دعا کرے اور قبول نہ کرے۔"

محسن کی دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "دُعاء المحسن الیه للمحسن لایرد" یعنی جس پر احسان کیا جائے اس کی دُعا احسان کرنے والے کے حق میں رد نہیں ہوتی۔ (یعنی دُعا قبول ہوتی ہے) (دیلمی)

حافظ کی دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لحامل القران دعوة مستجابه یدعوبها فیستجاب لهٗ.

(بیہقی شعب الایمان)

ترجمہ: "حامل قرآن کی دُعا قبول ہوتی ہے جب وہ دُعا کرتا ہے۔"

فائدہ:۔

حامل قرآن سے مراد بظاہر حافظ قرآن ہے اور وہ شخص بھی اسی زمرہ میں شامل ہے جو ہر وقت تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتا ہے۔ (مترجم)

اجتماع میں دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لا یجتمع ملا فیدعو بعضهم ویو من بعضهم الا اجا بهم الله.

(مستدرک للحاکم)

ترجمہ: "جب لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اس میں سے کچھ دُعا کریں اور کچھ (لوگ)

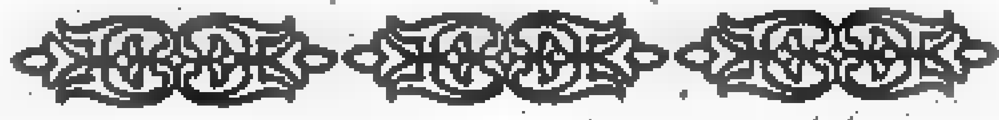
آمین کہیں تو اللہ عزوجل ان کی دُعا قبول فرماتا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ما اجتمع ثلاثة قط بدعوة الا كان حقا على الله ان لایرد ایدیهم.

(ابونعیم حلیۃ الاولیاء)

ترجمہ: "جب تین آدمی دُعا مانگنے کے لیے جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ (کرم) پر لازم کرلیا ہے کہ ان کے ہاتھ کو خالی نہ لوٹائے۔"



فصل دوم

وہ اوقات جن میں دُعا قبول ہوتی ہے

اذان و جہاد کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ساعتان تفتح لهما ابواب السماء وقل داع ترد دعوته حين يحضر الفداء و الصف في سبيل الله.

(بخاری الادب لمفرد برقم ۴۴۱)

ترجمہ: ''دو وقت ایسے ہیں کہ جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان اوقات میں جب کوئی دعا کرے تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ دعا رد کر دی جائے۔ (۱) جب اذان کا وقت ہو۔ (۲) جب راہ خدا میں صف باندھی جائے (یعنی دشمن خدا کے مقابلہ میں جنگ کے لیے مسلمان صف بستہ کھڑے ہو جائیں)۔''

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ثنتان لا تردان الدعاء عند الفداء و حين الباس حتى يلحم بعضهم بعضاء. (مستدرک للحاکم)

(ترجمہ) دو دعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں ہوتیں۔ (۱) بوقت اذان (۲) بوقت جہاد جب (مسلم و کافر) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں۔

اذان و اقامت کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الدعاء مستجاب مابین الفداء و الاقامۃ.

(ابوداؤد برقم ۲۱، ترمذی برقم ۲۱۲، مستدرک للحاکم)

ترجمہ: ''اذان واقامت کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے۔''

فائدہ:۔

علماء کرام نے اس کے دو مطلب لکھے ہیں کہ جس وقت اذان ہو رہی ہو اور جس وقت اقامت ہو رہی ہو اس وقت دُعا قبول ہوتی ہے اور دوسرا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اذان ختم ہونے کے بعد سے اقامت کے ختم ہونے تک جو وقفہ ہے اس میں دُعا یقیناً قبول ہوتی ہے۔ (مترجم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول کی جاتی ہے تو جو شخص کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو تو جس وقت مؤذن اذان دے تو اس وقت غور کرے اور اذان کا جواب دے اور پھر یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابَۃِ الْمُسْتَجَابَ لَھَا

دَعْوَۃَ الْحَقِّ وَ کَلِمَۃِ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَ اَمِتْنَا عَلَیْھَا وَ ابْعَثْنَا

عَلَیْھَا جْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَّ اَمْوَاتًا.

ترجمہ: ''اے اللہ جو رب ہے اس سچی پکار کا جو قبول شدہ ہے جو حق کی دعوت ہے اور تقویٰ کے کلمہ کی دعوت ہے ہم کو اس پر زندہ رکھ اور اسی پر موت دے اور ہم کو اسی پر اٹھا لے اور ہم پھر اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔''

(مستدرک للحاکم ۱/ ۵۴۷)

رات کو قبولیت کی خاص گھڑی ہوتی ہے:۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان فی اللیل لساعۃ لا یو فقھا رجل مسلم یسال اللّٰہ خیرا من امر الدنیا والاخرۃ الا اعطاہ ایاہ و ذالك كل لیلۃ.

(صحیح مسلم، احمد)

ترجمہ: ''بے شک رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جب کوئی مسلمان اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے بارے میں کسی خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا کرتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے۔''

آدھی رات کو دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فی ثلث اللیل الاخر انھا ساعۃ مشھودۃ والدعاء فیھا مستجاب.

(ترمذی برقم ۳۶۴۱، حاکم)

ترجمہ: ''رات کے تہائی آخری حصے کے بارے میں فرمایا اس گھڑی میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور اس میں دُعا قبول ہوتی ہے۔''

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تفتح ابواب السماء نصف اللیل فینادی مناد ھل من داع فیستجاب لہ ھل من سائل فیعطی ھل من مکروب فیفرج عنہ فلا یبقی مسلم یدعو بدعوۃ الا استجاب اللّٰہ لہ الا زانیۃ تسعی بفرجھا او عشار. (الطبرانی بسند صحیح، احمد ۴/ ۲۱۸)

ترجمہ: ''آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک پکارنے والا پکارتا ہے کیا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کیا ہے

کوئی سوال کرنے والا اس کو عطا کیا جائے' کیا ہے کوئی پریشان کہ اس کی پریشانی دور کر دی جائے۔ پس کوئی مسلمان ایسا باقی نہیں رہتا جو اس وقت دعا کرے اور اس کی دعا قبول نہ کی جائے۔ سوائے اس عورت کے جو بُرے کام میں مبتلا پھر رہی ہے یا وہ شخص جو ٹیکس وصول کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ رات کے کون سے حصہ میں سب سے زیادہ دُعا قبول کی جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ'' یعنی آخری رات کے درمیانی حصہ میں۔ (مسند بزار' طبرانی)

دُعا کی قبولیت کے اور مقامات:۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تفتح ابو السماء و يستجاب الدعاء في اربعة مواطن عند التقاء الصفوف في سبيل الله وعند نزول الغيث و عند اقامة الصلوة وعند روية الكعبة. (الطبرانی بسند ضعیف)

ترجمہ: ''چار موقع پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول کی جاتی ہے۔ (۱) جب جہاد فی سبیل اللہ میں مسلمانوں اور کافروں کی صفوف ایک دوسرے کے درمیان ٹکرائیں۔ (۲) نزول بارش کے وقت۔ (۳) جس وقت نماز کے لیے اقامت کہی جائے۔ (۴) جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین وقت ایسے ہیں کہ جب بندہ مومن دُعا کرے تو دُعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ قطع رحمی اور کسی گناہ کی دُعا نہ کرے۔ (۱) موذن نماز کے لیے اذان شروع کرے یہاں تک کہ اذان ختم ہو جائے۔ (۲) جب مسلمان اور کافر میدان جنگ میں آپس میں

ٹکرائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اِن کے درمیان فیصلہ فرما دے اور (۳) نزول بارش کے وقت جب تک کہ نہ تھم جائے۔ (امام ابونعیم حلیۃ الاولیاء)

سعید بن منصور اپنی سنن میں حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین وقت ایسے ہیں کہ ان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو تم ان وقتوں میں دعا کا خاص اہتمام کرو۔ (۱) اذان کے وقت (۲) جب بارش ہو رہی ہو اور (۳) جب دو لشکر آپس میں ٹکرا جائیں (یعنی مسلمانوں اور کافروں کی آپس میں جنگ شروع ہو جائے)۔ (سعید بن منصور فی السنن)

سورج ڈھلنے پر دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا فاء ت الافیاء وھبت الاریاح فارفعوا الی اللہ حوائجکم فانھا ساعۃ الاوبین۔ (ابونعیم حلیۃ ۷/ ۲۲۷)

ترجمہ: ”جب سایہ ہٹ جائے (یعنی سورج غروب ہو جائے) اور ہواؤں کے جھونکے آئیں تو تم اپنی حاجات بارگاہِ ربّ العٰلمین عزوجل میں پیش کرو کیونکہ یہ نیک بندوں کے دُعا مانگنے کی گھڑی ہو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج آسمان کے درمیان بقدر ایک تسمہ کے ہٹ جاتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے اور چار رکعت نماز ادا فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کونسی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا جس شخص نے یہ نماز پڑھی اس نے اپنی رات کو زندہ کیا اور یہ اس ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے

جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جب کوئی مسلمان شخص اس میں کھڑے ہوکر نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ (بخاری کتاب الجمعۃ، مسلم کتاب الجمعہ)

یوم عرفہ پر دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت مطلب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "من افضل الدعاء یوم عرفة" یعنی سب سے افضل دُعا یوم عرفہ کی ہے۔ (نو ذوالحج کو یوم عرفہ کہتے ہیں) (سعید بن منصور فی السنن)

پانچ راتوں میں دُعا کی قبولیت:۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

خمس لیال لا ترد فیھا دعوۃ اول لیلۃ من رجب لیلۃ النصف
من شعبان ولیلۃ الجمعۃ و لیلتنا العیدین. (دیلمی مسنداً مرفوعاً)

ترجمہ: "پانچ راتیں ایسی ہیں کہ ان میں کوئی دُعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) ماہ رجب کی پہلی رات (۲) پندرہ شعبان کی رات (۳) جمعہ کی رات اور (۴۔۵) عیدین کی رات۔ (یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ)"

ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مع

کل ختمه دعوة مستجابة'' یعنی جب بھی قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے تو ایک دُعا قبول ہوتی ہے۔ اور ایک روایت میں اُس طرح ہے کہ قرآن مجید کے ختم کے وقت ایک دُعا قبول ہوتی ہے اور جنت میں ایک درخت عطا ہوتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب)

سورۃ الرحمٰن کی تلاوت پر دُعا کرنا مستحب ہے:-

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ (سورۃ الرحمٰن) کی اس آیت ''کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ'' کی تلاوت کے وقت دُعا کرنا مستحب ہے۔

بعد نماز فرض دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''فریضة فله دعوة مستجابة'' یعنی جس نے فرض نماز پڑھی اس کی دُعا قبول کی جاتی ہے۔ (الطبرانی)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''من کانت له حاجة فلیدعُ بها دبر صلاة مفروضة'' یعنی جس شخص کی کوئی حاجت ہو اس کو چاہیے کہ وہ فرض نماز کے بعد دُعا کرے۔ (ابن عساکر تاریخ دمشق)

فائدہ:-

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے فرض نماز کے بعد دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے اور جو سعادت مند دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتے ہیں ان کو یہ برکت حاصل ہوتی ہے کہ ان کی دُعا قبول ہوتی ہے اس لیے ہر نماز کے بعد دُعا کا خاص اہتمام کریں۔ (مترجم)

سجدہ میں دُعا قبول ہوتی ہے:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

انی نھیت ان اقراء القران راکعا و ساجدا اماما الرکوع فعظموا فیہ الرب واما السجود فاجتھدوا فیہ فی الدعاءِ فقمن ان یستجاب لکم۔ (ابن عساکر)

ترجمہ: ''کہ مجھے اس بات سے منع کیا گیا کہ میں رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید کی تلاوت کروں۔ پس تم رکوع میں اللہ تعالیٰ عظمت بیان کرو اور سجدہ میں' خاص توجہ کے ساتھ دُعا کرو وہ دعا اس لائق ہے کہ قبول کر لی جائے۔'' (یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم کتاب الصلوٰۃ میں' ابو داؤد اور نسائی سے بھی مرفوعاً منقول)۔

جب دُعا کی توفیق ہو دُعا کرے:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''اذا فتح علی العبد الدعاء فلید عزوبہ فااللہ تعالٰی یستجب'' یعنی جب بندہ پر دُعا کا دروازہ کھول دیا جائے تو وہ اپنے ربّ سے دُعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول کرتا ہے (مطلب یہ ہے دُعا کی توفیق مل جائے)۔ (ترمذی برقم ۳۶۱۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان:۔

حضرت خالد الحذاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب تم دیکھو کہ رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو (یعنی اس وقت دُعا قبول ہوتی ہے)۔

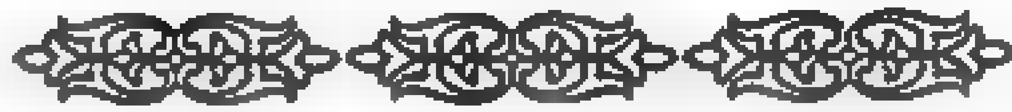
(امام احمد کتاب الزھد)

بوقت چھینک دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابی رہم سمعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان مما یستجاب عندہ الدعاء العطاس'' یعنی چھینک کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے۔ (طبرانی بسند حسن)

فائدہ:-

جب چھینک آئے سنت یہ ہے کہ ''الحمد للہ'' کہے اور سننے والا ''یرحمك اللہ'' کہے۔ (مترجم)



فصل سوم

دُعا کی قبولیت کے مقامات

غزوہ خندق پر دُعا قبول ہوئی:۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیر' منگل اور بدھ کے دن مسجد یعنی مسجد الفتح میں دعا کی۔ آپ کی دعا بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی مشکل کام درپیش آ جاتا تو میں اسی وقت کا خیال رکھتا تھا اور اسی وقت بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان میں دعا کرتا تو میں جان لیتا کہ میری دعا قبول ہو گئی۔

(بخاری الادب المفرد برقم ۷۰۳' مسند احمد)

فائدہ:

اس غزوہ کو احزاب بھی کہا جاتا ہے یہ غزوہ ۵ ہجری ماہ شوال میں وقوع ہوا۔ بعض علماء کہتے ہیں یہ ذی قعدہ میں پیش آیا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ غزوہ ۵ھ میں وقوع ہوا اور یہی صحیح ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۸ شوال یا ذی قعدہ کو غزوہ خندق کے لیے نکلے اس میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور مشرکین کی تعداد دس ہزار' بارہ ہزار اور ایک روایت کے مطابق پندرہ ہزار تھی۔ اس لشکر کی تیاری کے لیے قریش' غطفان' قریظہ' نضیر اور دیگر مشرک قبائل جمع ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہم میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ چھ صحابہ کرام نے اس غزوہ میں جام شہادت نوش کیا۔ اور مشرکین کے چار افراد واصل جہنم ہوئے۔

(بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ از علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ)

اسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے تین دن دعا فرمائی تھی جو قبول ہو گئی اور جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا وہاں بعد میں مسجد بنا دی گئی اور اس کا نام الفتح مسجد رکھ دیا گیا۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا (آندھی) بھیج دی جس کی وجہ سے مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے۔ (مترجم)

مُلْتَزَم کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ما بین الرکن و المقام ملتزم ما یدعوبه صاحب عاهة الا برئ" یعنی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ملتزم ہے جو بھی شخص مشکل میں ہو یہاں دُعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف (مشکل) دور کر دیتا ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

سعید بن منصور اور بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ملتزم ہے اس جگہ جو بھی شخص اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے اس کو عطا کر دیا جاتا ہے۔
(سعید بن منصور فی السنن)

دُعا کی قبولیت کے تین مقام:-

حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تین جگہ ایسی ہیں جب وہاں کوئی شخص دعا کرے تو رد نہیں ہوتی۔ (۱) اس شخص کی دعا جو جنگل میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ (۲) اس شخص کی دعا جو کچھ لوگوں (یعنی مجاہدین کی جماعت) کے ساتھ ہو پھر اس کے رفیق اسے چھوڑ جائیں مگر وہ ڈٹا رہے۔ (۳) اور اس شخص کی بھی دعا قبول کی جاتی ہے جو آدھی رات کو اٹھ کر نماز ادا کرے۔ (ابو نعیم حلیۃ الاولیاء)

فصل چہارم

خاص مقبول دُعائیں

تیر بہدف دُعا:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک شخص نے اس طرح دُعا مانگی: "یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو اس نے کس چیز کے ساتھ دُعا کی مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے اللہ کے نام کے ساتھ دُعا کی ہے جب اس کے ذریعہ دُعا کی جاتی تو اللہ تعالیٰ (فوراً) قبول فرماتا ہے۔

(بخاری الادب المفرد برقم ۷۰۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا پس جب اس نے رکوع اور سجدہ کیا تو اس میں یوں دُعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ.

یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دُعا کی ہے جب اس کے ذریعہ سے دُعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے تو جب اس کے ذریعہ سے سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے (گویا کہ یہ دونوں دعائیں اسم اعظم ہیں)۔

(مستدرک للحاکم ۱/۵۰۳ ابوداؤد فی السنن برقم ۱۴۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَسْئَالُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ذریعہ سے دُعا مانگ رہا ہے کہ جب اس سے اس نام کے ذریعہ سے دُعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے جب اس نام کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ (المستدرک للحاکم ۱/۵۰۴)

غم و پریشانی دور کرنے کی دُعا:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رنج و غم اور بے چینی مبتلا ہو یا کسی صاحب اقتدار سے خوف زدہ ہو پھر اگر ان (مندرجہ ذیل) کلمات کے ساتھ دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے دعا یہ ہے۔

اَسْئَالُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ وَ اَسْئَالُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ وَ اَسْئَالُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ▪ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○

پھر (اس دعا کے بعد) تو اللہ تعالیٰ اپنی حاجت سوال کر (قبول ہوگی)۔

(بخاری الادب المفرد برقم ۷۰۹)

اسم اعظم:۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو

اس طرح کہتے ہوئے سنا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دُعا کی ہے جب اس کے ذریعہ سے سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے دُعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

(المستدرک حاکم، ترمذی برقم ۳۵۴۴، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان)

''یا ربّ'' کہنے سے دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص چار مرتبہ ''یا ربِّ یا ربِّ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں موجود ہوں تیری بات سن رہا ہوں تو مانگ میں عطا کرونگا۔

(مسند بزار، ابن ابی الدنیا فی الدعا)

اسم اعظم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ کا وہ نام تعلیم فرما دیں جب اس کے ساتھ دُعا کروں تو قبول ہو جب سوال کروں تو عطا ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ انور کو ایک طرف پھیر دیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ (اس کے بعد) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں وضو کیا پھر یوں دُعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَ

بِاسْمِكَ الْعَظِيمِ الَّذِي اِذَا دُعِيتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اسم اعظم انہی کلمات میں ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم جس کے ذریعہ سے دُعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے سورۃ آلِ عمران کی اس آیت میں ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (المعجم الکبیر برقم ۱۲۷۹۲)

دُعا کی قبولیت کے لیے پانچ عظیم کلمات:۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص ان پانچ کلمات کے ذریعہ سے دُعا کرتا ہے اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے اور وہ کلمات یہ ہیں۔

(۱) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (۲) اللّٰهُ اَكْبَرُ (۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۴) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (۵) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

(الطبرانی فی الکبیر ۱۹/ ۳۶۱/ ۸۴۹)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دُعا پر کتا ہلاک ہو گیا:۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

عصر پڑھ رہے تھے کہ ایک کتا آپ کے آگے سے گذرنے لگا تا کہ آپ کی نماز قطع کر دے یہ دیکھ کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کتے کو بددعا دی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کتے کو ہلاک کر دیا جب سرکار دو عالم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو نے اس کتے کو کن الفاظ میں بددعا کی تھی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کلمات یہ تھے:

سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَهْلِكْ هٰذَا الْكَلْبَ قَبْلَ اَنْ يَقْطَعَ عَلٰى نَبِيِّكَ صَلَاتَهٗ.

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تو نے ایسے کلمات کے واسطہ سے دُعا کی ہے کہ ان کو پڑھ کر آسمان و زمین کے درمیان بسنے والون موذیوں کے لیے بددعا بھی کرتا تو قبول کر لی جاتی (یعنی تمام موذی ہلاک ہو جاتے)۔ (المعجم الکبیر)

صبح و شام کی عظیم دُعا:۔

حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو ایسی حدیث نہ بتاؤں جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بہت مرتبہ سنی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے بھی بار بار سنی ہے کہ جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنْتَ تَهْدِيْنِيْ وَ اَنْتَ تُطْعِمُنِيْ وَاَنْتَ تَسْقِيْنِيْ وَاَنْتَ تُمِيْتُنِيْ وَاَنْتَ تُحْيِيْنِيْ.

پھر اللہ تعالیٰ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دے گا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پھر میری ملاقات حضرت عبد

اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور میں نے ان کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا یہ کلمات وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرماتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کلمات کے ذریعہ سے ہر روز سات مرتبہ دُعا کیا کرتے تھے تو آپ جس چیز کا بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے، اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا تھا۔ (طبرانی فی الاوسط)

رد نہ ہونے والی دُعا:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسی دُعا ہے جو رد نہ کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں تو اس طرح دُعا کیا کر۔

اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْلٰی الْاَعَزِّ الْاَجَلِّ الْاَكْرَمُ.

(یعنی ان کلمات کو پڑھ دُعا کرنے سے اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرماتا ہے اور عطا کرتا ہے۔) (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا:۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مچھلی والے یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی یعنی ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ'' ایسی عظیم دُعا ہے جو مسلمان اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اس کی دُعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (المستدرک حاکم ۱/ ۵۰۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دُعا:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اس طرح

دُعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا لَّا یَرْتَدُّ وَ نَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ فِیْ اَعْلَی الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ۔

تو رسول اللہ ﷺ نے میری یہ دُعا سن کر ارشاد فرمایا اب تم سوال کرو اللہ تعالیٰ تیرا سوال پورا فرمائے گا۔ (المستدرک للحاکم ۳/ ۱۷ا۳)

"یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" کہنے کی فضیلت:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شخص کے قریب سے گزرے جو اس طرح دُعا کر رہا تھا "یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو مانگ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ تیری طرف ہے۔

(المستدرک للحاکم ۱/ ۵۴۴)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ اس شخص کے لیے مقرر ہے جو "یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" کہتا ہے۔ جو شخص تین مرتبہ "یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" کہتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے بے شک ارحم الراحمین نے تیری طرف توجہ فرمائی تو سوال کر اللہ تعالیٰ پورا فرمائے گا۔ (المستدرک للحاکم)

شب عرفہ کی عظیم دُعا:۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عرفہ کی رات یہ دس کلمات ایک ہزار مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے عطا کر دیا جاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دُعا نہ کرے۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔

(۱) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ

(۲) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُہٗ
(۳) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ
(۴) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ
(۵) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ
(۶) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَاؤُہٗ
(۷) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْھَوَاءِ رُوْحُہٗ
(۸) سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ
(۹) سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ
(۱۰) سُبْحَانَ الَّذِیْ لَامَنْجَاءَ مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ

(مسند ابو یعلی ۹/۲۶۴/۵۳۸۰، طبرانی فی الکبیر، ابن ابی الدنیا)

فائدہ:-

کچھ محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا اور عرفہ کی رات سے مراد ذوالحجہ کی رات (واللہ اعلم)۔

حاجت پوری ہونے کی دُعا:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو کوئی حاجت طلب کرے اور چاہتا ہو کہ میری حاجت پوری ہو اور عطا کیا جائے تو یہ دُعا پڑھا کرو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ بَلٰغٌ فَھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْضُحَاهَا.

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ. اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (الطبرانی فی الصغیر برقم ۳۴۱)

فائدہ:-

اس دُعا کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جائز حاجت کو پورا فرما دیتا ہے۔(مترجم)

قرض کی ادائیگی کی اہم دُعائیں:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بیٹی کیا میں تجھے ایسی دُعا نہ سکھا دوں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائی تھی اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سکھاتے تھے اگر تیرے اوپر اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو یہ دُعا پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری طرف سے اس کی ادائیگی فرما دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی ضرور مجھے بتائیں تو آپ نے فرمایا اس طرح دُعا کیا کر۔(دُعا یہ ہے)

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ وَ كَاشِفَ الْغَمِّ وَ الْكَرْبِ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّ رَحْمَانَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ رَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ. (حاکم المستدرک' البزار)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم کو ایسی دُعا نہ سکھا دوں کہ جب تم وہ دُعا کرو گے تو اگر اُحد پہاڑ کے

برابر قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ ادا (یعنی اسباب پیدا) فرما دے گا۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں' آپ نے فرمایا یہ دُعا پڑھا کرو۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ رَحِيْمَهُمَا تُعْطِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهَا وَ تَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ. اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِكَ.

(الطبرانی فی الکبیر ۲۰/۳۲۳/۳۳۲)

حضرت علی المرتضیٰ ﷜ نے ایک شخص سے فرمایا کیا میں تم کو وہ کلمات نہ بتاؤں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے اگر تمہارا قرض ثمیر پہاڑ کے برابر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ ادا (یعنی اسباب پیدا) فرما دے تو اس طرح دُعا کیا کرو (دُعا یہ ہے)۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

بیدار ہونے کے بعد کی دُعا اور حاجت قبول:۔

حضرت معروف کرخی ﷫ فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کو سوتے ہوئے جب بیدار ہو تو ان کلمات کو پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ فَاِنَّهُمَا بِيَدِكَ لَا يَمْلِكُهُمَا اَحَدٌ

سِوَاكَ.

یہ دُعا پڑھنے پر اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے۔ اے جبرئیل (علیہ السلام) اس بندہ کی حاجت کو پورا کر دو۔ (ابونعیم حلیۃ الاولیاء ۸/ ۳۶۶)

ماشاءَ اللہ کہنے کی برکت:۔

حضرت یحییٰ بن سلیم طائفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے روایت کی ہے جس نے ان سے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت کی دُعا کی۔ حاجت پوری ہونے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ماشاء اللہ کہا یہ کہتے ہی آپ کی حاجت پوری ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں عرض کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو بتایا کہ تم نہیں جانتے کہ تم نے جو ماشاء اللہ کیا ہے اس نے تم کو اپنے مقصد میں کامیاب کر دیا اور تمہاری حاجت پوری ہو گئی۔ (کتاب الزھد امام احمد)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دُعا (یعنی گمشدہ کے واپس آنے کی دُعا):

حضرت عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ملک الموت کی نگاہ میں دنیا میں سب سے زیادہ معزز و محترم تھے۔ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں آنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت مل گئی۔ جب ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپ علیہ السلام نے ملک الموت کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی روح قبض کی تھی؟ ملک الموت نے فرمایا نہیں۔ پھر ملک الموت نے فرمایا اے حضرت یعقوب علیہ السلام میں آپ کو کچھ کلمات نہ سکھاؤں۔ آپ نے فرمایا ضرور سکھائیں تو ملک الموت نے فرمایا آپ یوں پڑھا کریں۔

یَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَا یَنْقَطِعُ اَبَدًا وَّلَا یُحْصِیْهِ غَیْرُكَ.

راوی کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی رات ان الفاظ کے ذریعہ دُعا کی تو ابھی سورج طلوع نہیں ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ مبارک آپ علیہ السلام کے چہرہ پر ڈال دیا۔ (کتاب الزھد از عبداللہ بن احمد)

اس روایت کو ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الفرج بعد الشدۃ'' میں نقل کیا ہے مگر اس میں اس طرح روایت ہے ملک الموت نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا، کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ جب بھی آپ ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں تو آپ کو عطا کیا جائے گا۔

حضرت ابراہیم بن خلاد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے اپنی مصیبت کا ذکر کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کیا میں آپ کو ایسی دُعا نہ بتاؤں کہ جب اس کے ذریعہ سے دُعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل کو آسان کر دے گا۔ وہ دُعا یہ ہے۔

یَا مَنْ لَّا یَعْلَمُ کَیْفَ هُوَ اِلَّا هُوَ وَیَا مَنْ لَا یَبْلُغُ قُدْرَتَهٗ غَیْرُهٗ فَرِّجْ عَنِّیْ.

چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ دُعا پڑھی تو آپ کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشخبری دینے والا آ گیا۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا (یعنی قید سے رہائی کی دُعا):

حضرت ابوعبداللہ ''موذن طائف'' سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کیا آپ کا قید میں رہنا مشکل ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو یہ دُعا تعلیم فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ جْعَلْ لِّیْ مِنْ کُلِّ مَا اَھَمَّنِیْ وَاَکْرَبَنِیْ مِنْ اَمْرِ دُنْیَایَ وَاَمْرِ آخِرَتِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّرْزُقْنِیْ مِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَثَبِّتْ رَجَائِیْ وَاقْطَعْہُ عَنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَکَ۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت صالح بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جو قریش میں تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا آپ اپنی دُعا میں یوں کہا کریں "یَا کَثِیْرَ الْخَیْرِ یَا دَائِمَ الْمَعْرُوْفِ" جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے دُعا میں یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا تو نے مجھ سے ایسی دُعا مانگی ہے اگر تیرے دونوں بیٹے مردہ ہوتے تو میں تیرے لیے ان کو زندہ فرما دیتا۔ (ابن ابی الدنیا)

دُعا کی قبولیت کے لیے اللہ کی حمد اور درود شریف پڑھو:۔

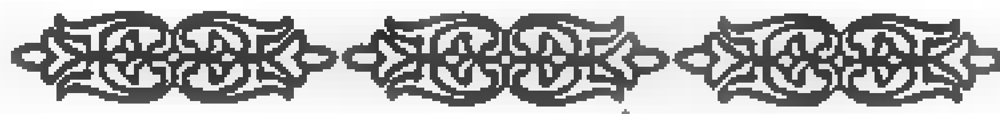
حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ بعد نماز اس نے اس طرح دُعا "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ" اس شخص کی دُعا کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز سے پڑھ کر بیٹھے تو اوّل اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر جو اس کی شان کے لائق ہے اور پھر مجھ پر درود بھیج پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ۔ اس کے بعد پھر ایک شخص اور آیا نماز پڑھی اور نماز کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے نمازی دُعا مانگ اللہ تعالیٰ تیری دُعا قبول کرے گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/ ۳۰۸/ ۷۹۴)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر دُعا رُکی رہتی ہے جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور آپ کی آل پاک پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔
(المعجم الاوسط طبرانی)

حضرت احمد بن حواری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرنا ہو تو ابتداء میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجو پھر اپنی حاجت کا سوال کرو اور درود شریف پڑھ کر دُعا کو ختم کرو کیونکہ یہ دونوں ایسی دُعائیں ہیں جو رد نہیں ہوتی پھر ان دونوں کے درمیان والی دُعا کس طرح نامقبول ہوگی۔ (ابن عساکر تاریخ دمشق)

تمت بحمد اللہ دعونہ

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم



تسبیح کی شرعی حیثیت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الحمد للّٰه وسلام على عباده الذين اصطفٰى

حمد وصلاۃ کے بعد۔ تسبیح کے بارے میں یہ سوال طوالت پکڑ گیا کہ کیا سنت میں اس کی کوئی اصل ہے؟

تو میں نے اس بارے میں یہ ”جز وحصہ“ جمع کیا ان احادیث وآثار کا اتباع کرتے ہوئے جو اس بارے میں وارد ہیں۔ واللہ المستعان.

تسبیح سنت:۔

ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے اس کی تصحیح کی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اپنے مبارک ہاتھ سے تسبیح کا عقد فرما رہے ہیں۔

انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم:۔

ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی اور حاکم نے حضرت بسیرہ رضی اللہ عنہا سے جو مہاجرات سے تھیں روایت کی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے اوپر تسبیح، تہلیل اور تقدیس کو لازم کرلو اور غافل نہ ہونا۔ توحید کو بھول جاؤ گی۔ اور پوروں کے ساتھ عقد کرو ان سے پوچھا جائے گا اور ان کو بلوایا جائے گا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کھجور کی گٹھلیوں پر تسبیح شمار کرنا:۔

ترمذی، حاکم اور طبرانی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میرے آگے چار ہزار کھجور کی گٹھلیاں تھیں جن کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اے ”حیی“ (آپ کے والد کا نام) کی بیٹی

یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ان سے تسبیح پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب سے میں تم سے اٹھ کر گیا ہوں میں نے اس سے زیادہ تسبیح پڑھ لی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی سکھایئے۔ آپ نے فرمایا کہ تو "سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ" پڑھا کر۔ یہ روایت صحیح ہے۔

نیز ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی اور اس کو حسن کہا نسائی' ابن ماجہ' ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی اور سب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گئے اس کے آگے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں اور وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے زیادہ آسان اور بہتر تسبیح بتاتا ہوں اس طرح پڑھا کرو۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقَ اللّٰہِ اَکْبَرُ" مثل اس کے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" بھی اس طرح، "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" بھی اسی طرح "لا قوۃ الا باللہ" بھی اسی طرح۔

کنکریاں بطور تسبیح :-

جزء ہلال حفار، معجم الصحابہ للبغوی، اور تاریخ ابن عساکر میں معتمر بن سلیمان کے طریق سے حضرت ابو صفیہ رضی اللہ عنہ 'نبی پاک ﷺ کے غلام سے مروی ہے کہ ان کے لیے چمڑے کا فرش بستر رکھا جاتا تھا اور ایک زنبیل لایا جاتا تھا جس میں کنکریاں ہوتی تھیں وہ ان کے ساتھ دوپہر تک تسبیح پڑھتے تھے۔ پھر اٹھائی جاتی تھیں جب وہ پہلی نماز پڑھ لیتے تو دوبارہ کنکریوں کو لایا جاتا اور وہ شام تک تسبیح پڑھتے رہتے۔

امام احمد نے اس کو "کتاب الزھد" میں حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کی ماں

سے روایت کیا وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابوصفیہ رضی اللہ عنہ کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور ہمارے ہمسائے تھے دیکھا وہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔

ابن سعد نے حکیم بن دیلمی سے روایت کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت سعد کی لونڈی سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ یا گٹھلیوں کے ساتھ۔

دھاگہ میں گرہ لگا کر تسبیح پڑھنا:۔

ابن سعد نے ''طبقات'' میں کہا ہمیں خبر دی حضرت عبید اللہ بن موسیٰ نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے جابر سے انہوں نے ایک عورت سے اس نے انہیں بتایا کہ حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم گرہ لگے ہوئے دھاگے کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الزہد'' میں نعیم بن محرز بن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں ہزار گرہیں تھیں جب تک ان کے ساتھ تسبیح نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زہد'' میں قاسم بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں تھیں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد ان کو ایک ایک کر کے نکالتے اور ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے حتی کہ وہ ختم ہو جاتیں۔

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ ٹکڑے شدہ گٹھلیوں کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

یاد دلانے کے لیے تسبیح بہترین ذریعہ ہے:۔

دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ ''نِعْمَ الْمُذَكِّرُ السُّبْحَه'' یعنی تسبیح بہترین یاد دلانے والی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ ابونضرہ کے طریق سے انہوں نے طفاوہ کے ایک آدمی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابراہیم کے ہاں گیا ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کنکریاں یا گٹھلیاں تھیں وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ وہ ختم ہوگئیں۔

زاذان سے روایت کی کہ میں نے ام یعفور سے اس کی تسابیح لیں جب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ ام یعفور کی تسابیح ان کو واپس کر دو۔

تسبیح انگلیوں پر شمار کرنا افضل ہے:۔

پھر میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے ''کتاب تحفۃ العباد'' اور مصنف متاخر جو جلال بلاتینی کے معاصر ہیں میں ایک بہترین فصل تسبیح کے بارے میں دیکھی جس میں انہوں نے یہ کہا کہ:

بعض علماء نے کہا کہ تسبیح کا انگلیوں کے ساتھ عقد کرنا تسبیح سے افضل ہے۔ حضرت ابن عمرو کی حدیث کی وجہ سے کہا جائے گا کہ بے شک تسبیح پڑھنے والا اگر غلطی سے بے خوف ہو تو پوروں سے عقد کرنا افضل ہے ورنہ تسبیح بہتر ہے بے شک تسبیح ایسے سادات نے (ہاتھ میں) لی جن کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جن پر اعتماد کیا جاتا ہے جیسے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو انکے پاس ہزار گرہ والا دھاگہ تھا جب تک اسکے ساتھ بارہ ہزار تسبیح نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ یہ عکرمہ نے کہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل:۔

سنن ابو داؤد میں ابو نضرہ غفاری کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا مجھے طفاوہ کے ایک شیخ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں مدینہ منورہ میں قیام کیا میں نے ان سے زیادہ بہتر مہمان نواز کوئی نہیں دیکھا وہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کہ ہم ایک دن ان کے ہاں تھے وہ اپنی چارپائی پر تھے انکے ساتھ ایک تھیلی تھی جس میں کنکریاں یا گٹھلیاں تھیں اور نیچے ایک سیاہ فام لونڈی تھی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ان کنکریوں سے تسبیح پڑھتے رہے حتیٰ کہ جب وہ ختم ہوئیں تو آپ نے وہ تھیلی اس لونڈی کی طرف ڈال دی تو اس نے ان کو تھیلی میں دوبارہ ڈال کر آپ کو دے دیا اور آپ تسبیح پڑھنے لگے۔

حافظ عبدالغنی نے کمال میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ذکر کیا کہ وہ دن میں ایک لاکھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

بوقت غسل انگلیاں حرکت کرنے لگی:۔

نیز مسلمہ بن شبیب سے ذکر کیا انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ دن میں چالیس ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے جب ان کو غسل دینے کے لئے رکھا گیا تو اپنی انگلیوں کو تسبیح کے ساتھ حرکت دیتے تھے۔ یہ معلوم و محقق ہے کہ ایک لاکھ بلکہ چالیس ہزار اور اس سے کم بھی پوروں سے شمار نہیں کیا جاسکتا تو اس سے یہ بات صحیح و ثابت ہوگئی کہ وہ آلہ کے ساتھ شمار کرتے تھے۔ واللہ اعلم

تسبیح کا ہاتھ میں گھومنا:۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک تسبیح تھی ایک رات وہ کھڑے

ہوئے تھے تسبیح آپکے ہاتھ میں تھی۔ تسبیح گھومنے لگی تو انہوں نے اپنے بازو پر توجہ والتفات کی وہ تسبیح پڑھنے لگی۔ حضرت ابو مسلم نے التفات کیا اور تسبیح ان کے ہاتھ میں گھوم رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی "سبحانك یا منبت النبات و یادائم الثبات"

تو وہ کہنے لگے اے ام مسلم عجیب سے بہت عجیب چیز دیکھئے۔ ام مسلم آئی تو دیکھا کہ تسبیح گھوم رہی ہے اور تسبیح پڑھ رہی ہے۔ جب وہ بیٹھی تو تسبیح خاموش ہو گئی۔ اس کو ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن الطبری نے کرامات الاولیا میں ذکر کیا۔

تسبیح کا ایک ایک دانہ گھومتا:-

شیخ امام عارف عمر البزار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ ابو الوفاء کا کیش ابالعربی عبدالرحمٰن کی تسبیح' جو انہوں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دی تھی جب ان کو زمین پر رکھتے تو ایک ایک دانہ اکیلا گھومنے لگ جاتا۔

دل' ہاتھ اور زبان سے اللہ کی یاد:-

قاضی ابو العباس احمد بن خلکان نے ''وفیات الاعیان'' میں ذکر کیا کہ ایک دن حضرت ابو القاسم جنید بن محمد طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی گئی تو انہیں کہا گیا تم باوجود اپنے شرف کے اپنے ہاتھوں میں تسبیح لیتے ہو تو انہوں نے فرمایا وہ طریقہ جس کے ذریعہ میں اپنے رب تک پہنچا میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس بارے میں ایک مسلسل حدیث روایت کی۔ وہ یہ ہے:

ہمیں ہمارے شیخ امام ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اور ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی یہ سند حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچاتے ہوئے کہا کہ حضرت عمر مالکی نے کہا کہ اسی طرح میں نے اپنے استاد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی تو میں نے عرض کی اے استاذ آپ اپنی عظیم

الشان اور حسن عبادت کے باوجود تسبیح ابھی تک لئے ہوئے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ شئی ہے جس کو ہم نے ابتداء میں استعمال کیا تو نہایات میں ہم نے اس کو نہیں چھوڑا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل ہاتھ اور زبان کے ساتھ یاد کروں۔

اگر تسبیح ہاتھ میں لینے میں ان سادات اولیاء کی موافقت اور ان کی لڑی میں داخل ہونا اور ان کی برکتیں طلب کرنا نہ ہوتا تو بھی یہ اس اعتبار۔ سے اہم الامور میں سے ہوتی۔ تو اس کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے والی ہے۔ کیونکہ انسان جب بھی تسبیح کو دیکھتا ہے تو ایسا بہت کم ہے کہ وہ خدا کو یاد نہ کرے اور یہ اس کے بڑے فوائد سے ہے اور اسی کے ساتھ اس کا نام بعض سلف نے رکھا اور اس کے فوائد میں سے استقامت علی الدوام الذکر ہمیشہ ذکر کرنے پر مدد لینا بھی ہے۔ جب بھی اس کو دیکھا تو یاد کیا کہ یہ آلہ ذکر ہے تو یہ اس کو ذکر کرنے کے لیے کھینچ لیتا ہے۔ کتنا بہترین سبب ہے اللہ عزوجل کے ذکر کے دوام کی طرف پہنچانے والا ہے۔ بعض سلف تو اس کا نام "حبل الوصل" اور بعض "رابطۃ القلوب" رکھتے تھے۔

تسبیح کی برکات:۔

مجھے (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) اس شخص نے خبر دی جس کی بات پر میں اعتماد کرتا ہوں کہ وہ ایک قافلہ کے ساتھ بیت المقدس کے راستہ میں تھا تو ایک عرب کے گروہ نے ان پر حملہ کر دیا اور سارے قافلہ کا لباس اتار لیا۔ اور ان کے ساتھ میرا لباس بھی انہوں نے اتارا جب انہوں نے میری دستار اتاری تو اس سے میرے سر سے تسبیح گر گئی۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو تسبیح والا ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے مجھ سے لیا تھا واپس کر دیا اور میں ان سے سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا۔

اے میرے بھائی تو اس مبارک اور چمکنے والے آلہ کو دیکھ اور اس نے دنیا و

آخرت کی جس خیر کو دیکھا اس کو دیکھ۔ سلف و خلف سے مجھے کوئی ایسی روایت نہیں ملی کہ انہوں نے تسبیح کے ساتھ ذکر کو شمار کرنے سے منع کیا ہو۔ بلکہ اکثر تو اس کے ساتھ شمار کرتے ہیں اور اس کو مکروہ نہیں سمجھتے۔

بعض کو دیکھا گیا کہ وہ تسبیح کو گن رہے ہیں تو انہیں کہا گیا۔ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھی شمار کرتے ہو۔ تو انہوں نے کہا نہیں میں تو اس کے لیے شمار کرتا ہوں۔ (یعنی میں ذکر کو شمار کر کے اس پر کوئی احسان نہیں کر رہا بلکہ اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گن رہا ہوں)۔

اور مقصود یہ ہے کہ ذکر شریف محدود جو سنت پاک میں آیا ہے پوروں کے ساتھ غالباً شمار نہیں کیا جا سکتا اگر اس کا حصر ممکن ہوتا یہ خشوع کو ختم کر دیتا حالانکہ اصل مقصود تو خشوع ہی ہے۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بکر بن حسین سے حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کیا جو پہلے کرامات الاولیاء کے حوالے سے گذر چکا ہے۔

امام عماد الدین مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح کے بارے میں کہا۔

ومنظومة الشمل یخلوبها اللبیب فتجمع من همتصه

اذا ذکر الله جل اسمه علیها تفرق من هیبة

☆☆☆☆

الحمد للہ اس رسالہ کا ترجمہ آج مورخہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۴۱۰، ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ بوقت دس بجے شب مکمل ہوا۔

العبد الراجی الی رحمۃ ربہ العلی القوی

السید ظفر علی مہروی

مدرسہ غوثیہ مہریہ، لودھراں

المتوکلی

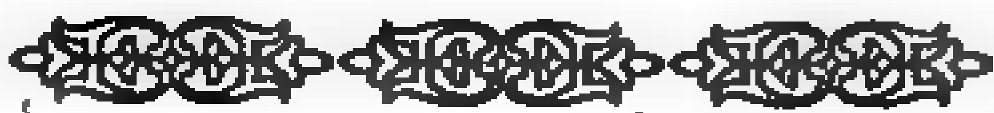
قرآن میں غیر عربی حروف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین
مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ثبتب باھل بیت النبی ﷺ قواعد الایمان ووعد ھذہ الامۃ الشریفۃ مادا حوابین المھرھم بالایمان والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید ولد عدنان وعلی الہ وصحبہ والتابعین باحسان وبعدہ

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے ذریعے ایمان کی بنیادوں کو مستحکم فرمایا ہے' جس نے اس عزت و بزرگی والی امت سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک اس کے درمیان اہل بیت موجود رہیں گے وہ امن وامان سے رہے گی' اور درود وسلام ہو ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جو اولاد عدنان کے سردار ہیں' اور ان کے آل واصحاب پر اور بھلائی کے ساتھ اتباع کرنے والوں پر۔

حمد وصلاۃ وسلام کے بعد!.........

امیر المؤمنین' سید المرسلین ﷺ کے عم زاد' خلفائے راشدین کے وارث' امام متوکل علی اللہ' اللہ تعالیٰ ان کی عزت کو دوام بخشے' اور ان کے وجود سے دین کو معزز فرمائے' کا حکم ہوا کہ میں ان کے لیے قرآن میں وارد' ان الفاظ پر مشتمل ایک کتاب لکھوں جن الفاظ کے بارے میں صحابہ اور تابعین نے فرمایا ہے کہ یہ حبشی یا فارسی یا کسی بھی غیر عربی زبان کے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی' اور یہ مختصر کتاب تصنیف کی ہے جو میری کتاب ''المھذوب المسالک'' سے ماخوذ وملخص ہے۔ اور میں نے اس کا نام اپنے بزرگوں کی پیروی کرتے ہوئے ''المتوکلی'' رکھا ہے۔ جیسا کہ ہمارے اصحاب میں سے امام ابوبکر شاشی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ مستظہر باللہ کے حکم سے فقہ کی ایک

کتاب لکھی اور اس کا نام "المستظھری" رکھا ہے۔ امام حرمین نے وزیر غیاث الدین نظام الملک کے نام سے فقہ کی ایک کتاب تحریر کی جس کا عنوان "الغیاثی" ہے۔ اور وزیر مذکور ہی کے لیے ایک اور مختصر و مفید رسالہ لکھا ہے جس کا نام ''الرسالۃ النظامیۃ'' رکھا ہے۔ یونہی ہمارے اصحاب میں سے امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے نظام الملک کے نام سے اصول دین (علم کلام) میں ایک کتاب تصنیف کی' اور اس کا نام "النظامی" رکھا ہے' اور امام ابوالحسن ابن فارس لغوی رحمۃ اللہ علیہ نے علم لغت میں کافی الکفاۃ صاحب (بن عباد) کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام "الصاحبی" رکھا ہے' امام ابوعلی فارسی نحوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سلطان عضد الدولہ کے لیے ایک عربی کتاب تحریر کی اور اس کا نام "العضدی" رکھا۔ اور قاضی عضد الدین ایجی رحمۃ اللہ علیہ نے علم معانی و بیان میں ایک کتاب تصنیف کی اور سلطان غیاث الدین کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کا نام ''الفوائد الغیاثیۃ'' رکھا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی ان حضرات کا طریقہ اپنایا اور ان کا راستہ اختیار کیا' اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

علامہ ابن جریر اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت (تخریج) کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ: قریش نے کہا کہ: قرآن عجمی و عربی میں کیوں نازل نہیں ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''لَقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ'' یعنی یہ (کفار) ضرور کہتے کہ: اس کی آیتیں مفصل (عربی میں) کیوں نہیں اتاری گئیں' کیا کلام عجمی اور نبی (یا مخاطب) عربی۔ اس آیت کے بعد قرآن میں ہر زبان سے نازل فرمایا' اسی میں ہے ''حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ'' یہ (سجیل) فارسی لفظ ہے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تخریج کیا ہے اور علامہ ابن جریر نے ابومیسرۃ عمرو شرحبیل سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: قرآن میں تمام زبانیں ہیں۔

ابن شیبہ نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں جملہ زبانیں ہیں۔ ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: کوئی ایسی زبان نہیں ہے جس میں سے (کوئی نہ کوئی لفظ) قرآن میں نہ ہو کسی نے پوچھا رومی زبان میں سے اس میں کیا ہے؟ فرمایا: "فَصُرْهُنَّ" یعنی (قطعھن) انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

یہ تمام آثار سند کے ساتھ تابعین کرام سے مروی ہیں۔ امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں میں سے بعض سے نقل کیا ہے کہ: دنیا میں کوئی زبان نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو۔

ابن نقیب (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: "اللہ کی طرف سے نازل تمام کتابوں میں قرآن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ عرب کی تمام زبانوں (لہجوں) کو شامل ہے اور اس میں غیر عربی زبان بھی ہے جب کہ دوسری تمام کتابیں جن قوموں پر نازل ہوئیں انہیں کی زبانوں تک محدود ہیں اور کسی دوسری زبان سے ان میں کچھ نازل نہیں ہوا۔"

قرآن میں وارد حبشی زبان کے الفاظ

ابن ابی حاتم نے: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' کے بارے میں رفیع سے روایت کیا ہے کہ: ''شطر المسجد'' کا معنی حبشی زبان میں مسجد کی طرف یا مسجد کی سمت ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان:

''يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوتِ'' میں ''جبت و طاغوت'' حبشی زبان کے الفاظ ہیں جن کا معنی علی الترتیب: شیطان اور کاہن ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حبشہ کی زبان میں ''جبت'' شیطان کو اور ''طاغوت'' کاہن کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حبشی زبان میں ''جبت'' جادوگر کو اور ''طاغوت'' کاہن کو کہتے ہیں۔

طستی (یعنی امام ابوالحسن عبدالصمد بن علی طستی) نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اپنے ''مسائل'' میں ذکر کیا ہے کہ: نافع بن ارزق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ: مجھے آیت کریمہ: ''إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا'' کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا کہ: حبشی زبان میں اس کا معنی ''اثما کبیرہ'' یعنی بڑا گناہ ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابوالشیخ ابن حیان سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عبد

اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: "اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ" کے بارے میں فرمایا کہ: حبشی زبان میں "الأوّاہ" صاحب ایقان اور بروایت دیگر صاحب ایمان کو کہتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے تخریج کی ہے فرماتے ہیں کہ: "الأوّاہ" حبشی زبان میں موقن ہے۔

وکیع، علامہ ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابومیسرۃ حضرت عمرو بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ: حبشی لہجے میں "اوّاہ" بمعنی رحیم ہے۔

ابن منذر نے حضرت عمرو بن شرحبیل سے تخریج کی ہے فرمایا کہ: حبشی لہجے میں "اوّاہ" بہت زیادہ دُعا کرنے والے کے معنی میں ہے۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ: "وَقِیْلَ یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ" میں "ابلعی" حبشی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: پی جا۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے سلمۃ بن تمام الشقری سے روایت کیا ہے کہا کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: "وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَـاً" میں "متکا" حبشی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لوگ ترنج (ایک قسم کا نیبو) کو "متکا" کہتے ہیں۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کریمہ: "طُوْبٰى لَهُمْ" کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا کہ: حبشی زبان میں "طوبیٰ" جنت کا نام ہے۔

ابوالشیخ نے بھی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ "طوبیٰ" حبشی زبان میں جنت کا نام ہے۔

ابن مردویہ نے آیت کریمہ: "تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا" کے بارے میں

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: ''سکر'' حبشی زبان میں سرکے کو کہتے ہیں۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے تصحیح کے ساتھ روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان ''طه'' کا معنی حبشی زبان میں: یا محمد ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

وکیع' ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے' فرمایا کہ: ''طه'' کا مطلب حبشی زبان میں: اے آدمی ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ''وحرم'' کا مطلب حبشی زبان میں: لازم وضروری ہونا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ''كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ'' میں وارد لفظ ''سجل'' کے بارے میں ان کا قول نقل کیا ہے کہ: اس کا معنی اہل حبشہ کی زبان میں: آدمی ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: ارشاد خداوندی: ''كَمِشْكٰوةٍ'' میں مشکاۃ حبشی زبان میں روشندان کو کہتے ہیں۔

عبد بن حمید' ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں: ''مشکاۃ'' کا مطلب حبشی میں روشندان ہے۔

وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے ثمالی سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں کہ: مشکاۃ: حبشی زبان میں روشندان ہے۔

علامہ ابن جریر نے ابی میسرۃ سے تخریج کی ہے' فرماتے ہیں کہ: آیت ''اَوِّبِي مَعَهٗ'' میں ''اوبی'' حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی ہے ''سَبِّحِي'' یعنی تو تسبیح کر۔

ابن ابی حاتم نے ارشاد ربانی: ''سَیْلَ الْعَرِمِ'' کے بارے میں مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ: ''عرم'' حبشی لفظ ہے اور اس کا معنی سدّ یا باندھ ہے جہاں پانی جمع ہو کر پھر بہتا ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدّی سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''تَاْکُلُ مِنسَاَتَہٗ'' میں ''منساۃ'' حبشی لفظ ہے جس کا معنی: عصا ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث تخریج کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ''یٰسٓ'' کا مطلب حبشی زبان میں: اے انسان ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے فرمایا کہ: حبشی زبان میں ''یٰسٓ'' کا مطلب ہے: اے شخص۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے: وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ''اِنَّہٗ اَوَّابٌ'' میں ''اواب'' حبشہ کی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے تسبیح کرنے والا۔

وکیع' ابن ابی شیبہ اور علامہ ابن جریر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ: ''یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ'' کے بارے میں روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: ''کفلین'' کا معنی حبشی زبان میں دوگنا (ضعفین) ہے۔

وکیع' سعید بن منصور ابن جریر' ابن منذر' اور بیہقی نے اپنی سنن میں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: آیت کریمہ: ''اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ'' کا مطلب حبشی زبان میں' قیام اللیل' یعنی رات کا قیام ہے۔

ابن ابی شیبہ' ابن ابی حاتم اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ' حضرت عبداللہ ابن مسعود

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ" کا معنی حبشی زبان میں رات کا قیام ہے۔

امام فریابی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد الٰہی "اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ" کے بارے میں روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: اس کا مطلب ہے: جب وہ رات میں قیام کرے۔ یہ حبشی زبان میں ہے۔ جس میں "نشأ بالليل" کا معنی ہے: رات کے ایک حصے میں قیام کیا۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ" کے سلسلے میں روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: اس کا معنی حبشی زبان میں مملوء یا بھرا ہونا ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کریمہ "فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث تخریج کی ہے' فرماتے ہیں کہ: اہل حبشہ کی زبان میں شیر کو 'قسورۃ' کہتے ہیں۔

طستی نے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ "اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ" کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "لن یحور" کا مطلب "لن یرجع" یعنی (اس نے گمان کیا کہ وہ) نہیں لوٹے گا۔

ابن ابی حاتم نے داؤد بن ابی ہند سے اس آیت "اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ" کے سلسلے میں حدیث نقل کی ہے' فرماتے ہیں کہ: 'یحور' کا مطلب حبشی زبان میں "یرجع" ہے۔

ابن ابی حاتم نے اس آیت "اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ" کے بارے میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے "أن لن یرجع" (کہ وہ نہیں لوٹے گا) کیا تم نے نہیں سنا کہ حبشی سے کہا جاتا ہے: "حِر الى أهلك" یعنی اپنے

گھر والوں کی طرف لوٹ جا۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت: ''وَطُورِ سِينِينَ'' کے بارے میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: حبشی زبان میں ''سینین'' کا مطلب ہے خوبصورت۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فنون الأفنان میں لکھتے ہیں کہ: حبشی زبان میں ''الْأَرَائِكِ'' بستروں کو کہتے ہیں' مزید کہتے ہیں کہ: حبشی زبان میں ''يَصِدُّونَ'' کا معنی ''یضجون'' یعنی: شور مچاتے ہیں۔

شیذلہ کی کتاب ''البرہان''، واسطی کی ''الارشاد'' اور ابو قاسم کی تصنیف ''لغات القرآن'' میں ہے کہ آیت ''كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ'' میں ''دُرِّيٌّ'' حبشی لفظ ہے جس کا معنی چمکدار ہے۔

مؤخر الذکر دونوں حضرات نے اللہ تعالیٰ کے قول: ''وَغِيضَ الْمَاءُ'' کے بارے میں لکھا ہے حبشی زبان میں ''غیض'' کا معنی: کم ہونا ہے۔



قرآن میں وارد فارسی زبان کے الفاظ

ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ''وَاِسْتَبْرَقٍ'' فارسی میں دبیز ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ قرآن میں وارد لفظ ''سِجِّيْلٍ'' اصلاً فارسی ہے جو سنگ وگل یعنی پتھر و مٹی سے مرکب ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن سابط سے روایت کیا ہے فرمایا کہ ''سِجِّيْلٍ'' فارسی ہے۔

امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد سے تخریج کی ہے فرمایا کہ ''سِجِّيْلٍ'' فارسی ہے اس کے پہلے حصے کا معنی پتھر اور آخری کا معنی مٹی ہے۔

علامہ ابن جریر (طبری) نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ'' کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ''کوّرت'' کا معنی (سورج کا) غروب ہونا ہے۔ اور یہ لفظ فارسی ہے۔

امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ'' کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ فارسی میں ''مقالید'' کنجیوں (مفاتیح) کو کہتے ہیں۔

امام جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'المعرب' میں اور بعض دوسرے حضرات نے قرآن کے جن الفاظ کو فارسی کہا ہے کہ ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں: ابارِیق' بیع' کنائس' تنور' جہنم' دینار' رس' روم' زنجبیل' سجین' سرادق' سقر' سلسبیل' سندس' قرطاس' اقفال' کافور' کنز' مجوس' یاقوت' مرجان' مسک' وردۃ' ہود اور یہود۔

قرآن میں وارد رومی زبان کے الفاظ

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''فَصُرْهُنَّ'' کے سلسلے میں ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: رومی زبان میں اس کا معنی ہے ''فقطّعھن'' یعنی پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے تخریج کیا ہے فرماتے ہیں: ''اَلْفِرْدَوْسِ'' رومی زبان میں باغ کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن جزیر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فردوس کا مطلب رومی زبان میں جنت ہے۔

ابن منذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ: ''اَلْقِسْطِ'' رومی زبان میں عدل وانصاف کو کہتے ہیں۔

امام فریابی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے' انہوں نے کہا کہ: ''بِالْقِسْطَاسِ'' میں ''القسطاس'' کا معنی رومی میں عدل ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: رومیوں کی زبان میں قسطاس: ترازو کو کہتے ہیں۔

شیذلہ نے 'البرہان' میں ارشاد الٰہی ''وطفقا'' کے بارے میں لکھا ہے کہ: رومی زبان میں اس کا معنی: ''قصدا'' ہے یعنی: دونوں نے ارادہ کیا۔ اور ''الرَّقِیمِ'' کا معنی رومی میں لوح یا تختی ہے۔

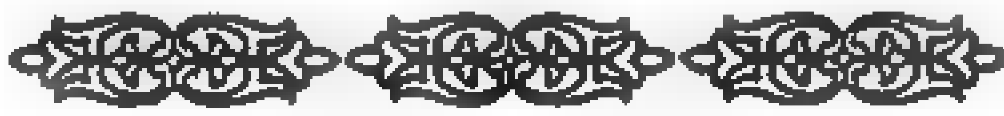
امام ابو القاسم ''لغات القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ: رومی میں اس کا معنی کتاب

ہے۔ اور واسطی نے 'الارشاد' میں اس کا معنی رومی زبان ہی میں: دوات بتایا ہے۔

امام ابو حاتم لغوی نے 'کتاب الزینۃ' میں اور دوسروں نے ذکر کیا ہے کہ: رومی زبان میں ''الصِّرَاطَ'' کا معنی راستہ ہے۔

امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے 'فقہ اللغۃ' میں لکھا ہے کہ: ''القنطار'' رومی میں بارہ ہزار اوقیہ کو کہتے ہیں۔

امام جویبر بن سعید نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ''جَنّٰتُ عَدْنٍ'' میں ''عدن'' رومی لفظ ہے۔

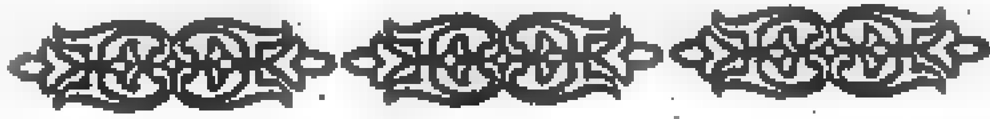


قرآن میں وارد ہندستانی زبان کے الفاظ

امام ابوالشیخ نے حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ'' میں ''ابلعی'' ہندوستانی لفظ ہے اور اس کا معنی ہے ''اشربی'' یعنی پی جا۔

علامہ ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن مسجوح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ''طُوْبٰی'' ہندوستانی زبان میں جنت کا نام ہے۔

شیذلہ نے ذکر کیا ہے کہ: ''سُنْدُسٍ'' ہندوستانی میں باریک ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔



قرآن میں وارد سریانی زبان کے الفاظ

آیت کریمہ "قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا" کے بارے میں علامہ ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ: سریانی میں "سریا" نہر کو کہتے ہیں۔

حافظ ابوعلی سعید بن داؤد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: "طه" کا مطلب سریانی زبان میں: اے آدمی ہے۔ اور علامہ ابن جریر نے یہی معنی حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے "جنات عدن" کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ: "عدن" سریانی زبان میں انگور اور اس کے درختوں کو کہتے ہیں۔

ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے تخریج کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے حضرت کعب سے "الفردوس" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب سریانی زبان میں انگور کے باغات ہیں۔

امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ: "اَلطُّوْر" سریانی لفظ ہے جس کا معنی پہاڑ ہے۔ آیت کریمہ "وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا" کے بارے میں ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ سریانی ہے اور اس کا مطلب حکماء ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ "هَوْنًا" سریانی ہے اور یہ سریانی میں "هَوْنًا" ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "هَيْتَ لَكَ" کے بارے میں علامہ ابن

جریر نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے۔ کہ یہ کلمہ سریانی ہے اور اس کا معنی ہے ''علیك''، یعنی تم پر لازم ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان ''وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ'' میں لفظ ''لات'' سریانی ہے اور سریانی لوگ جب ''ولیس'' یعنی 'اور نہیں' کہنا چاہتے ہیں تو ''ولات' کہتے ہیں۔

امام ابوحاتم لغوی نے 'کتاب الزینہ' میں روایت کیا ہے کہ: ''الرَّبّٰنِیُّوْنَ'' اور ''رِبِّیُّوْنَ'' سریانی لفظ ہے۔

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنی کتاب) ''الارشاد'' میں ذکر کیا ہے کہ فرمان الٰہی: ''وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا'' میں ''رهواً'' سریانی لفظ ہے' اور اس کا معنی ساکن اور ٹھہرا ہے۔ اور آیت کریمہ: ''وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا'' میں ''سجداً'' کا مطلب سریانی زبان میں ہے: جھکے ہوئے سر کے ساتھ۔ اور ''الْقَیُّوْمُ'' بھی سریانی ہے جس کا مطلب ہے: وہ ذات جو کبھی نہ سوئے۔

اور ''الأسفار'' سریانی میں: کتابوں کو کہتے ہیں۔ اور ''القمل'' سریانی ہے جس کا معنی: چھوٹی ٹڈی ہے۔

امام جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ ''الیم'' سریانی زبان میں سمندر کو کہتے ہیں۔ بعض اہل زبان سے مروی ہے کہ: ''شهراً'' یعنی: مہینہ بھی سریانی لفظ ہے۔

امام ابن جنی نے 'المحتسب' میں ذکر کیا ہے کہ قرآن میں وارد لفظ ''صَلَوٰتٌ'' سریانی ہے اور اس کا معنی کنائس (جمع: کنیسہ یعنی گرجا گھر) ہے۔ مزید ذکر کیا ہے کہ ''غاذر'' سریانی میں گالی ہے۔

اور ''القنطار'' بھی سریانی ہے جس کا معنی ہے: بیل کی کھال بھر سونا یا چاندی۔

قرآن میں وارد عبرانی الفاظ

ابن ابی حاتم نے امام ابوعمران جوینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ''كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ'' میں ''كَفَّرَ'' عبرانی ہے جس کا معنی: ''محاعنهم سَيِّئَاتِهِم'' یعنی: ان کے گناہوں کو مٹایا ہے۔

ابن ابی حاتم نے امام ابوعمران جوینی رحمۃ اللہ علیہ سے آیت کریمہ: ''يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا'' میں وارد لفظ ''هونا'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ: یہ عبرانی ہے اور اس کا معنی ہے: بردبار یا حلیم الطبع لوگ۔

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

''اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ'' میں ''اخلد'' عبرانی ہے جس کا معنی ہے: ''رکن'' یعنی رہنا' بھروسہ کرنا۔ اور ''اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ'' میں ''هدنا'' عبرانی ہے' جس کا معنی ہے: ''تبنا'' یعنی ہم توبہ کرتے ہیں۔

اور ''كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ'' میں ''مرقوم'' عبرانی ہے جس کا معنی مکتوب یا لکھا ہوا ہے۔ اور ''الرمز'' عبرانی میں دونوں ہونٹ ہلانے کو کہتے ہیں۔ اور ''الفوم'' عبرانی میں گیہوں (حنطه) ہے۔ ''اوّاه'' عبرانی ہے' معنی ہے: بہت زیادہ دُعا کرنے والا۔

ابوالقاسم محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے 'العجائب' میں بیان کیا ہے کہ ''طوی'' عبرانی ہے جس کا معنی ہے: آدمی۔

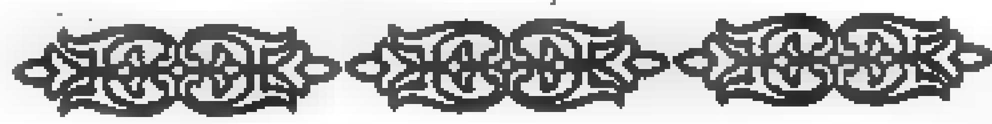
علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عبرانی میں ''الیم'' سمندر ہے۔

مبرد اور احمد بن یحییٰ ابوالعباس ثعلب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ ''الرَّحْمٰن'' عبرانی ہے۔

شیذلہ نے ذکر کیا ہے کہ لفظ ''الألیم'' عبرانی ہے جس کا معنی ہے: درد ناک۔

امام ابن خالویہ نے قرآن کریم کی آیت کریمہ: ''وَلِمَن جَآءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ'' میں وارد لفظ ''بعیر'' کے بارے میں کہا ہے کہ یہ عبرانی ہے جس کا معنی گدھا ہے۔

یونہی علامہ ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ الفاظ: ''دارست''، ''وحطة''، ''والاسباط''، ''راعنا''، ''لینة''، ''قسیة'' اور ''القسیسین'' سب عبرانی ہیں۔



قرآن میں وارد نبطی الفاظ

ابن ابی حاتم نے آیت کریمہ "طُورِ سِینَآءَ" کے بارے میں ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ: لفظ "سیناء" نبطی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے خوبصورتی اور "یَحْمِلُ أَسْفَارًا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "أسفار" کا معنی: کتابیں ہے۔ نبطی میں کتاب کو "سِفر" کہتے ہیں۔ اور "الْحَوَارِيُّونَ" نبطی میں دھوبیوں کو کہتے ہیں۔

ابن منذر نے امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: "الحواریون" کا معنی ہے کپڑا دھونے والے اور یہ نبطی لفظ ہے۔

علامہ ابن جریر نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: "الأکواب" نبطی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی: بغیر کنڈل والا گلاس یا برتن ہے۔

علامہ ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: "وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا" کے سلسلے میں روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: "تبرہ" نبطی لفظ ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن میں وارد "سریا" نبطی لفظ ہے جس کا معنی نہر ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: "بِأَيْدِي سَفَرَةٍ" میں "سفرہ" کا معنی پڑھنے والے ہیں

اور یہ لفظ نبطی زبان کا ہے۔

علامہ ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق "فَصُرْهُنَّ" نبطی لفظ ہے، جس کا معنی ہے: پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرو۔

علامہ ابن جریر نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ "فَصُرْهُنَّ" نبطی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی ہے: پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرو۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں "طه" کا نبطی زبان میں معنی ہے: اے آدمی۔

یہی بات ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ، حضرت سعید بن جبیر اور ضحاک رحمہم اللہ سے نقل کی ہے۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے حدیث تخریج کی ہے، فرماتے ہیں: لفظ "طه" نبطی ہے۔ جس کا معنی ہے: اے انسان۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: نبطی پہاڑ کو "طور" کہتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے سدّی سے تخریج کی ہے، فرماتے ہیں کہ: "الفردوس" نبطی میں انگور کو کہتے ہیں اور اس کی اصل "فرداسا" ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ "ملکوت" نبطی زبان میں بادشاہت کو کہتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "هَيْتَ لَكَ" نبطی زبان کا لفظ ہے، معنی ہے: پاس آؤ۔

ابن جنی 'المحتسب' میں آیت کریمہ "لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا" میں وارد لفظ "إِلًّا" کے بارے میں لکھا ہے کہ: یہ نبطی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

امام ابو القاسم نے ''لغات القرآن'' میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول:
''وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا'' ''رهوا'' نبطی لفظ ہے جس کا معنی ہے: ہموار کشادہ اور نرم۔

اور اللہ تعالیٰ کے قول ''أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَآءِيلَ'' میں ''عَبَّدتَ'' کا معنی نبطی زبان میں ''قتلت'' ہے یعنی: تو نے قتل کیا۔

ارشاد الٰہی: ''وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ'' میں ''وَرَآءَهُمْ'' کا معنی نبطی میں: آگے ہے۔ اور آیت کریمہ ''كَلَّا لَا وَزَرَ'' میں ''وَزَرَ'' نبطی ہے جس کا معنی: پہاڑ اور پناہ گاہ ہے۔

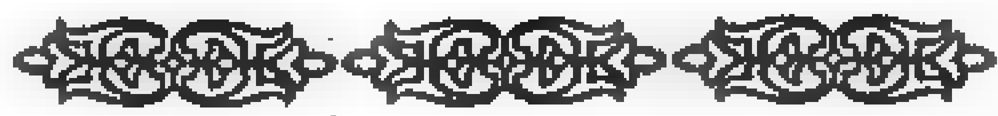
اور آیت شریفہ ''عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا'' میں ''قِطَّنَا'' کا معنی نبطی زبان میں: ''کتابنا'' یعنی: میری کتاب ہے۔

اور فرمان الٰہی ''إِصْرِی'' نبطی میں ''عهدی'' ہے یعنی: میرا وعدہ۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ: ''کفّر عنا'' نبطی میں ''امح عنا'' کو کہتے ہیں یعنی: ہم سے دور کر اور ''مقالید'' نبطی زبان میں کنجیوں کو کہتے ہیں۔

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: ''كِفْلَيْنِ'' کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ نبطی ہے، اس زبان میں ''کفلین'' دو حصے کو کہتے ہیں۔

بعض نے ذکر کیا ہے کہ: ''الیمّ'' نبطی میں سمندر ہے۔



قرآن میں وارد ہونے والے قبطی زبان کے لفظ

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے 'الارشاد' میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَـًٔا'' میں ''متکئا'' قبطی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: تکیہ۔

اور فرمان خداوندی ''وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ'' میں ''مناص'' کا معنی: فرار ہے یہ قبطی زبان کا لفظ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ'' میں ''مُّزْجٰىةٍ'' قبطی ہے جس کا معنی ہے تھوڑی۔

امام کرمانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ'' میں ''تحت'' قبطی میں باطن کو کہتے ہیں۔

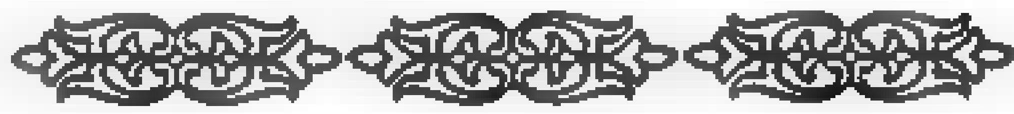
شیذلہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے آیت: ''بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ'' میں ''بطائن'' قبطی لفظ ہے جس کا معنی: ظواہر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى'' اور ''الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ'' میں آخری جاہلیت اور پہلی ملت مراد ہے یہ دونوں لفظ قبطی ہیں اور قبط آخری کو پہلی اور پہلی کو آخری کہتے ہیں۔



قرآن میں وارد ترکی زبان کا لفظ

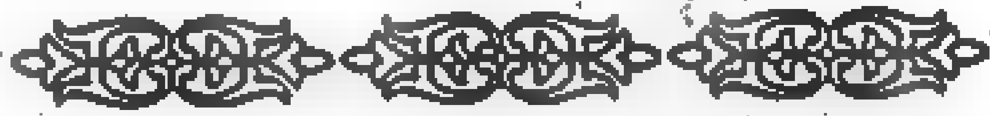
امام جوالیقی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد "غساق" کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ: یہ ترکی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: ٹھنڈی بدبودار چیز۔



قرآن میں وارد زنجی (زنگی) زبان کے الفاظ

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''حَصَبُ جَهَنَّمَ'' میں ''حصب'' کا معنی لکڑی ہے۔ اور ''حصب'' زنجی لفظ ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ:

''الیم'' زنجی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: تکلیف دہ۔ اور ''المنسأة'' بھی زنجی ہے اس کا معنی: عصا ہے۔



قرآن میں وارد بربری زبان کے الفاظ

امام شیذلہ نے اور امام ابو قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے "لغات القرآن" میں ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "كَالْمُهْلِ" بربری لفظ ہے جس کا معنی ہے: تیل کا تلچھٹ جیسا۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: "غَيْرَ نٰظِرِينَ إِنٰهُ" میں "إناه" کا معنی: پکنا اور پختہ ہونا ہے۔ اور یہ بربری زبان کا لفظ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: "حَمِيمٍ ءَانٍ" میں "آن" بربری ہے اس کا معنی ہے: ایسی چیز جس کی گرمی انتہاء کو پہنچ گئی ہو۔

اور ارشاد الٰہی: "مِنْ عَيْنٍ ءَانِيَةٍ" میں "آنية" بربری زبان میں گرم کو کہتے ہیں۔

اور بربری زبان میں "يُصْهَرُ بِهِ" کا معنی ہے: پکایا جانا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "وَأَبًّا" بربری زبان میں حشیش کو کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ: "القنطار" بھی بربری ہے یعنی: سونا یا چاندی کے ایک ہزار مثقال۔

اللہ تعالیٰ کی ثناء کے ساتھ اور اس کی مدد وحسنِ توفیق کے سہارے یہ کتاب مکمل ہوئی' اور "تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس نے ہمیں (اس کام کی) راہ دکھائی اور اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا تو ہم ہرگز راہ نہ پاتے" اور درود وسلام ہو سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل واصحاب پر۔ اس (رسالے) کا کاتب خدائے بے نیاز کا محتاج مصطفیٰ بن محمد ہے (رحمہ اللہ)۔ اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والد کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

القول المحرر

علی قولہ تعالیٰ

لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر

عصمت رسول عربی ﷺ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

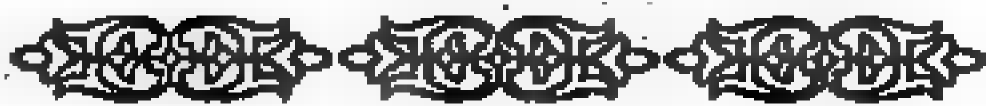
مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی اللہ ﷺ

ارشاد باری ہے۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (سورۃ فتح:۲)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں ان میں سے بعض مقبول اور بعض مردود ہیں اور کچھ ضعیف ہیں کیونکہ تمام انبیاء کرام بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ کی عصمت پر دلیل قاطع ہے کہ آپ ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے اور بعد ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہیں۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں جن میں سے بعض کی تاویل کرنا اور بعض کو رد کرنا واجب ہے۔

پہلا قول:

مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے مراد جاہلیت کے گناہ ہیں۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے مقاتل کا یہ قول مردود ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے کوئی جاہلیت نہیں تھی۔

دوسرا قول:

اس سے مراد نبوت سے پہلے کے گناہ ہیں۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ قول بھی مردود ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد بھی معصوم تھے۔

ا۔ اس نادر و نایاب رسالے کا اصل قلمی نسخہ مکتبہ محمودیہ مدینہ طیبہ میں ۲۶۴۶ مطابق ۲۷ رجب الی ۲۹/ام کے تحت محفوظ ہے اور خط معتدل ہے اور ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں۔

تیسرا قول:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اس سے مراد وہ اعمال ہیں جو آپ ﷺ نے زمانہ جاہلیت میں سرانجام دیے۔ یا وہ اعمال ہیں جو آپ سرانجام نہ دے سکے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ قول بھی مردود ہے اور اس کی دلیل پہلے گزر چکی ہے۔

چوتھا قول:

مجاہد سے روایت ہے اس سے مراد ''حدیث حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا'' اور ''زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہ'' ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ ان دونوں قصوں میں حقیقت میں کوئی گناہ ہے ہی نہیں جس نے ایسا عقیدہ رکھا اس نے غلطی کی۔

پانچواں قول:

اس سے مراد وہ اعمال ہیں جن میں آپ ﷺ سے افراط ہوا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ قول بھی مردود ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر امت کا اجماع ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ معتزلہ اور کئی دوسرے فرقے انبیاء علیہم السلام کے معصوم نہ ہونے کا قول کرتے ہیں۔ لیکن پسندیدہ قول یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں کیونکہ ہمیں حکم ہے کہ ہم ان کے ہر قول و فعل کی اقتداء کریں اس لیے ان سے غیر شائستہ فعل کیسے سرزد ہو سکتا ہے حالانکہ ہمیں ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

الحشویۃ نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف اور جرأت کا مظاہرہ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے ہر قسم کے گناہ سرزد ہو سکتے ہیں۔ حشویۃ کے اس قول کی وجہ یہ ہے

کہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ عصمت انبیاء علیہم السلام پر امت کا اجماع ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام صغیرہ گناہ کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کے پاس بھی کوئی نص یا دلیل نہیں ہے انہوں نے مذکورہ بالا آیت سے ہی استدلال کیا ہے حالانکہ اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ بعض افراد نے انبیاء علیہم السلام کے لیے ان گناہوں کے جواز کا قول کیا ہے جو رذائل میں سے نہیں ہیں۔

ابن عطیہ نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کا ارتکاب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے شک وشبہ نہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورۃ نجم)

ترجمہ: ”اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔“

دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول وفعل خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا قلیل ہو یا کثیر کی اتباع لازم ہے وہ اس کے متعلق نہ تو توقف کرتے نظر آتے اور نہ ہی کسی بحث میں الجھتے ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوت وخلوت کے اعمال پر آگاہ ہونے کی کوشش کرتے اور ان پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے۔ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عشق ومحبت سے آگاہ ہے جو وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرتے تھے۔ اور اسے یہ بھی علم ہو کہ صحابہ کرامؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے لے کر وصال مبارک تک کیسے کیسے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے حیاء کرے گا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی گفتگو کرے یا اس کے دل میں ایسا خیال پیدا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ

مانگتے ہیں اور ایسے قول سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

چھٹا قول:

اس آیت میں اس کھیل وکود کا تذکرہ ہے جو آپ ﷺ بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ یہ لعب ولہو آپ ﷺ کے مقام رفیع سے کمتر تھا کیونکہ

فَإِنَّ حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ

یہ قول یحییٰ بن زکریا کا ہے۔ جب آپ ﷺ بچپن میں تھے تو آپ ﷺ کھیل وکود کے لیے بچوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ کو آواز سنائی دیتی' آپ ﷺ کھیل وکود کے لیے پیدا نہیں کیے گئے۔

یہ قول بھی مردود ہے اس کی کئی وجوہات ہیں۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے بچپن میں ہی لعب ولہو اور دیگر افعال میں تمیز کر لیتے تھے تو یقیناً نبی محترم ﷺ بھی اس صفت سے متصف تھے۔ کیونکہ جو وصف کسی بھی نبی کو عطا کیا گیا یا تو اس جیسا وصف یا اس سے عظیم وصف نبی اکرم ﷺ کو عطا کیا گیا۔

روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بچپن میں بھی عدل فرماتے تھے۔ شیر خوارگی کے عالم میں جب حضرت حلیمہ سعدیہ' آپ ﷺ کو اپنا پستان پیش کرتیں تو آپ ﷺ اس سے دودھ نوش فرما لیتے جب وہ آپ ﷺ کو دوسرا پستان پیش کرتیں تو آپ ﷺ دودھ پینے سے انکار کر دیتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ رضاعت میں آپ ﷺ کا ایک اور بھی شریک ہے۔ یہ عمل لعب ولہو کے ترک کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔ آپ ﷺ کے بچوں کے ساتھ جانے کو ہم لعب ولہو سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ اور اگر یہ لفظ استعمال کیا بھی جائے تو پھر اس کی مناسب تاویل کرنا ضروری ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے عربی لفظ کہ اگر ''مَا تَقَدَّمَ'' سے آپ ﷺ کے بچپن کے نازیبا افعال مراد لیے جائیں تو پھر ''وَمَا تَأَخَّرَ'' سے کون سے غیر شائستہ افعال مراد ہوں گے۔

ساتواں قول:

یہ قول عطا الخراسانی کا ہے وہ کہتے ہیں "مَا تَقَدَّمَ" سے مراد حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام کی لغزش ہے اور "وَمَا تَاَخَّرَ" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے گناہ ہیں۔ یہ قول بھی ضعیف ہے اس کے ضعف کی کئی وجوہات ہیں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام معصوم تھے۔ ان کی طرف کسی گناہ کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کی تاویل کی جائے گی۔

(۲) "ک" خطاب کے ساتھ ایک شخص کے گناہ کو دوسرے شخص کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے تمام گناہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ بعض کے گناہوں پر قلم عفو پھیرا جائے گا اور بعض کے گناہوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

آٹھواں قول:

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے "مِمَّا یَکُوْنُ" جو گناہ سرزد ہوں گے انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس قول کی بھی تاویل کی جائے گی اور کہا جائے گا۔ "مِمَّا یَکُوْنُ لَوْ کَانَ" یعنی اگر کوئی لغزش ہوئی تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ بفرض محال اگر ماضی یا مستقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی لغزش سرزد ہوئی تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔

نواں قول:

شفاء میں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی لغزش سرزد ہو یا نہ ہو میں جانتا ہوں کہ وہ تمام کی تمام معاف ہیں۔

دسواں قول:

''مَاتَقَدَّمَ'' سے مراد نبوت سے قبل کی لغزش اور ''وَمَا تَاَخَّرَ'' سے مراد آپ ﷺ کی عصمت ہے۔ یہ قول احمد بن نصر کا ہے۔

گیارہواں قول:

اس سے مراد ہر قسم کی سہو اور غفلت ہے۔ یہ الطبری اور القشیری کا قول ہے۔

بارہواں قول:

مکی کہتے ہیں اگرچہ خطاب تو حضور اکرم ﷺ کو ہے لیکن اس سے مراد آپ ﷺ کی امت ہے۔

یہ تمام اقوال مردود، ضعیف اور تاویل کے قابل ہیں۔

وہ اقوال جو مقبول ہیں:۔

وہ اقوال جو مقبول ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

شفاء میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ فرمائیں۔

وَمَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ

ترجمہ ''نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔''

اس وقت کفار خوش ہو گئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (سورۃ فتح)

اس آیت میں مومنین کے لیے بشارت ہے۔ اس آیت کا مقصد ہے کہ اگر آپ ﷺ سے کوئی لغزش ہوئی بھی تو آپ ﷺ کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا بلکہ آپ ﷺ

کی وہ لغزش معاف کر دی جائیگی۔

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ ایک اثر ہے جیسے ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

''وَمَا اَدْرِی مَا یُفْعَلُ بِی وَلَا بِکُمْ'' کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ'' نازل فرمائی۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے کہ آپ کس مقام پر فائز ہوں گے لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے ساتھ کیسا سلوک ہوگا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِن تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَیُکَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَکَانَ ذٰلِکَ عِندَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا (سورۃ فتح)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مغفرت سے مراد عیوب سے برأت ہے۔

شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''نہایۃ السول'' میں لکھتے ہیں اللہ رب العزت نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر فضیلت دی اس کے کئی اسباب ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے آپ کو ایک بشارت یہ بھی دی ہے۔ ''غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ'' کسی اور نبی کو ایسا مژدہ جانفزا نہیں سنایا گیا۔

اسی وجہ سے جب بروز حشر ان سے شفاعت کا مطالبہ کیا جائے گا تو وہ اپنی کسی نہ کسی لغزش کا ذکر کریں گے اور وہ نفسی نفسی کی صدا لگائیں گے۔ جب مخلوق خدا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت کے لیے عرض کرے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ ہاں میں شفاعت کرتا ہوں۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ میں نے اس آیت میں خوب غور و فکر کیا ہے۔ میں نے اس کا تعلق سیاق و سباق سے بھی قائم کیا ہے۔ مجھے تو اس کی صرف ایک وجہ معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کا مژدہ سنایا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی دنیوی اور اخروی نعمتوں کو مکمل کیا جا سکے۔ ان نعمتوں میں سے بعض اشیاء سلبیہ ہیں مثلاً توبہ اور گناہوں کی مغفرت وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اس چیز کی طرف اشارہ کیا۔ ''وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ'' تمام نعمتوں کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) دینی نعمتیں ان کا تذکرہ اس آیت میں ہے۔

''يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا'' (سورۃ فتح)

(۲) دنیوی نعمتیں

ان نعمتوں کا مقصود دین ہی ہوتا ہے۔

''يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا'' (سورۃ فتح)

اخروی نعمتوں کو دنیوی نعمتوں سے اور دینی نعمتوں کو دنیوی نعمتوں سے مقدم فرمایا۔ تاکہ اہم کا ذکر پہلے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام متفرق نعمتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل فرمائیں پھر ان نعمتوں کا اختتام فتح مبین پر کیا کیونکہ وہ نعمت سب نعمتوں سے عظیم تر تھی۔ ''اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ'' میں نون جمع کا تذکرہ اپنی عظمت کے اظہار کے لیے کیا اور ''لَكَ'' کا ذکر فرما کر اس نعمت کو اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص فرمایا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں نے خوب غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔ یعنی اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ لیکن یہ مژدہ اس لیے سنایا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نعمتوں کو مکمل کیا جا سکے۔

بعض محقق علماء فرماتے ہیں اس آیت میں مغفرت سے مراد عصمت ہے اس

طرح اس آیت کا مفہوم یہ ہے "لِيَعْصِمَكَ اللّٰهُ" فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ عُمُرِكَ وَفِيْمَا تَأَخَّرَ مِنْهُ" تا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پہلے بھی گناہوں سے معصوم رکھا ہے وہ اسی طرح بعد میں بھی آپ ﷺ کو گناہوں سے بچاتا رہے گا۔ یہ قول انتہائی خوبصورت ہے فصحاء اور بلغاء نے بھی یہ کہا ہے کہ قرآن پاک کی بلاغت کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ تخفیفات کو مغفرۃ، عفو اور توبہ کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے۔

مثلاً جب رات کا قیام منسوخ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

(مزمل: ۲۰)

ترجمہ: "ایسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی .... قرآن سے جتنا تم پر آسان ہو پڑھو۔"

جب حضور اکرم ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم منسوخ ہوا تو ارشاد ہوا۔

فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (سورۃ المجادلہ)

ترجمہ: "پس جب تم ایسا نہیں کر سکتے تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی۔"

اور جب جماع کی حرمت منسوخ ہوئی تو ارشاد فرمایا:

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: "پس اس نے نظر کرم فرمائی تم پر۔"

والحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا
محمد واله وصحبه وتسلم تسليماً كثيراً



هو الکریم

بپاس خاطر مکرم و محترم علامه حافظ کوکب نورانی زید لطفکم

آن ختم رسل مهین دیوان وجود
والا سریر حسن و سلطان وجود
ارباب کتاب آفرینش یعنی
آن نام محمدست عنوان وجود

نصیر الدین نصیر

بخط یوسف السدیدی ۱۴۰۲ھ

الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام

قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا

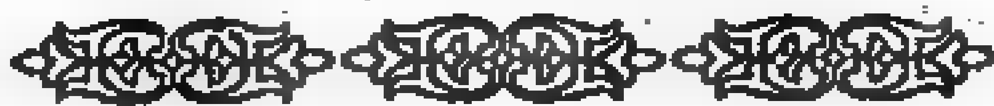
شریعت محمدی پر احکام نافذ کرنا

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین
مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اَمَّا بعد

میرے سامنے ایک سوال بروز خمیس ۶ جمادی الاولیٰ ۸۸۸ھ کو پیش ہوا سوال کی صورت اس طرح تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے تو اس امت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر فیصلہ و حکم فرمائیں گے یا اپنی شریعت پر؟ اگر تم کہو کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل و حکم فرمائیں گے تو اس شرع پر حکم فرمانے کا طریقہ کیا ہوگا۔ مذاہب اربعہ جو برقرار ہیں میں سے کسی ایک مذہب پر یا اپنے اجتہاد سے فیصلہ کریں گے۔ اگر تم کہو کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک پر تو وہ کونسا مذہب ہے۔ اور جب تم کہو کہ اختیار کے ساتھ فیصلہ کریں گے تو ان کے پاس وہ دلائل جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں کس طریقے سے پہنچیں گے؟ کیا نقل کے ساتھ جو اس امت کے خصائص میں سے ہے یا وحی کے ساتھ۔

اگر تم کہو کہ نقل کے ساتھ سنت میں صحیح و سقم کے پہچان کا کیا طریقہ ہوگا۔ کیا اس پر حفاظ کے حکم کے ساتھ یا دوسرے طریق سے۔

اگر تم کہو کہ وہ دلائل وحی کے ساتھ پہنچیں گے تو وہ وحی کونسی ہوگی کیا وحی الہام یا فرشتہ کے نازل کرنے کے ساتھ اگر دوسری شق ہو۔ (فرشتہ کے نازل کرنے سے) تو وہ فرشتہ کون سا ہوگا۔

نیز بیت المال کے اموال اور اس کی اراضی اور اس میں جو اوقاف کے اموال بھی ہوں گے تو اس میں ان کا حکم کس طرح ہوگا کیا اس کو موجودہ صورت پر

برقرار رکھیں گے یا اس کے سوا کوئی دوسرا حکم کریں گے۔

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ دو ماہ سے یہ سوال میرے سامنے پیش ہوا بروز جمعہ ۱۶/۱۴ ربیع الاول اسی سال علماء میں سے ایک آدمی جس نے میرے والد سے علم حاصل کیا تھا میرے پاس آئے اور مجھ سے کئی چیزوں کے بارے میں سوال کئے ان میں سے ایک یہ سوال بھی تھا میں نے انہیں ان کے مختصر جواب دیئے۔

مجھ سے پوچھے گئے سوال میں سے اس مجلس میں ایک سوال فرشتوں کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنے کے بارے میں تھا میں نے ان کو اس کے بارے میں دو غریب حدیثیں جن کو میں نے تاریخ ابن عساکر سے اخراج کیا تھا اور میں نے ان کو اپنی کتاب ''تاریخ الخلفاء'' میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ذکر میں بیان کیا۔

ہاں میں ان اوراق میں اس سوال کا جواب کھل کر بطریق بسط ذکر کروں گا اور اس مسئلہ میں احادیث (آثار اور کلام علماء میں سے ہر کلمہ میں ذکر کروں گا)۔

جوابات

خنزیر کا قتل:۔

سائل کا کہنا کہ اس امت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنی شرع سے کس کے ساتھ حکم کریں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حکم کریں گے۔ اس پر علماء نے نص (صراحت) کی ہے اور احادیث بھی اس کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور اجماع بھی اس پر منعقد ہے۔

علماء کی تصریحات میں سے ''معالم السنن'' میں اس حدیث کہ ''حضرت عیسیٰ

علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے" کے تحت خطابی کا قول ہے کہ "اس میں خنزیروں کے قتل کے وجوب کی دلیل ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ ان کے اعیان (جسم) پلید ہیں، اور یہ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے حکم کے مطابق ہی خنزیروں کو قتل کریں گے کیونکہ ان کا نزول آخر زمانہ میں ہوگا اور شریعت اسلامیہ (اس وقت تک باقی ہوگی)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعتِ اسلامیہ کا احیاء فرمائیں گے:۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فرمایا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لا کر ہماری شریعت کو منسوخ کردیں گے اور نہ احادیث میں اس بارے میں کوئی شی وارد ہے بلکہ صحیح احادیث میں یہ ہے کہ وہ حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے اور ہماری شریعت کے مطابق حکم کریں گے اور ہمارے شرع کے ان امور کا احیاء فرمائیں گے جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام احمد، بزاز اور طبرانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا:
"عیسیٰ بن مریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے اور آپ کی ملت پر نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے اور وہ قیام قیامت ہوگا"۔

طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے "البعث" میں سند جید کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مغفل سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "دجال تمہارے درمیان رہے گا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے اور آپ کی ملت پر امام، مہدی حاکم عادل بن کر دجال کو قتل کریں گے"۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے تو امامت کریں گے جب رکوع سے سر اٹھائیں گے تو "سمع اللہ لمن حمدہ" "قتل اللہ الدجال و اظہر المومنین" کہیں گے یعنی اللہ تعالیٰ دجال کو مارے اور مومنوں کو غلبہ عطا فرمائے۔

اس حدیث سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نماز میں اس دن فرمائیں گے "سمع اللہ لمن حمدہ" اور حالت اعتدال (رکوع سے اٹھ کر قومہ کی حالت) میں یہ ذکر اس امت کی نماز کے خصائص میں سے ہے کہ حدیث میں وارد ہوا اور میں نے کتاب المعجزات والخصائص میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ابن عساکر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ قوم کس طرح ہلاک ہو گی کہ میں اس کا اول ہوں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کے آخر ہیں"۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا: "حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے تو پانچوں نمازیں اور جمعہ بھی قائم فرمائیں گے"۔

یہ صریح ہے کہ اس میں کہ وہ ہماری شریعت پر نزول فرمائیں گے اس لئے کہ پانچوں نمازیں اور نماز جمعہ اس اُمت کے علاوہ کسی میں نہیں ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہو گی جس کا میں اول اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کے آخر ہیں اور "امام" مہدی میری اہل بیت میں سے اس کے درمیان میں ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذہب اربعہ میں کسی کی تقلید نہیں کریں گے:۔

سائل کا کہنا کہ یہ تو ثابت ہو گیا کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے اس شریعت کے ساتھ حکم کا طریق کیا ہوگا، کیا مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کے ساتھ یا اجتہاد کے ساتھ حکم کریں گے۔

سائل کا یہ سوال عجیب ہے اور اس سے زیادہ عجیب اس کا یہ قول ہے کہ "مذاہب اربعہ" میں سے کسی مذہب کے ساتھ۔ کیا سائل کے دل میں یہ ہے کہ مذاہب اس ملت شریفہ کے ان چار میں منحصر ہیں؟ حالانکہ امت کے مجتہدین کی کثرت شمار سے باہر ہے اور ہر ایک کے لئے صحابہ' تابعین اور اتباع تابعین وغیرہ میں سے مذہب ہے۔

گزشتہ سالوں میں تقریباً دس مذاہب تھے جن کی تقلید کی جاتی تھی اور ان کی کتابیں بھی مدون تھیں اور چار مشہورہ (یعنی مذہب امام اعظم' امام مالک' مذہب امام شافعی' مذہب امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے علاوہ وہ دس مذاہب یہ ہیں جن کی تقلید کی جاتی رہی۔

مذہب ثوری، مذہب اوزاعی، مذہب لیث بن سعد، مذہب اسحاق بن راہویہ، مذہب ابن جریر اور مذہب داؤد (ظاہری) رحمہم اللہ اور ان کے پیروکار تھے جو ان کے قول پر فتویٰ دیتے تھے پانچ صدی بعد یہ مذاہب' علماء کی موت اور عوام کی قصور ہمت کی وجہ سے معدوم ہو گئے تو مذاہب اربعہ باقی رہ گئے۔ سائل نے کس وجہ سے مذاہب اربعہ کی تخصیص کی ہے۔ پھر یہ گمان کیسے کیا جا سکتا ہے کہ نبی مذاہب میں سے کسی مذہب کی تقلید کرے حالانکہ علماء فرماتے ہیں کہ مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرتا جب مجتہد احاد امت میں سے ہو کر تقلید نہیں کرتا تو نبی کے ساتھ یہ گمان کیسے کیا جا

سکتا ہے کہ وہ تقلید کریں گے۔

اعتراض:۔

پھر یہ قول تو متعین ہو گیا کہ وہ اجتہاد کے ساتھ حکم کریں گے۔

جواب:۔

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ متعین نہیں ہوا اس لئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے تھے اس کے ساتھ جو آپ پر قرآن میں سے وحی آتی تھی اور اس کا نام اجتہاد نہیں رکھا جا سکتا جیسا کہ تعلیم پر نہیں رکھا جا سکتا اور اس پر دلیل یہ ہے کہ علماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجتہاد کے جواز پر اختلاف بیان کیا ہے اگر آپ کا وہ حکم جو آپ قرآن کے مفہوم سے فرماتے تھے اجتہاد نام رکھا جاتا تو اس میں اختلاف ذکر کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا۔

سوال:۔

آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اس شریعت کے احکام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معرفت کا کیا طریقہ ہے۔

جواب:۔

اس کا جواب تین طریقوں سے دیا جانا ممکن ہے۔

پہلا طریقہ:۔

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانے میں اپنے سے پہلے اور بعد والے انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کو اللہ تعالیٰ کی وحی بزبان حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ان میں

سے بعض پر ان کو نازل شدہ کتاب میں تنبیہ کرنے سے جانتے تھے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ احادیث اور آثار میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو اپنے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی اور انہیں بتایا آپ کی شریعت کی ان چیزوں کو جو شریعت عیسوی کے مخالف ہوں گے اسی طرح حضرت موسیٰ و حضرت داؤد علیہما السلام کے لئے واقع ہوا۔

تورات میں امت محمدیہ کی شان:۔

بیہقی نے دلائل النبوت میں حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو عرض کی کہ اے رب میں نے تورات میں پایا ہے کہ ایک امت جو بہترین امت ہے لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتی ہے اور بُرائی سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں تو وہ امت میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو "میرے حبیب" حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ عرض کی یا اللہ میں تورات میں پاتا ہوں کہ ایک امت ہے کہ ان کی "اناجیل" (یعنی قرآن مجید) ان کے سینوں میں ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں اور ان سے پہلے لوگ کتابیں دیکھ کر پڑھتے تھے یاد نہیں کر سکتے تھے وہ میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب میں تورات میں ایک امت پاتا ہوں جو اپنے صدقات خود کھاتے ہیں اور ان سے پہلے لوگ جب اپنے صدقات نکالا کرتے تو مولیٰ کریم تو اس پر آگ بھیج دیتا جو اس کو کھا جاتی اگر وہ صدقہ مقبول نہ ہوتا تو آگ اس کو نہ کھاتی یہ تو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب میں تورات میں ایک امت پاتا

ہوں کہ ان پر ہے کوئی شخص جب برائی کا ارادہ کرے تو اس کے اعمال نامہ میں نہیں لکھی جاتے اور اگر برا عمل کرے تو صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے اور جب ان میں سے کوئی شخص نیکی کا قصد کرے اور عمل نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اگر عمل کرلے تو دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں۔ یہ تو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔

(بیہقی دلائل النبوۃ)

یہ احکام ہماری شرع کے ہیں جو ہم سے پہلے شریعتوں کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بیان فرمایا تو انہوں نے اس کو وحی کے ساتھ جانا نہ کہ اجتہاد اور تقلید کے ساتھ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو بذریعہ وحی شانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ کیا گیا:۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور میں وحی کی اے داؤد (علیہ السلام) بے شک تیرے بعد نبی آئے گا جس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا جو صادق نبی ہوگا میں ان پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کریں گے میں نے ان کے لیے ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے۔ ان کی امت مرحومہ (رحمت کی ہوئی) ہے۔

میں نے ان کو نوافل میں سے وہ دیا ہے جو میں نے انبیاء کو دیا اور ان پر میں وہ فرائض فرض کیے جو انبیاء اور رسولوں پر فرض کیے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ میرے پاس آئیں گے تو ان کا نور انبیاء کے نور کی طرح ہوگا اور یہ اس وجہ سے کہ میں نے ان پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ میرے لئے ہر نماز کے وقت طہارت کیا کریں جیسا کہ میں نے

ان سے پہلے انبیاء پر فرض کی تھی میں نے ان کو جنابت سے غسل کا حکم دیا جیسا کہ ان سے پہلے انبیاء کو دیا اور ان کو حج کا حکم دیا جیسا کہ ان سے انبیاء کو دیا اور ان کو جہاد کا حکم دیا جیسا کہ ان سے پہلے رسولوں کو دیا۔

اے داؤد (علیہ السلام) میں نے حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے میں نے ان کو چند ایسی خصلتیں دی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ میں خطاء و نسیان پر ان کا مواخذہ نہیں کروں گا۔ وہ گناہ جس کا انہوں نے ارتکاب کیا جب مجھ سے بخشش طلب کریں تو میں ان کو معاف کر دوں گا۔

اور وہ جو کام اپنی آخرت کے لئے خوش دلی سے کریں گے تو میں ان کو ان کا اجر جلدی دونگا اور میرے (اعمال کی جزا میں) دگنا کیا ہوا کئی گنا ہے اور جب مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کریں اور "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھیں تو میں ان کو صلوۃ رحمت اور جنات نعیم کی طرف ہدایت عطا کرتا ہوں۔

توارت میں نعت رسول ﷺ:-

دارمی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تم تورات میں رسول اللہ ﷺ کی نعت کس طرح پاتے ہو۔ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم آپ کی نعت اس طرح پاتے ہیں۔

حضرت محمد (ﷺ) عبداللہ کے فرزند ہیں۔ ان کی جائے پیدائش مکہ میں ہے وہ طابہ (مدینہ) کی طرف ہجرت کریں گے اور ان کا ملک (بادشاہی) شام میں ہو گا۔ اور وہ نہ بازاروں میں فحش گوئی کرنے والے اور نہ شور کرنے والے ہیں۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ معاف کر دیتے ہیں ان کی امت کی مغفرت کی گئی ہے (ان میں سے) حمد کرنے والے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں ہر سنگریزہ والی زمین میں اور اللہ

تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں ہر اونچی زمین میں۔ اپنی اطراف (انگلیاں) دھوتے ہیں اپنی چادریں نصف پنڈلی پر باندھتے ہیں۔ اپنی نمازوں میں ایسے صفیں باندھتے ہیں جیسے جنگ میں صف بستہ ہوتے ہیں۔ مساجد میں ان کی گنگناہٹ ایسے ہے جیسا کہ شہد کی مکھی کی ہوتی ہے۔ ان کی پکار آسمانوں کی فضاؤں میں سنی جاتی ہے۔

انجیل میں صفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

ابونعیم نے دلائل النبوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری صفت انجیل میں اس طرح ہے کہ حضرت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو متوکل ہیں ان کی جائے پیدائش مکہ اور ہجرت گاہ طیبہ (مدینہ) ہے نہ سخت گو اور نہ سخت مزاج ہیں نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں۔ اور ان کی امت حمد کرنے والی ہے اور نصف پنڈلی پر چادریں باندھتے ہیں۔ اپنی اطراف کو دھوتے ہیں ان کی اناجیل (یعنی قرآن مجید) ان کے سینوں میں ہیں۔ نماز کے لئے ایسی صفیں باندھتے ہیں جیسا کہ لڑائی کے لئے۔ ان کی قربانیاں جس کے ذریعہ وہ میرا قرب حاصل کرتے ہیں ان کے خون ہیں، رات کو راہب اور دن کو شیر ہیں۔

آسمانی کتب میں امت محمدیہ کی صفات:۔

ابونعیم نے ہی حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے دلائل النبوۃ میں روایت کی کہ اس امت کی صفت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں ہے کہ بہترین امت جو لوگوں کے لئے نکالی گئی نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور پہلی اور پچھلی کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔ گمراہوں سے لڑائی کرتے ہیں حتیٰ کہ کانے دجال سے لڑائی کریں گے۔ وہ حمد کرنے والے ہیں۔ سورج کی نگرانی کرنے والے اور حق فیصلہ کرنے والے ہونگے۔ ان میں سے کوئی جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے انشاء

اللہ میں کروں گا۔

جب کسی بلندی پر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور جب کسی وادی میں جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ مٹی ان کے لئے پاک کرنے والی ہے۔ زمین ان کے لئے مسجد ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ جنابت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ مٹی سے ان کی طہارت (تیمم) پانی کے ساتھ طہارت کی طرح ہے جہاں پانی نہ پائیں۔ وضو کے آثار سے پنج کلیاں ہوں گے۔ (یعنی اعضاء وضوء چمکتے ہوں گے)

ہماری شریعت کے احکام میں سے یہ جملہ حکم ہم سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی شرع کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نازل کردہ کتابوں میں انبیاء کے لئے بیان فرمایا۔ احادیث و آثار اس کے بیان میں اس سے اکثر بہت زیادہ وارد ہوئے ہیں میں نے طوالت کے خوف سے ان کو ترک کر دیا۔

نیز یہ آثار بھی وارد ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام پر نازل شدہ کتابوں میں وہ تمام حوادث اور فتنے جو اس امت میں وقوع پذیر ہوں گے اور ان کے خلفاء اور بادشاہوں کی خبریں بیان فرمائیں۔

آسمانی کتب میں خلفاء ثلثہ کی عظمت:۔

ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی انہوں نے کہا:

پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطروں کی ہے جہاں کہیں گریں گے نفع دیں گے۔

ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم تورات میں میری نعت کیسے پاتے ہو، انہوں

نے فرمایا کہ "خلیفہ جو لوہے کی شاخ ہے (یعنی سخت مضبوط ہے) سختی والے امیر ہیں فی اللہ کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے، پھر تمہارے بعد خلیفہ ہوگا جس کو ظالم جماعت قتل کر دے گی پھر ان کے بعد بلا (آزمائش) واقع ہوگی۔

ابن عساکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے "اُسقف" (پادری) کو بلا کر فرمایا کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا ذکر پاتے ہو اس نے کہا ہاں ہم تمہاری نعت اور تمہارے اعمال پاتے ہیں۔

تورات میں جنگ صفین کا ذکر:۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں محمد بن یزید ثقفی سے روایت کی کہ قیس بن خرشہ اور حضرت کعب الاحبار ایک مرتبہ ہم سفر تھے۔ جب صفین میں پہنچے تو حضرت کعب ٹھہر گئے تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد کہنے لگے زمین کے اس ٹکڑے میں مسلمانوں کا اتنا خون بہے گا کہ زمین کے کس ٹکڑے میں نہیں بہا ہوگا۔

قیس نے کہا تمہیں کیسے پتہ چلا یہ تو غیب کی خبریں ہیں تو حضرت کعب نے کہا کہ زمین کی کوئی بالشت ایسی نہیں مگر تورات میں لکھی ہوئی ہے کہ اس پر کیا ہوگا اور اس سے کیا نکلے گا قیامت تک۔

تورات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ذکر:۔

عبداللہ ابن احمد نے "کتاب الزہد میں ہشام بن خالد الربعی سے روایت کی کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ آسمان اور زمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پر چالیس سال روئیں گے۔

فائدہ:۔

اس معنی میں آثار بہت زیادہ ہیں اور میں نے ان کو کتاب المعجزات میں بیان کیا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے متعلقہ تمام احکام اور حوادث وفتن کو اپنے انبیاء علیہم السلام کیلئے بیان فرمایا اور انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی کے ذریعہ اس کو جانا۔ یعنی اس احتیاج کے۔ کہ وہ اجتہاد یا تقلید کے ذریعہ اس کو اخذ کریں، یہ وہ ہے جو پہلے طریق سے متعلق ہے۔

اس میں مجھ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ ہر وہ جو قرآن مجید میں ہے تمام پہلی کتابوں میں مضمن ہیں جواب دیتا ہوں کہ اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے بلکہ دلائل اس لازم کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و انه لتنزیل رب العالمین نزل به الروح الامین و انه لفی زبر الاولین

ترجمہ: ''بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اسے روح الامین لے کر اترا، تمہارے دل پر کہ تم .... سناؤ، روشن عربی زبان میں' اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے۔''

حاتم نے قتادہ سے ''و انه لتنزیل رب العالمین'' کی تفسیر میں روایت کیا کہ یہ قرآن ہے ''و انه لفی زبر الاولین'' یعنی فی کتب الاولین۔ یعنی پہلوں کی کتابوں میں۔

حضرت عبد الرحمن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا آیت کی تفسیر میں کہ ان کتابوں میں ہے جس کو پہلوں پر نازل کیا۔

مبشر بن عبید القرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''او لم یکن لهم آیة'' کے جواب میں کہا۔ فرماتا ہے کیا ان کے لئے قرآن آیت نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اس کو جانیں۔ بے شک آیت اور سلف کا کلام اس کی تفسیر میں اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ معانی جن کو قرآن نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی پہلی کتب میں موجود ہے۔

اور بعینہ اسی پر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نص فرمائی کہ اس آیت کے ساتھ عربی زبان کے علاوہ (لغیر) قرآۃ قرآن کے جواز پر اسی آیت کے ساتھ استدلال فرمایا۔ اور کہا کہ قرآن مجید پہلی کتابوں میں مضمن ہے اور وہ عربی زبان میں نہیں ہیں اس آیت سے اخذ کرتے ہوئے۔ اور اسی کی شہادت متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کا قرآن یہ وصف بیان کرتا ہے کہ یہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر اس میں جو کچھ موجود ہے ان کتابوں میں نہ ہوتا تو یہ وصف درست نہ ہوتا۔

قرآن تمام آسمانی کتب کی تصدیق کرنے والا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

و انزلنا الیك الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب و مهیمنا علیه۔

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتی۔''

علامہ ابن جریر نے ابن جریج سے اس آیت میں اخراج کیا۔ کہا کہ قرآن (پہلی) کتابوں پر امین ہے ان چیزوں پر جو ہمیں اہل کتاب نے اپنی کتابوں سے خبر دی۔ اگر قرآن میں ہے تو اس کی تصدیق کرو اور نہیں ہے تو اس کو جھٹلاؤ۔

ابن زید نے آیت میں کہا کہ تورات وانجیل و زبور وغیرہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ

نے نازل فرمائیں قرآن ان پر مصدق ہے۔ ہر چیز جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے تو وہ ان پر مصدق ہے اور ان پر جو ان سے حادث ہوا کہ وہ حق ہے اور فرمان الٰہی ہے:

ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم و موسی

ترجمہ: ''بے شک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب یہ آیت (ان هذا) نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں تھا۔

سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ سورت حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں ہے۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا یہ سورۃ صحف حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں ہے مثل اس کے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''ان هذا لفی الصحف الاولی'' میں فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان کیا ہے (وہ پہلی کتابوں میں ہے)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اخراج کیا کہ

ان هذا لفی الصحف الاولی قال فی کتب الله کلها

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی ساری کتابوں میں ہے۔''

اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ام لم ینبأ بما فی صحف موسیٰ و ابراھیم الذی وفّٰی ان لا تزر وازرۃ وزر اخرای۔

ترجمہ: ''کیا اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے اور ابراہیم کے جو پورے احکام بجالایا کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔''

یہ اور اس جیسی اور آیاتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کے معانی اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کیں موجود ہیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرا طریقہ:۔

ممکن ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید میں نظر فرمائیں اور اس سے تمام احکام جو اس شریعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں سمجھ لیں بغیر اس احتیاج کے' کہ وہ احادیث کی طرف مراجعت فرمائیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن سے سمجھا بے شک قرآن مجید تمام احکام شرعیہ پر مشتمل ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس فہم کے ساتھ اس کو سمجھا جو آپ کا خاصہ ہے پھر آپ نے اپنی امت کے لئے سنت میں اس کی شرح فرمائی۔ امت کی افہام اس چیز کے ادراک سے قاصر ہیں جس کو صاحب نبوۃ ادراک کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں لہٰذا یہ بعید نہیں ہے کہ آپ قرآن سے سمجھ لیں جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا۔

تمام احکام قرآن میں ہیں:۔

ہمارے اس قول کا کہ تمام احکام جن کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا وہ ہیں

جن کو آپ نے قرآن سے سمجھا اور اس کی تائید طبرانی کی ''اوسط'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بے شک میں وہ چیزیں حلال کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی اور وہی حرام کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیں اپنی کتاب میں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے کہ تمام وہ احکام جو امت بیان کرتی ہے سنت کی شرح ہے اور تمام سنت قرآن کی شرح ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے فرمایا کہ دین کا ہر مسئلہ قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کا ہر مسئلہ ہدایت کے راستہ پر دلیل ہے۔

ابن برجان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ قرآن مجید میں موجود ہے یا اس میں اس کی اصل ہے قریب ہو یا بعید ہو۔ اس کو سمجھا جس نے سمجھا اور جس نے نہ سمجھا نہ سمجھا اسی طرح ہر چیز جس کا آپ نے حکم دیا یا قضا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا قرآن سے استنباط:۔

بعض نے کہا کہ کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کا استخراج قرآن مجید سے ممکن نہ ہو اس شخص کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال کا استنباط سورۃ المنافقین میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا'' سے کیا ہے جو تریسٹھ نمبر پر سورت ہے اور اس کے بعد سورۃ تغابن ہے تاکہ آپ کے (ہماری نظروں سے) غائب ہو۔ میں تغابن (ہلاکت) ظاہر ہوئے

امام مرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا۔ قرآن مجید نے اولین و آخرین کے علوم کو اس حیثیت سے جمع کیا ہے کہ بطور علم اس کا احاطہ حقیقتاً نہیں کیا جا سکتا مگر رسول

اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم مخفی رکھے وہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئے پھر وہی علوم آپ ﷺ سے سادات صحابہ اور ان کے بڑے علماء مثل خلفاء راشدین، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے روایت کیا حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

لوضاع لی عقال بعیر لو جدته فی کتاب اللّٰه۔

ترجمہ: ”اگر میرے اونٹ کی رسی ضائع ہو جائے تو میں اس کو کتاب اللہ میں پاؤں گا“

عنقریب فتنے ظاہر ہونگے:۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے عرض کی گئی ان سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا اللہ کی کتاب اس میں تم سے پہلے اور بعد والوں کی خبریں ہیں اور تمہارے درمیان اختلافات و تنازعات کا حکم ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و انزلنا الیك الكتاب تبیانا لكل شیء

ترجمہ: ”اور ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی جس میں ہر شئی کا بیان ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ما فرطنا فی الكتاب من شیء

ترجمہ: ”ہم نے کتاب میں کسی شئی کو نہیں چھوڑا۔ یعنی ہر چیز کو بیان کر دیا۔“

حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اگر کسی شئے کو پوشیدہ کرتا تو ذرہ رائی اور مچھر کو پوشیدہ کرتا۔ اس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابو الشیخ بن حیان نے کتاب العظمت میں روایت کیا۔

قرآن تمام علوم کا جامع ہے:۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص علم کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے اوپر قرآن کو لازم پکڑے ۔بے شک اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔ اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس قرآن میں ہر علم کو نازل کیا گیا اور ہمارے لئے اس میں ہر شئی کو بیان کیا گیا۔ لیکن ہمارا علم قاصر ہے اس چیز سے جو ہمارے لئے قرآن میں بیان کر دیا گیا۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس کو اپنی تفسیروں میں روایت کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں کوئی حدیث سناتا ہوں تو میں اس کی تصدیق قرآن مجید سے پاتا ہوں (اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پہنچی مگر میں نے ان کا مصداق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پایا اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا۔

فائدہ:۔

ہمارے ذکر کردہ تمام دلائل سے پتہ چلا کہ تمام شریعت محمدیہ قرآن کے تحت ہے مگر اس کا ادراک صرف صاحب قرآن ہی کر سکتا ہے۔

بعض علماء نے کہا

العبارة فی القرآن للعامة والاشارة للخاصة و اللطائف للاولیاء و الحقائق للانبیاء

ترجمہ: ''قرآن کی عبارت عوام کے لئے ہے اور اشارہ خواص کے لئے ہے لطائف اولیاء کے لئے اور حقائق انبیاء علیہم السلام کے لئے ہیں۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی رسول ہیں قرآن کے تمام مشمولات کو سمجھیں گے اور اس کے ساتھ حکم کریں گے اگرچہ انجیل کے مخالف ہونگے اور یہی معنی ہے اس کا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر حکم کریں گے پس یہ دو طریقے ہیں ہر ایک ان میں سے محتمل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معرفت میں اس شریعت کے احکام کے ساتھ اور ان کا ماخذ نہایت قوی ہے۔ واللہ اعلم۔

تیسرا طریقہ:۔

وہ ہے جس کی طرف علماء کی ایک جماعت جن میں علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں نے اشارہ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود اپنی نبوت کے باقی ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شمار ہوتے ہیں اور صحابہ کرام کے زمرہ میں داخل ہیں۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ظاہرہ میں آپ کے ساتھ اکٹھے ہوئے آپ پر ایمان لائے اور تصدیق بھی کی اور یہ اجتماع معراج کی رات کے علاوہ کئی مرتبہ مکہ میں ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام کرنا:۔

ابن عدی نے کامل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم نے اچانک ایک چادر اور ایک ہاتھ کو دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چادر اور ہاتھ جو ہم نے دیکھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا ہے ہم نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں جنہوں نے مجھے سلام کیا ہے۔

ابن عساکر نے دوسرے طریقہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا اچانک آپ کو کسی سے مصافحہ کرتے دیکھا جس کو ہم نے نہیں دیکھا تھا ہم نے عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ ہم نے آپ کو کسی سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ ہمیں دکھائی نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں جن کا میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ انہوں نے طواف ختم کیا تو میں نے ان کو سلام کیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی پاک ﷺ سے آپ کی شریعت سے متعلقہ احکام بھی حاصل کر لیے ہوں اگرچہ انجیل (شرع عیسوی) کے بظاہر مخالف احکام ہونگے اس لئے کہ حضور ﷺ تو جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں نازل ہوں گے اور میری شریعت پر حکم کریں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ احکام بلا واسطہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہونگے:۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان لو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہے ہاں وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے سب کی عبارت میں ان کی کسی تصنیف میں دیکھا اس میں انہوں نے نص کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے قرآن اور سنت کے ساتھ۔ تو اس وقت یہ راجح ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سنت کا لینا بطور مشافہ بغیر کسی واسطہ کے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض محدثین نے صحابہ کرام میں شمار کیا ہے۔ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام بھی صحابہ میں شامل ہیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تجرید الصحابہ" میں کہا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نبی اور صحابہ ہیں انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا اور آپ صحابہ میں آخر میں دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔

سوال: سائل کا یہ کہنا کہ بیت المال کے اموال میں ان کا حکم کس طرح ہوگا کیا اس کو جیسا کہ آج ہے اس طرح برقرار رکھیں گے۔

جواب: یہ کلام نہایت ہی عجیب ہے۔ کیونکہ بیت المال کے اموال اب غیر قانون شرعی پر جاری ہیں اور نبی ان کو اس پر برقرار نہیں رکھے گا۔ ہمارے اصحاب نے مواریث میں کہا کہ بیت المال کو وارث نہیں بنایا جائے گا مگر جب کہ اس کا انتظام ہو اور اس کا انتظام یہ ہے کہ اس طرح ہو جس طرح صحابہ کے زمانہ میں تھا۔

ہمارے آئمہ میں سے امام ابن سراقہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو چار سو ہجری (۴۰۰ھ) سے پہلے تھے کہ بیت المال بدنظمیہ جب تک وہ مستقیم تھا۔ تو نویں صدی کا قرب کیسے ہوگا حالانکہ معاملہ تو سخت ہی بڑھ رہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی اتباع کریں گے:-

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے آداب ملوک میں ایک کتاب لکھی ہے جو شخص اس میں مذکور احادیث آثار کا مطالعہ کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ غالب معاملات بیت المال کے غیر قانون شرعی پر جاری ہیں۔

احادیث میں وارد ہے کہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آئیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے پُر کریں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو امام مہدی علیہ السلام کے کام کو برقرار رکھیں گے۔ اس میں سے کہ جس میں امام مہدی علیہ السلام عدل کریں گے یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان ان کے اموال چھین لیے گئے ہونگے تقسیم کریں گے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں اور بزار، طبرانی، ابو نعیم نے اور حاکم نے اپنے

مستدرک میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہے کہ تمہارے عجمی بادشاہ آئیں گے اور وہ تمہارے اموال ظلماً کھالیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنت پر عمل کریں گے:۔

حضرت انس، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عمرو اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی حدیث سے وارد ہوا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے درمیان ان کی اموال تقسیم کریں گے اور ان میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ عمل کریں گے اور وہ اس طرح سے سات سال زندگی بسر فرمائیں گے۔

دنیا میں امن اور غنا عام ہوگا:۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اور ابو یعلیٰ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں امام مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو لوگوں میں اختلاف اور زلزلوں کے وقت مبعوث ہوں گے تو زمین کو عدل و انصاف کے ساتھ پُر کردیں گے جیسا کہ وہ ظلم وستم کے ساتھ پُر تھی زمین و آسمان کے رہنے والے ان سے راضی ہوں گے۔ مال کو صحیح تقسیم کریں گے۔ عرض کی گئی کہ صحاحا کیا ہے۔ فرمایا کہ لوگوں میں برابر برابر تقسیم کرنا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو غنا سے بھر دیں گے اور ان سب کے لیے ان کا عدل وسیع ہو جائے گا حتیٰ کہ منادی کو حکم دیں گے۔ وہ منادی کرے گا کہ کون ہے جس کو مال کی حاجت ہو تو لوگوں میں سے صرف ایک ہی آدمی کھڑا ہوگا۔ اسی طرح سات سال ہوں گے۔

اوقاف کی تقسیم:۔

سائل کا کہنا کہ اس میں سے جو اوقاف (یعنی وقف کا مصرف اور خیراتی جگہیں) صادر ہونگے اس کا کیا کریں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں سے جو نیکی کے وجود مسلمانوں کی مصلحتوں پر علماء' فقراء' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور آپ کے اقارب، فقراء، بیمار، لولے لنگڑے منقطعین مدارس و مساجد، حرمین، بیت المقدس، اور کعبہ شریف کے لباس اور اس سے ملتے جلتے کاموں میں وقف ہوگا تو جو وقف درست اور شریعت کے موافق ہوگا اور اس کو برقرار رکھیں گے۔ اور جو بادشاہوں کی بیویوں، امراء اور ان کی اولاد پر وقف ہوگا تو وہ وقف باطل ہوگا شریعت کے مخالف ہوگا تو اس کو باطل کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری:۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ چوتھا طریقہ وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے۔ تو زمین پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری رائے کا اظہار ہے تو اس سے کوئی مانع نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شریعت کے احکام جن کی انہیں ضرورت ہے اخذ کریں اس طریق میں میرا مستند کئی امور ہیں۔

(۱) ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر "یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے" تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) حاکم عادل اور منصف امام بن کر نازل

ہوں گے تو ''فج روحا'' حج کرتے ہوئے یا عمرہ کرتے چلیں گے اور میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے سلام کریں گے میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

(۲) بے شک نبی پاک ﷺ اپنی حیات ظاہرہ مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھتے تھے اور ان کے ساتھ زمین میں اکٹھے ہوتے تھے جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''الانبیاء احیاء یصلون'' انبیاء زندہ ہوتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، تو اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے تو انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں گے اور ان کے ساتھ ملاقات کریں گے اور من جملہ ان کے نبی اکرم ﷺ ہیں تو آپ سے احکام شرعیہ میں سے جس کی ضرورت ہو گی اخذ کریں گے۔

(۳) ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ ولی کی کرامت میں سے یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا دیدار کرتے ہیں اور بیداری میں آپ کے قرب کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور براہ راست رسول اللہ ﷺ سے شریعت کے معارف اور دیگر احکام سیکھتے۔ اس مسئلہ پر درج ذیل ائمہ شافعیہ میں سے امام غزالی، امام بارزی، علامہ تاج ابن سبکی، امام عفیف یافعی، اور ائمہ مالکیہ میں سے امام قرطبی، امام ابن ابی حمرہ، امام ابن الحاج نے مدخل میں نص کی ہے۔

حکایت:۔

بعض اولیاء سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس نے ایک حدیث روایت کی تو ولی نے اس سے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے فقیہ نے کہا تمہیں کیسے پتہ چلا، اس نے کہا: ''یہ نبی اکرم ﷺ تیرے سامنے تشریف ہیں اور

فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث بیان نہیں کی فقیہ کے لئے تمام حجابات دور ہو گئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا"۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھ جھپکنے کی دیر محجوب ہو جاؤں تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کرتا۔

جب یہ اولیاء کرام کا حال ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ شان کے مالک ہیں کہ آپ کے لئے کوئی مشکل نہ ہوگا۔ جس وقت چاہیں گے اور جن احکام شرعیہ کا ارادہ کریں گے آپ سے اخذ کریں گے بغیر کسی احتیاج اجتہاد کے اور حفاظ حدیث کی تقلید کے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حدیث کی تصدیق کریں گے:۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے کثرت سے حدیثیں بیان کیں اور لوگوں نے انکار کیا تو کہنے لگے اگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میرے مرنے سے پہلے نازل ہوں اور میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤں تو وہ میری تصدیق کریں گے۔ ان کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ہیں۔ بغیر کسی احتیاج کے کہ وہ امت میں سے کسی سے اخذ کریں۔ حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سماع کیا اس کی طرف محتاج ہوتے کہ ان کی طرف جائیں اور وہ ان کی مرویات کی تصدیق و تزکیہ کریں۔ مذکور سوال کا آخری جواب ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہوگا:۔

ہمارے مولا امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ علی المومنین وابن عم سید المرسلین امام متوکل علی اللہ نے اللہ تعالیٰ ان کو عزت دے اور اس کے ساتھ دین کو عزت دے اولاً

وہی کتابت کا امر کرنے والے ہیں۔ اپنے امر کا ثانیاً اعادہ کیا کہ کیا یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی آئے گی؟

جواب: ہاں، مسلم، احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا، یہاں تک کہ فرمایا کہ اس اثنا میں کہ وہ اس پر ہوں گے اچانک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا وہ دمشق کے شرقی منارۂ بیضاء پر اتریں گے اپنا ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہونگے تو دجال کے پیچھے جائیں گے اس کو پا کر باب لد کے شرقی کے نزدیک اس کو قتل کریں گے اسی اثنا میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف وحی فرمائے گا کہ بے شک میں نے اپنے ایسے بندے بھیجے ہیں کہ جن کے ساتھ جنگ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں پس آپ میرے بندوں کو پہاڑ پر لے جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجے گا۔ (الحدیث)

تو یہ صریح ہے اس میں کہ نزول کے بعد ان پر وحی آئے گی۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان کے طرف وحی لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام ہوں گے بلکہ قطع و یقین کے ساتھ یہی ہوں گے اس میں کوئی تردد نہیں کیونکہ یہ ان کا وظیفہ ہے اور وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفیر ہیں ان کے علاوہ فرشتوں سے اس میں کوئی معروف نہیں ہے۔ اس پر دلیل ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ فرماتی ہیں ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان اللہ کے امین ہیں۔

ملائکہ کی ڈیوٹی کی تفصیل:

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اخراج کیا۔ ابو الشیخ ابن حیان نے کتاب

العظمت میں ابن سابط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ام الکتاب میں قیامت تک ہونے والی ہر شے کا بیان ہے اور تین فرشتے اس پر مقرر ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے سپرد کتابیں اور انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی پہچانا ہے۔ نیز جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو یہ بھی حضرت جبریل علیہ السلام کے سپرد ہے نیز جنگ کے وقت مدد کرنا بھی آپ کے ذمہ ہے اور حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نبات پر مؤکل ہیں اور ملک الموت کے سپرد جانوں کا قبض کرنا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے حفظ اور ام الکتاب میں جو کچھ ہے دیکھیں گے تو ان کو برابر پائیں گے (یعنی بال برابر بھی فرق نہ ہوگا)۔

ابن ابی حاتم نے عطا بن السائب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا حساب ہوگا وہ حضرت جبریل علیہ السلام ہوں گے کیونکہ وہ رسولوں کی طرف اللہ کے امین ہیں۔

ابو الشیخ نے خالد بن ابی عمران سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف اللہ کے امین، حضرت میکائیل علیہ السلام کتابیں اور صحف لیتے ہیں اور حضرت اسرافیل بمنزلہ دربان کے ہیں۔

نیز عکرمہ بن خالد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں کون زیادہ مکرم ومعزز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت جبریل وحضرت میکائیل وحضرت اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام صاحب الحرب اور مرسلین ہیں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام ہر قطرہ جو گرتا ہے اور ہر پتہ کے مقابلہ میں مدد کرنے والے ہیں جو اگتا ہے ان کے ذمہ ہے اور ملک الموت تو وہ مؤکل ہے دریا و بیابان میں رہنے والے پر اور بندہ کی روح قبض کرنے پر اور حضرت اسرافیل جو اللہ تعالیٰ کا امین

ہے اس کے اور ان کے درمیان۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ رب عزوجل کے خادم ہیں:۔

نیز انہوں نے عبدالعزیز بن عمیر سے روایت کی اس نے کہا کہ فرشتوں میں جبریل علیہ السلام کا نام اپنے رب تعالیٰ کا خادم ہونا مشہور ہے۔

وحی کا طریقہ:۔

ابن ابی زمنین سے کتاب السنۃ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کی وحی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو لوح محفوظ آتی ہے حتیٰ کہ حضرت اسرافیل کی پیشانی کو بجاتی ہے تو وہ سر اٹھا کے دیکھتے ہیں تو اچانک امر مکتوب ہوتا ہے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام ندا کرتے ہیں تو اس کو جواب دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مجھے اسی طرح حکم ہوا مجھے اسی طرح حکم ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وحی کرتے ہیں۔

ابوالشیخ نے ابوبکر ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا حکم فرماتا ہے تو لوح، حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قریب کرتی ہیں جو کچھ ان میں ہے تو وہ ان میں نظر کرتے ہیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو منادی کرتے ہیں وہ اس کو جواب دیتے ہیں اور اس کی مثل ذکر کیا۔

نیز ابی سنان سے اخراج کیا انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ عرش کے ساتھ معلق ہے جب اللہ تعالیٰ کسی شی کی وحی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوح میں لکھتا ہے تو لوح آتی ہے حتیٰ کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی کو کھٹکھٹاتی ہے وہ اس میں دیکھتے ہیں اگر آسمان والوں کی طرف ہو تو حضرت میکائیل علیہ السلام کو دیتے ہیں اگر زمین والوں کی طرف ہو تو حضرت جبریل علیہ السلام کو دیتے ہیں۔

قیامت کے دن سب سے پہلے جس کا حساب کیا جائے گا وہ لوح محفوظ ہو گی اس کو بلایا جائے گا اس کے کاندھے کانپ رہے ہوں گے اس کو کہا جائے گا کیا تو نے تبلیغ کر دی؟ وہ کہے گی جی ہاں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس بارے میں تیرا گواہ کون ہے تو وہ کہے گی اسرافیل علیہ السلام تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا کہ اس کے اعضاء کانپ رہے ہوں گے اس کو کہا جائے گا کیا تجھے لوح نے تبلیغ کی تو حضرت اسرافیل جی ہاں کہیں گے تو لوح کہے گی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھے بڑے عذاب سے نجات دی۔

یوم قیامت فرشتوں سے حساب:-

نیز وہیب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہو گا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا خوف خدا سے ان کے کاندھے کانپ رہے ہوں گے کہا جائے گا کہ تیری طرف لوح نے جو کچھ پہنچایا اس میں تو نے کیا کیا وہ کہیں گے میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو پہنچا دیا پھر جبریل علیہ السلام کو بلایا جائے گا اس کی روح گھبرائے ہوئے کہہ رہی ہو گی ان سے کہا جائے گا کہ تجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے جو کچھ پہنچایا اس کا تو نے کیا کیا وہ کہیں گے میں نے رسولوں کو پہنچا دیا پھر رسولوں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے تمہیں جو پہنچایا اس میں تم نے کیا کیا تو وہ کہیں گے ہم نے لوگوں کو پہنچا دیا تو یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے

"فلنسئلن الذی ارسل الیھم و لنسئلن المرسلین"

پس ہم ضرور ان لوگوں سے پوچھیں گے جن کی طرف (وحی) بھیجی گئی۔ اور رسولوں سے ہم ضرور سوال کریں گے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "الزہد" میں ابن ابی جبلہ سے اپنی سند

کے ساتھ روایت کیا انہوں نے کہا سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو نے میرا عہد پہنچا دیا۔ وہ عرض کریں گے جی ہاں اے میرے رب میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہنچا دیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے میرا عہد پہنچایا تو وہ کہیں گے جی ہاں تو حضرت اسرافیل علیہ السلام آزاد ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا تو نے میرے عہد میں کیا کیا وہ کہیں گے اے میرے رب میں نے رسولوں کو پہنچا دیا تو رسولوں کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تمہیں میرا عہد پہنچا دیا ہے۔ وہ کہیں گے جی ہاں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بری الذمہ ہو جائیں گے۔ (الحدیث)

ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ باقی فرشتوں میں سے صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کے لئے مختص ہیں، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے وحی بواسطہ حضرت اسرافیل لیتے ہیں۔ (اس کے متعلق کئی مرتبہ مجھ سے سوال کیا گیا تھا)

حضرت جبرائیل علیہ السلام اب بھی نزول فرماتے ہیں:۔

لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر نہیں اترتے یہ ایک ایسی بات ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس کے بطلان کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو طبرانی نے کبیر میں حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنبی غسل کیے بغیر سو جائے؟ تو آپ نے فرمایا بغیر وضو کیے اس کے سونے کو میں پسند نہیں کرتا مجھے خوف ہے کہ وہ فوت ہونے لگے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی کے

ہاں حاضر نہ ہو۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر اترتے ہیں ہر مومن باوضو کی موت پر جس کی موت قریب آ گئی ہو۔

پھر میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ایک اور حدیث پر مطلع ہوا جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا زمین پر اترنا ثابت ہے وہ حدیث ہے جس کو نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصف دجال میں روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مکہ سے گذرے گا تو اچانک ایک شخص کو دیکھ کر پوچھے گا تو کون ہے وہ جواب دیں گے میں حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تاکہ اس کو اس کے حرم سے روک دوں پھر وہ مدینہ منورہ سے گذرے گا تو وہاں بھی ایک عظیم شخص کو دیکھے گا تو کہے گا تو کون ہے وہ کہے گا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں اس کو (دجال) اس کے (اللہ تعالیٰ) کے حرم سے روک دوں۔

پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''تنزل الملائکۃ و الروح فیھا باذن ربھم'' کے متعلق ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت دیکھی کہ ''روح'' سے یہاں مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور لیلۃ القدر میں وہ اور دیگر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو سلام کہتے ہیں، اور یہ ہر سال ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی حقیقی ہوگی:۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو ان کی طرف وحی حقیقی نہیں بلکہ وحی الہام ہوگی یہ قول کئی وجہ سے ساقط اور مہمل ہے۔

یہ قول صحیح حدیث کے خلاف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ

صحیح مسلم وغیرہ کے حوالہ سے پہلے گذرا ہے۔ اور اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اس کے لفظ یہ ہیں۔ اس اثنا میں کہ اس طرح ہوں گے اچانک ان کی طرف اللہ تعالیٰ وحی فرمائے گا۔ اے عیسیٰ میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن کے ساتھ قتال (جنگ کرنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ میرے ان بندوں کو جو تیرے ساتھ ہیں پہاڑ کی طرف لے جاؤ۔

اور کہا کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ وحی حقیقی ہوگی نہ وحی الہام ہوگی۔

(۲) ان لوگوں کا وہم کرنا فاسد ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں تو نبی کی طرف وحی کے نزول سے کونسا مانع؟

اگر وہ اپنی جی میں یہ خیال کرے کہ ان کا وصف نبوت اب نہیں رہا تو یہ قول کفر کے قریب ہے کیونکہ نبی سے وصف نبوت کبھی زائل نہیں ہوتا؟ نہ حیات میں اور نہ پردہ فرمانے کے بعد۔

اگر اس کا یہ خیال ہو کہ وحی نبی کے لئے ایک زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے تو یہ قول بلا دلیل ہے اور اس کو اس کے خلاف دلیل کا ثبوت باطل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نبیوں سے عہد:۔

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے ذکر کردہ کے قول کے مطابق لکھا ہے اپنی تصنیف میں انہوں نے کہا کہ ہر نبی سے اللہ تعالیٰ نے یہ میثاق وعہد لیا ہے کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ میں مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ اور اپنی امت کو بھی اس کی وصیت کریں گے۔

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بلند تعریف اور آپ کے عظیم قدر کی جو تعظیم

ہے وہ مخفی نہیں ہے۔ اور اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کے زمانہ میں تشریف آوری کی تقدیر پر آپ ان کے طرف مرسل ہوں گے اور آپ کی رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر تا قیامت ساری مخلوق کی طرف عام ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں آپ کی امت میں سے ہوں گی۔ آپ کا یہ فرمان کہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں" اس سے آپ کے زمانہ سے تا قیامت لوگ ہی خاص نہیں بلکہ آپ سے پہلے سب لوگوں کو بھی شامل ہے۔ یہاں تک کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی الانبیاء ہیں۔ اگر آپ کی تشریف آوری حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں اتفاق سے ہوتی تو ان پر اور ان کی امتوں پر آپ پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا واجب ہوتا۔ اور یہی عہد اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا ہے آپ کی نبوت اور ان کی طرف رسالت کا معنیٰ حاصل ہے لیکن اس کا امر آپ کے ان کے ساتھ اجتماع پر موقوف ہے اگر ان کے زمانہ میں موجود ہوں تو بلا شک ان کو آپ کی اتباع لازم ہو گی۔

اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آپ کی شریعت پر آئیں گے اور وہ آ کر نبوت سے بھی موصوف ہوں گے نہ اس طرح جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ اس امت کے ایک فرد کی حیثیت سے آئیں گے ہاں وہ اس امت کے ایک فرد ہوں گے لیکن اس طرح جیسا کہ ہم نے کہا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر قرآن و سنت کے ساتھ ہی حکم کریں گے اور اس میں جو کچھ امر و نہی میں سے ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسی طرح متعلق ہو گا جس طرح کہ باقی امت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ نبی اپنے حال پر ہیں اس سے کوئی شے کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ میں یا حضرت موسیٰ، حضرت

ابراہیم، حضرت نوح اور حضرت آدم علیہم السلام کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو یہ اپنی نبوت اور اپنی امتوں کی طرف رسالت میں مستمر ہوتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نبی اور ان سب کی طرف رسول ہوتے۔ آپ کی نبوت عام اور زیادہ شامل اور بہت عظیم ہے۔ یہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ان کے حرفوں میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس میں کوئی منافات نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع بن کر یا اپنی نبوت میں باقی رہتے ہوئے نزول فرمائیں اور آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام جو کچھ وحی سے اللہ تعالیٰ چاہے گا لائیں گے۔ واللہ اعلم۔

زعم نے کہا جس وحی کا ذکر مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوگی اس وحی سے الہام مراد ہے؟

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں۔ اہل اصول نے کہا ہے کہ ''تاویل یہ ہے کہ کسی لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے کسی دلیل کی وجہ سے پھیرنا ہے۔ بس اگر کسی دلیل کی وجہ سے نہ ہو تو کھیل ہے نہ کہ تاویل ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں لہٰذا یہ حدیث کے ساتھ لعب و کھیل ہے۔

زاعم نے کہا کہ اس پر دلیل حدیث ''لاوحی بعدی'' ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ باطل ہے۔

زاعم نے کہا کہ اس پر دلیل ''لا نبی بعدی'' حدیث ہے۔

ہم نے کہا کہ اے مسکین کہ اس حدیث میں ذکر کیے گئے ہر وجوہ میں سے کسی وجہ کے ساتھ دلالت نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے بعد کسی نبی کا بعث نہیں ہوگا۔ جو آپ کی شرع کو منسوخ کردے جیسا کہ علماء نے اس کی تفسیر کی ہے۔

پھر اس زاعم سے کہا جائے گا کیا تم اس حدیث کے ظاہر کو معنی مذکور پر حمل کیے بغیر لینے والے ہو تو اس پر تمہیں دو امروں میں سے ایک لازم ہوگا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

نزول کی نفی یا ان سے نبوت کی نفی کرنا۔ اور دونوں کفر ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالیشان:۔

اس جواب کے لکھنے کے مدت بعد میں ایک سوال پر واقف ہوا جو شیخ الاسلام علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اٹھایا گیا تھا۔ اس کی صورت یہ ہے۔

کہ تمہارا کیا قول ہے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ ''حضرت عیسیٰ بن مریم'' آخر زمانہ میں حاکم بن کر نازل ہوں گے'' تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن عظیم اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے حافظ بن کر نازل ہوں گے یا کتاب وسنت کو اس زمانہ کے علماء سے لکھیں گے اور اس میں اجتہاد کریں گے اس میں کیا حکم ہے۔

تو انہوں نے یہ جواب دیا جو ان کے خط سے میں نقل کرتا ہوں ہمارے لئے اس میں کوئی شی نقل نہیں کی گئی اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے لائق ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سیکھیں گے اور جو آپ سے استفادہ کریں وہی احکام آپ کی امت میں نافذ کریں گے کیونکہ حقیقت میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

اعتراض:۔

اس سے ملتا جلتا یہ ایک اعتراض ہے جو مجھے بعض منکرین سے پہنچا ہے کہ اس نے اس بات کا انکار کر دیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے صبح کی نماز پڑھیں گے۔ اور اس کے انکار میں کتاب بھی تصنیف کی ہے۔ اور اس کی توجیہ میں یہ کہا ہے کہ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کا مقام اعلیٰ ہے یہ ان کی کسر شان ہے کہ کسی غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

جواب:-

اس کی یہ توجیہ تو بہت زیادہ ہی عجیب ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنا کئی صحیح حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے کے ساتھ ثابت ہے اور وہ صادق و مصدوق ہیں جن کی خبر میں خلف نہیں۔

امام احمد نے اپنے مسند میں اوز حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں تو حدیث ذکر کی اور اس میں یہ ہے ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام فجر کی نماز کے وقت نزول فرمائیں گے تو انہیں ''لوگوں کے امیر'' کہیں گے ''اے روح اللہ'' آگے بڑھئے اور ہمیں نماز پڑھایئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے ''بے شک تم اس امت کی جماعت'' بعض تمہارے بعض سے افضل ہیں۔ تم آگے بڑھو اور ہمیں نماز پڑھاؤ تو امام مہدی آگے بڑھیں گے اور ان کو نماز پڑھائیں گے۔ جب نماز سے فارغ ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کی طرف اپنی جنگ شروع کریں گے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ تم کس طرح ہوں گے جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ (بخاری، مسلم)

مسند احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلے گا'' پھر حدیث کو تفصیلاً بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے نماز کی اقامت کہی جائے گی تو ان کو کہا جائے گا ''اے روح اللہ'' آگے بڑھئے تو وہ فرمائیں گے ''تمہارا امام ہی آگے بڑھے''۔ (الحدیث)

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امام انہیں کہے گا "آگے تشریف لایئے" (نماز پڑھایئے) تو وہ فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو بعض تمہارے بعض پر امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عزت دی ہے۔

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور دجال کے بارے میں بتلایا۔ مفصل حدیث ذکر کی کہ ان کا امام ایک نیک مرد ہو گا اس اثنا میں کہ وہ نماز صبح پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت نزول فرمائیں گے۔ تو وہ امام پچھلے پاؤں لوٹ جائیں گے تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ ان کے کاندھوں پر رکھیں گے پھر انہیں کہیں گے تم آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ تمہارے لئے ہی اقامت کہی گئی تو ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا جب نماز سے فارغ ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "دروازے کھولو پس دروازے کھولے جائیں گے تو پیچھے دجال ہو گا۔

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتا رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا "تشریف لایئے اور ہمیں نماز پڑھایئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ نہیں۔ بے شک بعض تمہارے بعض پر امین ہیں اس امت کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت دی ہے۔

اس منکر کا یہ کہنا کہ نبی اس سے برتر مقام والے ہیں کہ وہ کسی غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے بہت

بڑے مقام اور بلند درجہ والے ہیں اور آپ نے ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے اور ایک مرتبہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ''کوئی نبی اس وقت پردہ نہیں فرماتا جب تک کسی امتی کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے''۔ یہ کئی صحیح احادیث میں ثابت ہے۔ تو اس کے بعد منکر کا یہ کلام کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ مجھے نا جاننے والے کے انکار سے کوئی تعجب نہیں میں تو صرف اس بات پر تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر ایک کتاب لکھ ڈالی جو ہمیشہ رہے گی۔

پھر میں نے مصنف ابن ابی شیبہ میں دیکھا انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث نسائی ابو اسامہ نے ہشام سے انہوں نے علامہ ابن سیرین سے انہوں نے فرمایا کہ ''امام مہدی اس امت سے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امامت فرمائیں گے''۔



لُبْسُ الیَلَبْ فی الجواب عن ایراد حلب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاعلام حلب میں پہنچی تو ایک واقف اس پر مطلع ہوئے تو اس نے اس میں میرا یہ قول دیکھا کہ ”حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفیر ہیں فرشتوں میں ان کے سوا کسی کے لئے معروف نہیں ہے۔ حاشیہ پر اپنے خط کے ساتھ انہوں نے یہ لکھا کہ، بلکہ یہ ان کے علاوہ اور فرشتوں کے لئے بھی معروف ہے۔

حافظ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں کہا جان لو۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی سات صورتیں ہیں امام سہیلی نے اس کو روضہ میں ذکر کیا تا بہ ایں کہ اس کی ساتویں صورت وحی اسرافیل ہے جیسا کہ امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہوا کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو مقرر کیا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کلمہ وغیرہ لاتے (یعنی وحی لاتے) پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مقرر کیا گیا۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے استیعاب میں کہا اور اپنی سند کو امام شعبی تک پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ پر نبوت نازل کی گئی آپ چالیس سال کے تھے۔ تو آپ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام مقرر رہے۔ پھر انہوں نے اپنے شیخ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ ”مشہور یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی ابتداً وحی لے آئے۔ (معترض کا لکھا ختم ہوا)

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس کے کئی جواب ہیں، ایک تو وحی جو

خود معترض نے اپنے کلام کے آخر میں ابن الملقن سے روایت کی کہ بے شک پہلی وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام لائے تھے ابن ملقن نے یہ اس لئے کہا کہ یہ صحیحین وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہے اور امام شعبی کا اثر مرسل مفصل ہے اس پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے جبکہ اس کے مخالف صحیحین وغیرہ میں ثابت ہے۔ اور معترض سے تعجب ہے کہ انہوں نے ایک غیر ثابت قول کا سہارا لے کر اعتراض کر دیا حالانکہ خود انہوں نے ہی اپنے کلام کے آخر میں یہ نقل کیا کہ مشہور ان کے اعتراض کے خلاف ہے۔

جواب ثانی:۔

یہ ہے کہ سفیر سے مراد وہ ہے جو اس کے لئے مرصد (گھات انتظار گاہ) پر ہو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوا کسی کے لئے معروف نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوا کسی اور فرشتہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کبھی کبھار میں آنا اس کے منافی نہیں جیسا کہ کاتب مہر بادشاہ کی مہر کا مرصد ہے اور بعض اوقات میں اس کے سوا کسی اور کا شاہی مہر لگا دینا اس کے منافی نہیں۔ اور نہ ہی کاتب مہر سے اس نام کا اختصاص سلب کیا جائے گا اور جس نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ شاہی مہر لگائی وہ اس میں اس کا شریک نہیں ہو گا۔ تو اسی طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اسم سفیر کا اختصاص سلب نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی اس میں وہ ملائکہ جو انبیاء کرام کے پاس کسی وقت آئے ان کے شریک ہوں گے۔

کتنے فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے سوا ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کئی معاملات میں حاضر ہوئے جیسا کہ بہت سی احادیث میں ثابت ہے۔ ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کو رحلت کی خوشخبری دی معترض پر تعجب ہے کہ اس نے حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہی دوسرے فرشتوں کے آنے کے سوا

کیسے اقتصار کر لیا۔

وجہ ثالث :۔

یہ ہے کہ جو عبارت کہ میں نے وارد کی وہ یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان وہ سفیر ہیں'' جمع کے صیغے کے ساتھ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کی طرف نازل نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث میں آیا۔

بعض علماء نے اس کی حکمت میں یہ ذکر کیا کہ ان کو صور پھونکنے کی ڈیوٹی سپرد کی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے قریب مبعوث ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیامت کی علامات پر ہے اسی مناسبت کی وجہ سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو آپ کی طرف بھیجا گیا اور آپ سے پہلے کسی نبی کی طرف مبعوث نہیں ہوا تو اسی وقت یہ درست ہوگا۔ کہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فقط مبعوث کیا گیا اس پر یہ صادق نہیں آئے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان (بصیغہ جمع) سفیر ملے کیونکہ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ اور ایک نبی کے درمیان سفیر ہے۔ اور جس کی نفی کی گئی ہے وہ تمام دنیا میں اور تمام کی طرف سے نفی اس مجموع کے افراد میں سے کسی فرد سے نفی کو لازم نہیں ہے لہٰذا اس کے ساتھ نقض درست نہیں۔

وجہ رابع :۔

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو مسلم، نسائی اور حاکم نے روایت کی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا اثر کمزور ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس اثنا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تھے۔ اچانک اوپر آسمان سے آواز سنی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرشتہ اترا ہے جو زمین بھی کبھی نہیں اترا کہتے ہیں کہ وہ

حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو دونوروں کی مبارک ہو جو آپ کو دیئے گئے اور آپ ﷺ سے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ فاتحہ الکتاب اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں جو ان دونوں میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کیا جائے گا (یعنی ان میں جو دعائیہ کلمات ہیں مستجاب ہوتے ہیں) علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ فرشتہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھا۔

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا ہے، مجھ سے پہلے کسی نبی پر وہ نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا۔ اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہارے رب کا تمہاری طرف رسول (قاصد) ہوں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو خبر دوں کہ آپ نبی عبد بننا چاہتے ہیں یا بادشاہ نبی میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف نظر کی تو انہوں نے اشارہ میری طرف کیا کہ آپ تواضع فرمائیں۔ اگر میں کہہ دیتا کہ نبی بادشاہ تو پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔

دونوں قصے وحی کی ابتداء کے دو سال بعد کے ہیں، جیسا کہ احادیث کے باقی سے پہچانا گیا ہے اور وہ دونوں اس میں ظاہر ہیں کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اس سے پہلے آپ کی طرف نازل ہوئے لہٰذا امام شعبی کا قول صحیح کس طرح ہوگا کہ وہ ابتداءً وحی لاتے تھے۔

وجہ خامس:۔

ہم نے ''اعلام'' میں اس پر دلیل قائم کی جس کے آخر میں ورقہ کا یہ قول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان اس کے امین ہیں'' اور ابن سابط کا قول کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کتابیں اور انبیاء کی طرف وحی

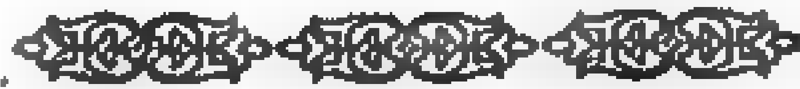
سپرد کی گئی۔

حضرت عطا بن سائب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا محاسبہ ہوگا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس کے رسولوں کی طرف امین ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام کتب حاصل کرتے ہیں۔ اور حضرت اسرافیل بمنزلہ درمیان کے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واپس بہر حال حضرت جبرائیل علیہ السلام تو صاحب اور صاحب مرسلین ہیں"۔ (حدیث اور دوسرے آثار) اور ہم نے کلام کے آخر میں کہا کہ ان آثار کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ باقی فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی لانے کے لئے مختص ہیں۔

کیا معترض میں اتنی سمجھ بھی نہیں ہے اس کلام کی صحت کو جو ان دلائل سے اخذ ہے سمجھ سکے۔ (هذا آخر الجواب و الله اعلم)

الحمد للہ آج ۲۵ شوال ۱۴۱۰ ھجری بمطابق ۲۱ مئی ۱۹۹۰ء کو گیارہ بج کر بیس منٹ پر اس رسالہ کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا والحمد للہ......

الاحقر الاحقر الی اللہ سگ دربار مہریہ
سید ظفر علی مہروی عفرلہ
مدرسہ غوثیہ مہریہ لودھراں



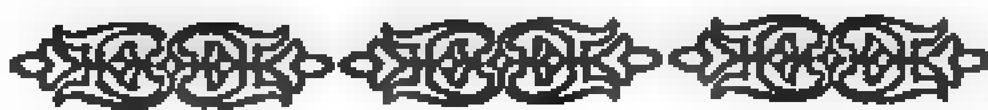
اشرف المحتم فیما من اللہ بہ علی ولیہ السید
احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ من تقبیل ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے
قبر انور سے دست مبارک کا ظہور

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم	ترتیب و تدوین
سید ظفر علی شاہ مہروی	مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ولی کبیر و امام شہیر حضرت سیّد احمد ابن رفاعی رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر شریف سے دست مبارک کو باہر نکالنے کے بارے میں سوال ہوا ہے کہ آیا وہ واقعہ ممکن ہے یا نہیں؟ اور کیا اس مشہور روایت کی سندیں عالی و صحیح ہیں یا نہیں؟ میں نے اسی سوال کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا ہے اور اس کا نام رکھا ہے "الشرف المحتم فیما من اللہ بہ علی ولیہ السید احمد الرفاعی رضی اللہ عنہ من تقبیل ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

سب سے پہلے جو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور تمام دوسرے انبیاء کی حیات قطعی و یقینی ہے' اور اس یقین کے لیے ہمارے پاس یقینی دلائل و براہین ہیں' صحیح روایتیں اور متواتر خبریں ہیں' خود میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے حیات الانبیاء کے موضوع پر ایک خاص کتاب تصنیف کی ہے جس میں دلائل و اخبار کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں:۔

یہاں میں ان دلائل میں سے چند ایک کا ذکر کرنا چاہوں گا' امام ابونعیم نے "الحلیۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: "ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر بقبر موسی علیہ الصلاۃ و السلام وھو قائم یصلی فیہ"

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے تو پایا کہ وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔"

امام ابو یعلی نے اپنی مسند میں حضرت انس ﷜ سے حدیث بیان کی ہے کہ:

"الانبیاء احیاء فی قبور هم یصلون"

ترجمہ: "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کے لیے مرتبہ نبوت وشہادت دونوں جمع تھے:-

اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی سیّدنا محمد ﷺ کے لیے مرتبۂ نبوت وشہادت دونوں کو اکٹھا کر دیا ہے' یعنی دونوں مرتبے آپ کی ذات میں جمع ہو گئے ہیں' اور اس کی دلیل امام بخاری اور امام بیہقی کی روایت کردہ وہ حدیث ہے جسے ان حضرات نے حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ سے تخریج کیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں فرمایا کرتے تھے کہ:

"لم ازل اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فھٰذا او ان انقطاع ابھری من ذالك السم"

ترجمہ: "میں اب بھی خیبر میں کھائے گئے (زہریلے) کھانے کی تکلیف محسوس کرتا ہوں' اس زہر کے اثر سے "ابہری" رگ کے منقطع ہونے کا وقت آ گیا ہے۔"

لہٰذا نص قرآنی کے مطابق آپ ﷺ کی حیات ثابت شدہ ہے' کیونکہ فرمان الٰہی ہے کہ:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

ترجمہ: "اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق پا رہے ہیں۔"

انبیائے کرام شہداء سے اس بات کے زیادہ حقدار ہیں اور ہمارے نبی کریم

تمام انبیائے کرام صلاۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی یہ احقیت ان فضائل و خصائص کے سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیے ہیں' نہایت ثقہ محدثین نے انبیاء کی حیات کو مستقلاً موضوع بنایا ہے' بعض انبیاء علیہم السلام کو خود ہمارے نبی کریم ﷺ نے باحیات دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے ہی ہمیں خبر دی ہے اور بلاشبہ آپ کی خبر سچی ہے کہ ہمارے درود آپ پر پیش کیے جاتے ہیں اور ہمارے سلام آپ تک پہنچائے جاتے ہیں اور آپ ﷺ اس کا جواب دیتے ہیں جو سلام پیش کرتا ہے۔

حضرت امام بارزی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:۔

امام البارزی رحمۃ اللہ علیہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی حیات کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ: آپ ﷺ باحیات ہیں' ایام حرہ میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ قبر رسول ﷺ سے ایک گونج سن کر ہی نماز کے اوقات کو جانتے تھے۔

"اخبار مدینہ" میں زبیر بن بکار نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: میں ایام حرہ میں مزار رسول ﷺ سے اذان و اقامت کی آواز سنتا رہتا تھا یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے۔

انبیاء اور اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں:۔

امام عفیف الدین یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ طے شدہ ہے کہ جو چیز انبیائے کرام کے لیے بطور معجزہ جائز ہے وہ سب اولیاء رحمہم اللہ کے لیے بطور کرامت بلا شرط چیلنج جائز ہے۔"

اور فرماتے ہیں کہ: اور یہ ایسی بات ہے کہ اس بات کا انکار صرف جاہل شخص ہی کرے گا' حیات انبیاء کے سلسلے میں علماء کے بے شمار اقوال ہیں لیکن میں اپنے ہی پر

اکتفا کرتا ہوں' چونکہ حیات انبیاء ثابت ہے اور اولیاء کا انبیائے کرام کے کلام کو سننا اور ان کی زیارت کرنا بھی صحیح ہے' لہٰذا سیدی سید احمد ابن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا قبر شریف سے باہر آنا بھی ممکن ہے اور اس میں یا تو کجی و گمراہی والا شبہ کرے گا یا ایسا منافق جس کے دل پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے' اس صفت و خوبی یا اس کے مثل کا انکار سوئے خاتمہ کا سبب ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے' کیونکہ اس میں دائمی معجزہ اور کھلی کرامت کا انکار ہے۔

سلام کا جواب اور دست مبارک کا ظاہر ہونا:-

ہم سے ہمارے شیخ' شیخ الاسلام کمال الدین امام کاملیہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے' انہوں نے ہمارے مشائخ کے شیخ امام علامہ شیخ شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے اپنے شیخ امام زین الدین مراغی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شیخ الشیوخ شجاع و محدث و واعظ و فقیہ و مقرر و مفسر' امام و مقتدا و حجت شیخ عز الدین احمد فاروثی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد استاد اصیل علامہ جلیل شیخ ابو اسحاق فقرائے ابراہیم فاروثی رحمۃ اللہ علیہ سے' اور انہوں نے اپنے والد امام فقہاء و محدثین شیخ فقرائے اکابر و علمائے عاملین شیخ عز الدین عمر ابو الفرج فاروثی واسطی قدس اللہ سرھم اجمعین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ۵۵۵ھ کے حج میں میں اپنے شیخ و ملجا اور اپنے سردار ابو العباس قطب و غوث شیخ سید احمد رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا' اس سال آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حج کی سعادت حاصل ہوئی تھی' جب حضرت رفاعی مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں کی موجودگی میں بلند آواز سے عرض کیا' ''السلام علیک یا جدی'' یعنی اے میرے جد آپ پر سلام ہو' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وعلیک السلام یا ولدی'' اے میرے بیٹے تم پر بھی سلامتی ہو اور اس (جواب) کو مسجد نبوی میں

موجود ہر شخص نے سنا اور یہ سن کر سیّدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ پر جذب طاری ہو گیا' آپ تھرا اٹھے' آپ کا رنگ زرد پڑ گیا' گریہ وزاری کرتے ہوئے گھٹنے کے بل کھڑے ہو گئے اور دیر تک سسکیاں لیتے رہے پھر عرض کیا اے جد کریم!

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت
فامدد یمینك کی تحظی بها شفتی

ترجمہ: "اے جد کریم! دوری کی حالت میں اپنی روح وخیال کو بھیجا کرتا ہے جو میری نیابت میں آستاں بوسی کرتے تھے اور آج یہ دور افتادہ خود در دولت پر حاضر ہے لہٰذا آپ اپنے دست کرم کو دراز فرمائیں تا کہ میرے لب دست بوسی کی سعادت حاصل کر سکیں۔"

تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے معطر دست مبارک کو قبر انور شریف سے باہر نکالا' جسے نوے ہزار زائرین کے ہجوم میں امام رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے چوما' یہ سارے لوگ دست مبارک کو دیکھ رہے تھے' اس وقت مسجد میں حجاج کرام کے درمیان شیخ حیات بن قیس حرانی' شیخ عبد القادر جیلانی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مقیم بغداد' شیخ خمیس اور شیخ عدی بن مسافر شامی رحمہم اللہ وغیرہ بھی موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حضرات کے علوم و اسرار سے نفع بخشے' ہم نے بھی ان حضرات کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے پاکیزہ دست مبارک کی زیارت کی اور اسی دن شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور آپ کے مریدین و مسترشدین میں شامل ہو گئے۔

سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:-

ایک دوسرے طریقے سے مجھ سے روایت کیا ہے شیخ محمد علی نے ان سے شیخ ابی الرجال یونینی بعلبکی نے' ان سے شیخ عبد اللہ بطائحی قادری نے' ان سے شیخ علی بن ادریس یعقوبی نے اور ان سے ان کے شیخ قطب یگانہ وغوث زمانہ شیخ عبد القادر جیلی بغدادی یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے' فرمایا کہ اس محفل کرامت میں میں بھی موجود تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کے ذریعہ شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت و بزرگی کا اظہار کیا' یعقوبی کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ حضرت جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: حضور حاضرین کو اس کرامت و بزرگی سے حسد نہیں ہوا تو یہ سوال سن کر حضرت غوث صمدانی رونے لگے اور جواب دیا اے ابن ادریس اس پر تو ملأ اعلیٰ (فرشتوں) نے بھی رشک کیا ہے۔

اب بھی وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے:-

ایک اور طریقے سے' مجھ سے امام قوصی نے بیان کیا ہے' ان سے شیخ قطب الدین خزانچی نے' ان سے شیخ رکن الدین سنجاری نے' ان سے ان کے شیخ عدی بن مسافر نے اور ان کے خادم شیخ علی بن موہوب نے بیان کیا ہے' دونوں فرماتے ہیں کہ:

حج والے سال ہم مسجد نبوی میں تھے تو دیکھا کہ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ حجرۂ طیبہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہیں اور کچھ عرض کر رہے ہیں جسے بہت سے حضرات نے یاد رکھا اور نقل کیا ہے اور جیسے ہی آپ کی گفتگو ختم ہوئی فوراً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک قبر شریف سے باہر نکلا اور شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بوسہ دیا' ہم جملہ حاضرین کے ساتھ اس (روح پرور اور ایمان افروز) منظر کو دیکھ رہے تھے (شیخ عدی کے خادم) ابن موہوب کہتے ہیں کہ: خدا کی قسم! گویا اب بھی وہ نظارہ میرے سامنے

ہے جب سفید گورا معتدل ہاتھ قبر مبارک سے باہر نکلا جس کی انگلیاں خوب لمبی لمبی تھیں گویا بجلی چمک رہی ہو حرم واہل حرم گویا سبھی رقص کناں ہوں۔

لوگ سلطان محمدی اور جلال احمدی ﷺ سے اس قدر مرعوب ولرزاں و ترساں تھے اور (اس معجزۂ گرامی) سے اس طرح حیرت زدہ تھے گویا قیامت آنے والی ہو لوگ حیرت ودہشت میں بے قرار و بے اختیار اٹھ بیٹھ رہے تھے' کبھی اللہ کی تکبیر و بڑائی بولتے تو کبھی حضور اکرم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتے۔

یہ بات معروف ہے کہ حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ منقبت مسلمانوں کے درمیان درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہے' اس کی سندیں عالی اور بلند مرتبہ ہیں اور اس کی روایتیں صحیح ہیں' تمام راویوں کا اس کی صحت وصداقت پر اتفاق ہے' اور اس کا انکار منافقت کی نشانیوں میں سے ہے۔

سوال:۔

اگر یہ کہا جائے کہ کیا اس فضل ومنقبت کے سبب سید احمد (رفاعی) رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے زائرین صحابہ کے زمرے میں داخل ہو گئے؟ کیونکہ ان حضرات کو نبی کریم ﷺ کی رویت حاصل ہوئی ہے۔

جواب:۔

ہمارے اساتذہ کے موقف کے مطابق زمرۂ صحابیت میں ان کا دخول محل نظر ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ یہ لوگ داخل نہیں ہیں' یہی رائے امام سجاوی وغیرہ کی ہے کیونکہ صحابیت کا ثبوت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری دنیوی حیات سے متعلق ہے اور یہ حیات اخروی ہے' دنیوی نہیں ہے اور دنیا کے احکام بھی اس سے متعلق نہیں ہیں۔

یہ واقعہ بھی ثابت شدہ ہے کہ جب سیّد احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ حج فرمایا اور اسی

سال میں ان کا وصال بھی ہوا تھا تو انہوں نے روضۂ مبارک ''علی ساکنہا افضل الصلاۃ و السلام'' کے سامنے کھڑے ہو کر انتہائی عاجزی و خاکساری سے عرض کیا:

ان قیل زرتم بما رجعتم

یا اکرم الرسل ما نقول

ترجمہ: ''اگر کہا گیا کہ تم نے زیارت کی تو کیا لے کر لوٹے؟ تو اے بزرگ ترین رسول ﷺ ہم کیا جواب دیں گے؟''

تو قبر انور سے ایک آواز آئی جسے مسجد میں موجود ہر شخص نے سنا۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ حبیب خدا ﷺ ہر ایک کو اس کی زبان میں مخاطب کرتے تھے' جب حمیری نے پوچھا: ''ھل من امبر صیام فی امسفر'' تو آپ ﷺ نے بھی حمیری لہجے میں جواب دیا اور لام تعریف کی جگہ میم استعمال فرمایا تھا اور یہ مشہور و معروف بات ہے' سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ ﷺ کا جواب اسی قبیل سے تھا۔

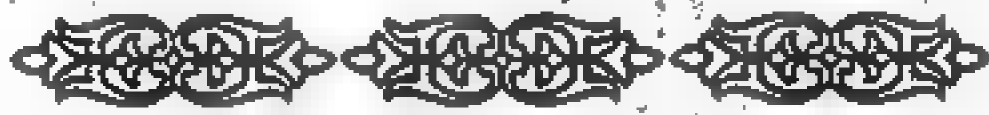
امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:-

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ کے لیے جس بات کو مانتا ہوں اور جس پر عقیدہ رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ سیّد احمد ابن رفاعی فاطمی حسینی رضی اللہ عنہ معرفت الٰہی میں پائیدار پہاڑ کی مانند تھے' عظیم ترین سردار تھے' بہت بڑے ولی تھے اور سنت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا بحر بے کنار تھے' آپ رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ اور گروہ صوفیا کے ایسے مستند سردار تھے جن کی ذات پر طریقت کا خاتمہ ہو جاتا ہے' جن کی عظمت پر علماء و اولیاء کا اجماع واقع ہے' ان کے تمام معاصر اولیاء نے ان کی سربراہی اور ان کے تقدم کا اعتراف کیا ہے' آپ کے زمانے کے اکابر مشائخ نے آپ کے پرچم رشد و ہدایت کے نیچے راہ سلوک طے کیا ہے'

آپ نبی کریم ﷺ کی سنت پر پختگی کے ساتھ کاربند اور ان کی اتباع میں خوب راسخ قدم تھے' آپ رضی اللہ عنہ کی ذات پر تواضع اور حسن اخلاق کا خاتمہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت سیّد احمد ابن رفاعی رضی اللہ عنہ کے علوم' روحانی امداد سے اور حال وقال سے مستفیض فرمائے اور ہمیں ان کے اور ان کے ولی دوستوں کے زمرے میں اور اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے لواء کے سائے میں رکھے۔

وسلام علی المرسلین و الحمد للّٰہ ربّ العالمین



باسمہٖ تعالیٰ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۱۳۰۷ھ

[illegible]

عين الاصابه
فيما
استدرك على الصحابه

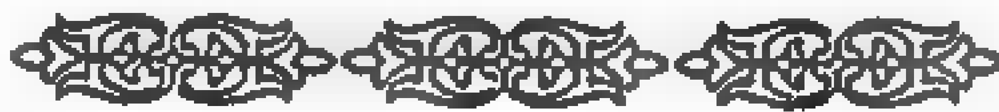
فقہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین
مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست

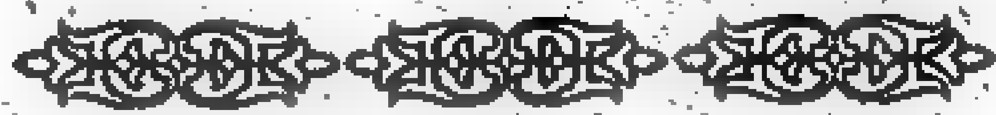


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰہ والسلام علیٰ عبادہ الذی اصطفی

یہ رسالہ جس کا نام میں نے ''عین الاصابہ فیما استدرک عائشۃ علی الصحابۃ'' رکھا ہے امام بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الاجابۃ لایرادما استدرکتہ عائشہ علی الصحابہ'' کا خلاصہ ہے مگر خلاصہ کرنے کے باوجود میں نے اس امر کا خیال رکھا ہے کہ اگر اس موضوع کے متعلق مجھے کوئی نئی بات معلوم ہو تو اسے اپنے رسالہ میں اضافہ کر دوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مختلف علمی اور فقہی مسائل میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو اختلاف کیا ہے اس رسالہ میں انہی اختلافات کا ذکر ہے اس موقعہ پر اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ اس موضوع پر امام بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا کتاب کو اوّلیت کا درجہ حاصل نہیں ہے بلکہ ان سے بھی پہلے مشہور فقیہہ اور محدث الاستاد ابو منصور بن حسن بن محمد بن علی بن طاہر البغدادی رحمہ اللہ ایسی ہی ایک کتاب تالیف فرما چکے ہیں۔ گو وہ بہت مختصر ہے اور اس میں صرف پچیس مسائل کا تذکرہ ہے اس کا علم مجھے ابو عبداللہ بن مقبل کے ذریعے ہوا۔



حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل کا بیان

مصنف (امام بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ) نے کتاب ''الاجابۃ'' میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

''میں نے حلال و حرام کے مسائل' علوم و فنون' شعر اور طب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو باخبر نہیں دیکھا۔''

تمام علوم میں مہارت:۔

حاکم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں ذکر کرتے ہیں:

''میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ سنن و فرائض تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے۔ شعر اور عربی زبان کا علم آپ کو عرب قادر الکلام شعراء اور خطیبوں کے ذریعے حاصل ہوا۔ لیکن یہ فرمایئے کہ طب کس ذریعے سے حاصل کیا؟''

انہوں نے جواب میں فرمایا۔ ''جن دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب فراش تھے تو اطبائے عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے۔ میں نے انہی سے یہ علم طب سیکھا۔''

مسروق ذکر کرتے ہیں:

''خدا کی قسم! میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے میراث کے مسائل پوچھتے سنا ہے۔'' (مستدرک حاکم)

عطا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عامۃ الناس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فقیہہ' عالم اور صاحب الرائے اور کوئی نہ تھا۔'' (مستدرک حاکم)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم یکجا کر لیا جائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا علم بھی اس کے ساتھ ملا لیا جائے تب بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم ان سب کے یک جائی علم سے بڑھ کر ہوگا۔'' (مستدرک حاکم)

فصاحت و بلاغت میں کمال:۔

حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح اور کسی کو نہیں دیکھا۔''

(مستدرک حاکم)

حضرت احنف رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں:

''میں نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دیگر حکام و امراء کے خطبات سنے ہیں لیکن جو شان و شوکت اور فصاحت و بلاغت میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خطبوں میں پائی وہ اور کسی کے خطبوں میں نہیں تھی۔''

(مستدرک حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں:

''میں فخر نہیں کرتی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے نو باتیں ایسی عطا فرمائی ہیں جو مجھ سے پہلے سوائے حضرت مریم بنت عمران کے اور کسی عورت کو عطا نہیں ہوئیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) شادی سے قبل حضرت جبرئیل علیہ السلام میری تصویر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(۲) حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اس وقت نکاح کیا جب میری عمر صرف سات سال کی تھی۔

(۳) رخصت کے وقت میری عمر نو برس کی تھی۔

(۴) میرے سوا حضور ﷺ نے اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔

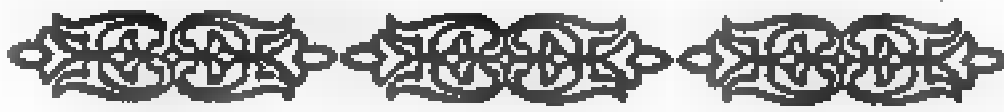
(۵) میرے لحاف کے سوا اور کسی بیوی کے لحاف میں حضور ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

(۶) میں حضور ﷺ کی سب سے محبوب بیوی تھی۔

(۷) میرے بارے میں قرآنِ کریم کی آیات نازل ہوئیں۔

(۸) میرے سوا حضور ﷺ کی اور کسی بیوی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زیارت نہیں کی۔

(۹) حضور اکرم ﷺ نے میرے ہی حجرے میں وفات پائی اور وفات کے وقت حجرے میں میرے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ (مستدرک حاکم)



غسل کے مسائل

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور عرض کیا:

''اے ام المومنین حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غسل شرعی کے لئے خروجِ ماء شرط ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ غلط کہتے ہیں۔ غسل خروجِ ماء کے بغیر بھی واجب ہوتا ہے اگر خروجِ ماء کے بغیر رجم واجب ہو جاتا ہے تو غسل کیوں نہیں ہو سکتا۔''

کیا بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹتا ہے:۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کی زبانی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ تھا کہ بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے تھے لیکن دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔'' (سنن دار قطنی)

کیا عورت غسل کے وقت بالوں کی چوٹیاں کھول لے؟

حضرت عبید بن عمیر روایت بیان کرتے ہیں:

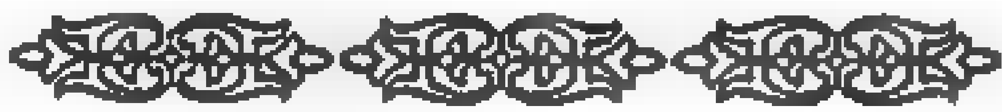
''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو

اپنی چوٹیاں کھول کے غسل کرنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ غسل کے وقت عورتیں اپنا سر ہی منڈوا دیا کریں۔ میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے لیکن میں نے کبھی اپنے سر کی چوٹی نہیں کھولی بلکہ اس پر تین چلو پانی بہا لیا کرتی تھی۔ (مسلم، نسائی)

کیا میت کو غسل دینے پر غسل ضروری ہے:۔

امام ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص مُردے کو غسل دے وہ بعد میں خود بھی غسل کرے اور جو جنازہ کو کندھا دے وہ وضو کرے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ کیا مسلمانوں کے مردے بھی نجس ہیں کہ انہیں ہاتھ لگانے سے غسل کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص جنازہ کو کندھا دیتا ہے (اور بعد میں وضو نہیں کرتا) تو اس میں حرج کی کیا بات ہے۔''



نماز کے مسائل

اللہ جسے چاہے بخش دے:۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب یہ قول منسوب کیا کرتے تھے:

"جس نے وتر نہیں پڑھے اس کی نماز نہیں ہوئی۔"

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ہم سب نے ابو القاسم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہتے سنا اور اب تک ہم نہیں بھولے کہ جو شخص پانچوں وقت کی نمازیں وقت پر پورے رکوع اور سجود کے ساتھ ادا کرتا رہا اس میں کمی نہیں کی اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد لیا کہ وہ اسے عذاب نہ دے گا لیکن جس نے کمی کی اس نے عہد نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے اور جسے چاہے تو عذاب دے۔

(معجم طبرانی)

کیا عورت کا سامنے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

ابو القاسم بن محمد روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

"اگر عورت سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔" انہوں نے فرمایا:

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرنے لگتے تھے تو ہاتھ سے میرے

پاؤں کو ہلاتے تھے میں اپنے پاؤں کو سکیڑ لیا کرتی تھی اور جب حضور اکرم ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو دوبارہ پھیلا لیتی تھی۔"

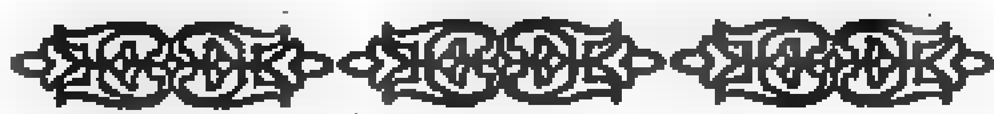
نماز وتر کب تک پڑھ سکتا ہے؟۔

ابونہیک رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران کہا۔"جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے اور صبح کی نماز کے وقت اس کی آنکھ کھلے تو وہ وتر ادا نہیں کر سکتا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ غلط کہتے ہیں۔ بعض اوقات حضور اکرم ﷺ کے وتر بھی رات کو ادا ہو جانے سے رہ جاتے تھے لیکن حضور ﷺ انہیں صبح کی نماز کے وقت ادا فرما لیتے تھے۔ (سنن بیہقی)

کیا نماز عصر کے بعد نوافل پڑھے جا سکتے ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے کے وقت تک نوافل ادا کرنا جائز نہ سمجھتے تھے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غلط یاد ہے۔ حضور ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد سورج کے غروب ہونے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تاک کر سورج کے طلوع یا غروب ہونے وقت نماز پڑھی جائے۔ (صحیح مسلم)



جنازہ کے مسائل

کیا مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"میں نے کہلا بھیجا تھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد نبوی میں لایا جائے تا کہ ہم عورتیں بھی نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں لیکن لوگوں نے اسے بُرا جانا۔"

یہ کہہ کر فرمایا: لوگ کتنی جلدی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے واقعات بھول گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سہل بن بیضاد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھایا تھا۔" (مسلم)

کافر کی موت پر رونے سے عذاب زیادہ ہوتا ہے:-

حضرت عبد اللہ بن ابی ملکیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں۔ ہم تعزیت کے لئے ان کے گھر پر گئے۔ وہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے (جو اپنی بہن کے فوت ہونے پر رو رہے تھے) کہا۔ رو دو مت کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہی کہا کرتے تھے۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مومن کو کسی شخص کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ کافر کو اس کے گھر والوں کی آہ و بکا کرنے پر اور زیادہ عذاب دیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے سب سے بڑی حجت قرآنِ کریم ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ (قیامت میں کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)۔

ابن ملکیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سنائی گئی تو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میت کو اس کے گھر والوں کی آہ و بکا کے سبب عذاب دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا۔ ''اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبد الرحمٰن کو معاف کرے انہوں نے جھوٹ تو نہیں بولا لیکن معلوم ہوتا ہے وہ بھول گئے ہیں یا انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودیہ کے جنازے کے پاس سے گزرے۔ اس کے گھر والے اس کا ماتم کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''یہ لوگ تو اس پر رو رہے ہیں لیکن اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن مبارک کیسا تھا؟

حضرت عروہ بنت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں۔ ''کسی شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھاری دار یمنی چادر میں کفنایا گیا تھا۔ کیا یہ صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ''لوگ دھاری دار یمنی

چادر لائے تو تھے لیکن وہ استعمال نہیں کی گئی۔" (مسلم)

مردے ہنستے ہیں:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ جنگ بدر ختم ہونے کے بعد حضور ﷺ اس کوئیں پر تشریف لائے جس میں کفار مکہ کی لاشیں گھسیٹ کر ڈال دی گئی تھیں اور فرمایا: "اب تو تمہیں پتہ چل گیا ہوگا کہ تمہارے ربّ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا تھا۔" لوگوں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ مردے آپ کی آواز سنتے ہیں۔" آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے یہ ابھی تک سُن رہے ہیں۔"

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اب انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں جو کچھ کہا کرتا تھا وہ سچ تھا۔" (طبرانی)

مومن بندہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے:-

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ "جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند فرماتا ہے۔ لیکن جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا۔"

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے انہوں نے حدیث کا آخری حصہ تو بیان کر دیا لیکن ابتدائی حصہ چھوڑ گئے۔ پوری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی وفات والے سال ایک فرشتے کو مقرر کرتا ہے جو اسے وقتاً فوقتاً جنت کی بشارت

دیتا رہتا ہے اور اسے صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔ جب اس بندے کی وفات کا وقت آتا ہے تو فرشتہ اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ "اے نفسِ مطمئنہ! تو دنیوی آلائشوں سے چھٹکارا پا کر اپنے پروردگار عزوجل کے حضور حاضر ہو رہا ہے جہاں تیرے لئے ہر قسم کی آسائش مہیا ہیں۔ تجھے وہاں خدا تعالیٰ کا دیدار بھی میسر ہو گا۔ یہی وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں باریابی کا مشتاق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو عذاب دینا چاہتا ہے تو اس کی وفات والے سال ایک شیطان کو اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اسے سیدھی راہ سے بھٹکا کر بدی کی راہ پر لگا دیتا ہے۔ جب اس کی موت کا وقت نزدیک آتا ہے تو ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ اس پر وہ شیطان اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ "اے شخص! خدا کے دربار میں تیری پیشی کا وقت آ چکا ہے اور اللہ کا غضب اور عذاب تجھ پر نازل ہونے والا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے (بحالتِ رضامندی) ملنا ناپسند کرتا ہے۔ (دار قطنی)

اعمال کا بدلہ عمل کے مطابق ملے گا:۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے وفات کے قریب نئے کپڑے منگا کر پہنے اور کہا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ مردہ انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن کپڑوں میں اس نے وفات پائی تھی۔" جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید پر رحم فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب وہ نہ تھا جو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سمجھا۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ بندہ وفات کے قریب جس قسم کے اعمال بجا لائے گا قیامت کے دن انہی کے مطابق اسے بدلہ دیا جائے گا۔ کپڑوں میں

اٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں' ننگے بدن' بغیر ختنہ کئے اٹھائے جائیں گے۔''

(ابوداؤد' ابن حبان' حاکم)

اللہ کس سے ملاقات پسند کرتا ہے؟

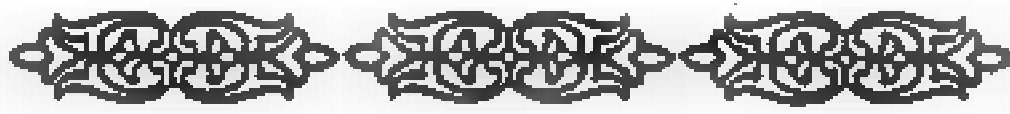
امام ابومنصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابوعطیہ کی ایک روایت اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں جس میں وہ کہتے ہیں:

''میں اور حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسروق نے عرض کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔''

یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حضرت ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے انہوں نے حدیث کا ابتدائی حصہ تو بیان کر دیا لیکن آخری حصہ بیان نہ کیا اور تم نے بھی ان سے نہ پوچھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حدیث اس طرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے اچھا سلوک کرنا چاہتا ہے تو اس کی وفات والے سال اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اسے صراط مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے اور نیک اعمال اس سے صادر ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص بہترین زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوا۔ وفات کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور جنت کی نعمتیں اپنے سامنے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوشی سے معمور ہو جاتا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے (اس کی بداعمالیوں

کے سبب) بُرا سلوک کرنا چاہتا ہے تو اس کی وفات والے سال ایک شیطان اس پر مسلّط کر دیتا ہے۔ وہ اسے سیدھی راہ سے ہٹا کر گمراہی کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ جب وہ مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے بدترین حالت میں وفات پائی۔ جب وہ دوبارہ اٹھایا جاتا ہے تو اپنی بداعمالیوں کے باعث جہنم کے عذاب کو اپنے سامنے دیکھتا ہے تو اس کے غم والم کی انتہا نہیں رہتی۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا ناپسند فرماتا ہے۔''



روزوں کے مسائل

مہینہ کبھی انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔'' لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حضرت ابوعبد الرحمٰن پر رحم کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینے کے لئے انتیس دن کی تجدید نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ یہ کہا تھا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے ساتھ ہی پوری حدیث بھی بیان فرمائی اور وہ یہ کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ آپ مہینہ تک اپنی بیویوں سے کلام نہیں کریں گے۔ یہ دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بالا خانے پر بسر فرمائے' جب انتیس دن ہو چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے سے اتر کر میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا۔(اے میرے سرتاج) ''آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہم سے بات چیت نہ کریں گے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔'' (مسند احمد بن حنبل)

کیا غسل کی حاجت پر روزہ رکھنا جائز ہے؟

حضرت ابوبکر عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دورانِ وعظ کہا: ''اگر روزے کے دنوں میں کسی کو صبح نہانے کی ضرورت پیش آجائے تو وہ روزہ نہ رکھے۔'' میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات حضرت عبد الرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ سے بیان کی انہوں نے اپنے والد سے اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں

نے کہا۔ ”میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی کوئی حدیث نہیں سنی۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ میں اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں گئے لیکن ان دونوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کی تردید کی اور کہا کہ حضور ﷺ کو جب یہ حالت پیش آتی تھی تو آپ کبھی روزہ قضا نہ کرتے تھے۔ ہم دونوں وہاں سے اُٹھ کر مروان کے پاس آئے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے یہ سب ماجرا اس سے بیان کیا۔ مروان نے کہا۔ ”میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے ان کے قول کی تردید کرو۔“ چنانچہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عبدالرحمٰن نے ان سے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی فرمودہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے پوچھا۔ ”کیا واقعی وہ دونوں یہ کہتی ہیں؟“ انہوں نے کہا۔ ہاں! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ”اصل بات یہ ہے کہ میں نے یہ مسئلہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا تھا۔ براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ اب تم کہتے ہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کی تردید کرتی ہیں تو میں اپنے فتویٰ سے رجوع کرتا ہوں۔“ (مسلم)

بزاز اپنی مُسند میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے علاوہ ہمیں اور کسی ایسی حدیث کا علم نہیں جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے بیان کیا ہو۔



حج کے مسائل

رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے:۔

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کا یہ قول بیان کیا کہ رمی کرنے اور سر منڈانے کے بعد حاجیوں پر عورتیں اور خوشبو کے سوا دوسری چیزیں جائز ہو جاتی ہیں۔ سالم کہتے ہیں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ سوائے عورتوں کے باقی سب چیزیں جائز ہو جاتی ہیں۔ جب حضور ﷺ احرام کھول دیا کرتے تھے تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے کپڑوں کو خوشبو لگایا کرتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ (سنن بیہقی)

حج پر نہ جانے کی صورت میں قربانی کا جانور بھیجنا:۔

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت زیاد بن ابوسفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک مکتوب روانہ کیا جس میں لکھا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص خود حج کے لئے نہ جا سکے لیکن قربانی کا جانور حرم میں ذبح کرنے کے لئے بھیج دے اس پر قربانی کے ذبح ہونے تک تمام وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو ایک حاجی پر حرام ہوتی ہیں۔ میں نے بھی اپنی قربانی بھیجی ہے۔ آپ مجھے لکھئے کہ کیا واقعی مسئلہ اسی طرح ہے۔" حضرت عمرہ کہتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں لکھوایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا

درست نہیں۔ میں اپنے ہاتھ سے قربانیوں کے جانوروں کے لئے قلاوے (جانوروں کے گلوں میں ڈالنے کی رسّی) بٹا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ وہ قلاوے اپنے ہاتھ سے جانوروں کو پہناتے تھے اور پھر میرے والد کے ہمراہ انہیں مکہ معظمہ بھیج دیا کرتے تھے۔ لیکن اپنے اوپر کوئی چیز ایسی حرام نہیں کرتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے جائز ٹھہرایا ہوا ہوتا تھا۔" (سنن بیہقی)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اس مسئلے کے بارے میں سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کی غلط فہمیاں دور کیں اور انہیں سنت نبوی سے آگاہ کیا۔ امام زہری کہتے ہیں۔ مجھے حضرت عروہ اور حضرت عمرہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں' میں قربانیوں کے جانوروں کی رسیاں بنا کرتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ انہیں مکہ بھیج دیا کرتے تھے لیکن کسی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ قربانی مکہ میں ذبح ہو جاتی تھی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا پتہ چلا تو انہوں نے اسی پر عمل شروع کر دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے کو ترک کر دیا۔ (بیہقی)

حالت احرام میں خوشبو لگانا:۔

حضرت محمد بن منتشر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ "میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے احرام سے قبل خوشبو لگانے کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا میں اپنے بدن پر تارکول پھروانا پسند کروں گا لیکن یہ پسند نہیں کروں گا کہ حلتِ احرام میں میرے جسم سے عطر کی خوشبو آئے۔ جب اس امر کا تذکرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ میں رات کے وقت حضور اکرم ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھی۔" صبح اُٹھ کر آپ احرام باندھتے تھے اور آپ ﷺ کے جسم سے خوشبو کی مہک بدستور آیا کرتی تھی۔"
(بخاری' مسلم' نسائی)

رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے:۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عروہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ "رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے ادا کیے؟" انہوں نے جواب دیا چار عمرے اور ان میں سے ایک ماہِ رجب میں ادا فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ قریب ہی تھا کہ حضرت عروہ نے پکار کر کہا۔ "ام المومنین! آپ سنتی ہیں حضرت ابو عبد الرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں؟" انہوں نے پوچھا۔ کیا کہہ رہے ہیں؟ حضرت عروہ نے کہا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے اور ان میں سے ایک ماہِ رجب میں ادا فرمایا۔" انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبد الرحمٰن پر رحم فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے شریک نہ رہے ہوں (اس پر بھی وہ بھول گئے) حضور اکرم ﷺ نے ماہِ رجب میں کوئی عمرہ ادا نہیں فرمایا۔" (بخاری، مسلم)

لیکن ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے جو حدیث بیان کی ہے وہ مذکورہ بالا حدیث سے کچھ مختلف ہے۔ یہ حضرات مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ہی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ "حضور اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟" انہوں نے جواب دیا۔ دو (۲)۔" جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ "تعجب ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ باوجود علم رکھنے کے ایسی بات کہتے ہیں اور حجۃ الوداع کے ساتھ جو عمرہ کیا تھا وہ اس کے علاوہ ہے۔"

احرام اور موزے:۔

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے والد یہ فتویٰ دیتے تھے کہ عورتیں جب احرام باندھیں تو اپنے موزوں کو کاٹ کر انہیں جوتیاں بنالیں لیکن

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ اس کے برعکس ہے۔ وہ عورتوں کو حالت احرام میں موزے کاٹ دینے کا حکم نہیں دیتیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ (شافعی۔ بیہقی)

ابن خزیمہ اور ابن داؤد حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ فتویٰ دیتے تھے کہ عورتیں جب احرام باندھیں تو اپنے موزوں کو کاٹ دیں۔ اور انہیں جوتیاں بنالیں لیکن پھر حضرت صفیہ بنت ابی عبید نے انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سنائی جس پر انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایامِ حج میں عورتوں کو موزے پہننے کی اجازت دے دی تھی۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ کو واپس لے لیا۔

حج ادا کرنے والی عورتیں بال کاٹیں:۔

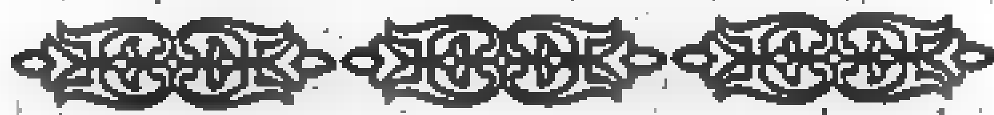
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''المناسک الکبیر'' میں حضرت مجاہد کی ایک روایت بیان کرتے ہیں جو یہ ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں مجھے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ پر تعجب ہوتا ہے کہ فریضہ حج ادا کرنے والی عورتیں چار انگل بال کٹوائیں حالانکہ انہیں صرف کسی طرف کی ذراسی لٹ ترشوا دینی کافی ہے۔''

ابن اسحٰق کہتے ہیں ''ایک مرتبہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے اور تینوں ذی العقد میں کیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں اور ان میں وہ عمرہ بھی شامل ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا۔'' (سنن بیہقی)

غلافِ کعبہ:-

حضرت ابو علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ (نگران خانہ کعبہ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ''ام المومنین! خانہ کعبہ کے غلاف ہمارے پاس کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں اور ہم اس ڈر سے کہ کہیں لوگ ناپاکی کی حالت میں انہیں استعمال میں نہ لے آئیں انہیں گہرا گڑھا کھود کر دبا دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ''تم بہت بُرا کرتے ہو۔ غلاف جب خانہ کعبہ سے اتار لیا گیا تو وہ تمہارے لئے بیکار ہے۔ خواہ اسے اجنبی پہنیں یا حائضہ عورتیں۔ آئندہ سے تم اترے ہوئے غلاف کو بیچ دیا کرو اور جو رقم حاصل ہو اسے مسکینوں اور مسافروں میں تقسیم کر دیا کرو۔'' (سنن بیہقی)



خرید وفروخت کے مسائل

حضرت ابو اسحٰق سبیعی رضی اللہ عنہ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ میں چند عورتوں کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں ایک عورت نے ذکر کیا۔

''ام المومنین! میری ایک لونڈی تھی۔ میں نے اسے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آٹھ سو درہم میں بیچ دیا لیکن انہوں نے قیمت اُس وقت نہیں دی بلکہ یہ کہا کہ جب وظیفہ کی رقم ملے گی تو ادا کر دوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے بھی اس لونڈی کو بیچنے کا ارادہ کیا۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا تو میں نے چھ سو درہم نقد دے کر وہ لونڈی ان سے خرید لی۔'' (اور اس طرح مجھے دو سو درہم فائدہ رہا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا۔ ''تم نے بھی بُرا کیا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بھی بُرا کیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے کہہ دینا کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں انہوں نے جہاد کا جو ثواب حاصل کیا تھا وہ باطل ہو جائے گا۔'' یہ سن کر اس عورت نے کہا۔ ''ام المومنین! آپ کا مطلب یہ ہے کہ اب ان سے لونڈی کی صرف اصل قیمت لینے کا اختیار ہے؟'' انہوں نے فرمایا۔ ''ہاں۔'' اور یہ کہہ کر یہ آیت پڑھی۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۝ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا۔'' (کنز الایمان)

اور یہ نصیحت سن کر وہ سود لینے سے باز آ گیا تو اسے اپنے قرض خواہوں سے صرف اسی قدر لینا چاہیے جس قدر پہلے دیا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق سنن بیہقی، سنن دار قطنی)

شادی بیاہ کے مسائل

متعہ حرام ہے:۔

حضرت ابن ابی ملکیہ سے روایت ہے کہ کسی عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعہ کی حلت و حرمت کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا: "ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ فیصلہ کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ○ (سورۃ المعارج)

ترجمہ: "اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔"

(کنز الایمان)

پس جو شخص اپنی منکوحہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ اور کسی سے تعلق پیدا کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف کرتا ہے۔" (حاکم)

بعد طلاق عورت عدت کہاں گذارے:۔

مسلم نے اپنی صحیح حدیث میں شعبی کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ

بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس کے پاس گیا اور ان سے اس فیصلہ کے متعلق دریافت کیا جو ان کے مقدمہ طلاق کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا۔ مجھے میرے شوہر نے طلاق دیدی تھی۔ میں حضور ﷺ کے پاس گئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے شوہر کو حکم دیں کہ وہ طلاق کی مدت ختم ہونے تک میری رہائش اور نان و نفقہ کا بندوبست کرے لیکن رسول اللہ ﷺ نے میرے دعوے کو تسلیم نہ کیا۔"

بخاری اور ابو داؤد میں حضرت عروہ کی ایک روایت ہے جس میں وہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ بنت قیس پر سخت نکتہ چینی کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ فاطمہ کا مکان سنسان اور ویران جگہ پر واقع تھا اس لئے حضور ﷺ نے انہیں وہاں سے منتقل ہونے کی ہدایت فرمائی تھی۔

مسلم نے حضرت عروہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے لڑکے نے عبد الرحمٰن بن حکم کی لڑکی سے شادی کی۔ لیکن بعد میں اِسے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔ میں نے اس کے اس فعل پر اعتراض کیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ فاطمہ بنت قیس بھی تو طلاق ہونے کے بعد اپنے شوہر کے گھر سے نکل آئی تھیں۔ حضرت عروہ کہتے ہیں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور یہ ماجرا ان سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔"فاطمہ بنت قیس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ حدیث بیان کریں۔" (صحیح مسلم)

فائدہ: عدت عورت کہاں گزارے ان مسائل کے لیے دیکھئے۔ فتاویٰ رضویہ اور بہارِ شریعت۔ (مترجم)



متفرق مسائل

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا دیدار کیا ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم کی ایک روایت اپنی صحیح حدیث میں نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ''جو شخص کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت اور خلقت میں دیکھا ہے اور اس حالت میں دیکھا ہے کہ ان کا وجود زمین و آسمان کی پہنائیوں پر محیط تھا۔'' (بخاری)

مسلم نے مسروق کی ایک روایت بیان کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔ ''میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔'' اے ام المومنین! کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔'' انہوں نے جواب دیا۔ ''تمہاری بات سن کر تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ سنو! جو شخص تم سے کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔'' اس کے بعد یہ آیت پڑھی: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں لیکن وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لطیف اور خبیر ہے۔) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ضرور دیکھا ہے۔'' (مسلم)

ایک قرآنی الفاظ کی وضاحت:-

بخاری نے ابن ملکیہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ "ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی" حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا. میں (یعنی ابن ملکیہ) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ "كُذِبُوْا" کے دال کو بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں انہوں نے کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بھی ایک دفعہ یہی سوال پیش ہوا تھا اور ان سے کہا گیا تھا کہ اس آیت کی قرأت "كُذِّبُوْا" نہیں بلکہ "كُذِبُوْا" ہے۔ انہوں نے یہ سن کر فرمایا۔ "معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے متعلق یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے وعدوں کو جھوٹا سمجھنے لگتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے جو وعدہ کرتا ہے رسولوں کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

آیت کا مطلب دراصل یہ ہے کہ رسولوں پر اس قدر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں کہ انہیں یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ ان پر پے در پے مصائب اور آلام کو دیکھ کر ان کے ماننے والے ہی انہیں جھٹلانے لگیں گے۔ اس لئے تم اس آیت میں "كُذِّبُوْا" کو ذال کی تشدید کے ساتھ پڑھو۔" (جس کے معنی جھٹلائے جانے کے ہیں نہ کہ تخفیف کے ساتھ جس کے معنی جھوٹا وعدہ کیے جانے کے ہیں)۔ (بخاری)

نحوست تین چیزوں میں ہے:-

امام ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مکحول کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے۔ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوری حدیث بیان نہیں کی۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیان فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے۔ ■ کہتے ہیں کہ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا پہلا حصہ تو سنا نہیں' آخری حصہ سن کر روایت کرنا شروع کر دیا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں ابو حسان الاعرج کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدشگونی عورت' چوپائے اور گھر میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ "اس خدا کی قسم! جس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا کہ اصل بات وہ نہیں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل یہ فرمایا تھا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ بدشگونی عورت' چوپائے اور گھر میں ہوتی ہے۔
یہ کہہ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۝ (سورۃ الحدید)

ترجمہ: "نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں۔"

(کنز الایمان)

جس عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا وہ کافرہ تھی:۔

بزار‘ حضرت علقمہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔”ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا۔”وہ عورت کافرہ تھی۔“

حضرت علقمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس ایک روایت کے علاوہ اور کوئی روایت بیان نہیں کی۔ (بزاز)

اسی حدیث کو قاسم بن ثابت سرقسطی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

حضرت علقمہ بن قیس کہتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا۔”ابوہریرہ! تم ہی ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہو کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ وہ اسے باندھ کر رکھتی تھی۔ نہ اُسے خود کھانے کو دیتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ وہ خود کہیں جا کر خوراک کی تلاش کرے۔ اسی طرح وہ بھوک اور پیاس کی حالت میں مر گئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔“ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔”اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کا درجہ اس سے بلند ہے کہ وہ اسے ایک بلی کی وجہ سے عذاب دے۔ وہ عورت اس کے ساتھ کافرہ بھی تھی۔ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! جب تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرنے لگو تو دیکھ لیا کرو کہ کیا کہتے ہو۔“

انبیاء علیہم السلام کے میراث کا کوئی وارث نہیں:۔

بخاری اور مسلم نے عروہ کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک

روایت نقل کی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کے سلسلے میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنا چاہا تھا۔ اس پر میں نے ان سے کہا۔ ''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہ ہو گا۔ ہم اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہو گا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بعض احادیث پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وضاحت:۔

حضرت ابوعروبہ الحسین بن محمد الحرانی اور ابومنصور بغدادی، کلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ''ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کا پیٹ قے اور خون سے بھر جائے تو وہ اس امر سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھرا ہوا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پوری حدیث یاد نہیں رہی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل یہ فرمایا تھا کہ کسی شخص کا پیٹ قے اور خون سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ ان اشعار سے بھرا ہوا ہو جو میری ہجو میں کہے گئے ہوں۔''

عروہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب یہ حدیث منسوب کرتے ہیں کہ اگر مجھے خدا کی طرف سے ایک کوڑا بھی ملے تو مجھ کو کسی ناجائز بچے کے آزاد کرنے کے مقابلے میں پسند ہے اور یہ ولدالزنا تینوں میں (ماں، باپ اور بچہ) بدتر ہے۔ اور میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جائے گا۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے انہوں نے اچھی طرح سنا نہیں اور اچھی طرح بیان بھی نہیں کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری'' فلا

اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ۔ (وہ گھاٹی میں نہیں گھسا۔ اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ گھاٹی کیا ہے کسی غلام کو آزاد کرنا) تو صحابہ نے عرض کیا۔ ہم غریب لوگ ہیں، ہمارے پاس آزاد کرنے کے لئے لونڈی غلام کہاں؟ کسی کسی کے پاس سیاہ فام لونڈی ہوتی ہے جو گھر کا کام کاج کر دیتی ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو انہیں پیشہ کرنے کی اجازت دے دیں۔ ان سے جو اولاد پیدا ہو اسے ہم احکامِ الٰہی کی متابعت میں آزاد کر دیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''اگر مجھے راہِ خدا میں صرف ایک کوڑا دیا جائے تو وہ مجھ کو اس بات سے بدر جہا زیادہ پسند ہے کہ میں زنا کی اجازت دے دوں اور اس طرح جو بچہ پیدا ہو وہ آزاد کیا جائے۔''

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ جو کہا کہ ولد الزنا تین بُری چیزوں میں سے ایک ہے تو واقعہ اس طرح نہیں ہوا جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مدینہ میں ایک منافق تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا تو کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان تینوں باتوں کے علاوہ وہ ولد الزناء بھی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''وہ تینوں میں بدتر ہے یعنی اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ بُرا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تیسری حدیث یہ بیان کی ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جائے گا تو یہ حدیث بھی اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک یہودی کے گھر کے پاس سے گزرے۔ وہ مر گیا تھا۔ اس کے گھر والے واویلا کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''یہ لوگ تو اس پر رو رہے ہیں اور قبر میں اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔ کسی کے

رونے پر کسی دوسرے کو عذاب کیسے ہو سکتا ہے۔" جبکہ اللہ خود فرماتا ہے: لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔)

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اپنی صحیح میں نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بلال رات کو اذان دے دیتے ہیں اس لئے روزہ رکھنے والے لوگ ان کی اذان پر بدستور سحری کھاتے رہیں، البتہ جب حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں اس وقت کھانا پینا موقوف کر دیا جائے۔" (بخاری)

لیکن بیہقی حضرت عروہ کے حوالے سے اس کے برعکس روایت نقل کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا ہیں اس لئے جب وہ اذان دیں تو بدستور سحری کھاتے رہا کرو۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے جب تک خود اپنی آنکھوں سے پو پھٹتے نہیں دیکھ لیتے۔ اس لئے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیں اس وقت کھانا پینا موقوف کیا کرو۔"

اسی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ غلط کہتے ہیں۔

ابوداؤد کے علاوہ صحاح کی باقی پانچ کتب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس دست کا گوشت لایا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے مزے سے کھایا۔"

اس حدیث کی توضیح کرتے ہوئے امام ترمذی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت بیان کرتے ہیں جس میں وہ کہتی ہیں:

"دست کا گوشت حضور ﷺ کو بہت زیادہ پسند نہ تھا بلکہ چونکہ ان دنوں گوشت بہت کم میسر آتا تھا اور دست کا گوشت جلد گل جاتا تھا اس لئے آپ اسی کو

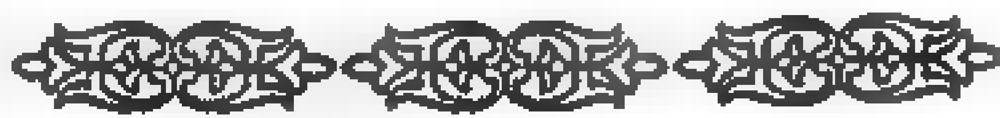
کھاتے تھے۔“

ترمذی میں حضرت ابوزرین سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا اور کہا:

”تم میں سے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث درست بیان نہیں کرتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ اگر کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک وہ اسے درست نہ کرلے ایک جوتے میں نہ چلے پھرے۔“

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کی تغلیط کے لئے ایک موزہ پہن کر چلنا شروع کردیا۔

الحمد للہ رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارك وسلم تسلیماً کثیراً



اتحاف الفرقہ برخو الخرقہ

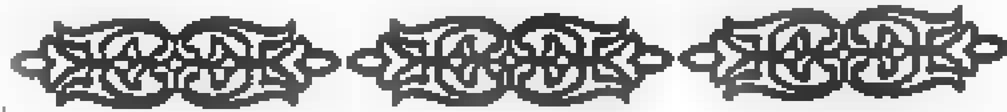
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
اور
سماع حدیث

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین
مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اتحاف الفرقة برفو الخرقه

مسئلہ:

حفاظ (محدثین) کی ایک جماعت نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے سماع کا انکار کیا ہے۔ بعض متاخرین نے اس سے تمسک کرتے ہوئے خرقہ پوشی کے طریق میں بھی اعتراض کیا ہے۔

اور ایک جماعت نے اس کو (سماع حسن بصری) کو ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک یہ کئی وجوہ سے راجح ہے۔ حافظ ضیاء الدین المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "المختارۃ" میں اس کو ترجیح دی ہے انہوں نے کہا "الحسن بن ابی الحسن البصری عن علیؓ" اور کچھ (غیر معتبر) لوگوں نے کہا تو انہوں نے ان سے سنا نہیں ہے مرسی عبادۃ کے حافظ ابن حجر "اطراف المختارۃ" میں تابع ہوئے ہیں۔

پہلی وجہ:

علماء نے وجوہ ترجیح کے اصول میں ذکر کیا کہ مثبت نافی پر مقدم ہوگا اس لئے کہ اس کے ساتھ علم کی زیادتی ہے۔

دوسری وجہ:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بقیہ دو سال رہتے تھے کہ پیدا ہوئے ان کی ماں خیرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کو صحابہ کرام کی خدمت میں بھیجا کرتی وہ ان کو مبارکیں دیتے تھے وہ حسن بصری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئیں تو آپ نے ان کے

لئے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرماتی "اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَحَبِّبْهُ اِلَی النَّاسِ. اے اللہ ان کو دین کی سمجھ (علم) عطا فرما اور لوگوں میں ان کی محبت ڈال دے۔

حافظ جمال الدین مزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "تہذیب" میں ذکر کیا۔

امام عسکری نے "کتاب المواعظ" میں اپنی سند کے ساتھ اس کو اخراج کیا ہے۔

امام مزیؒ نے ذکر کیا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یوم الدار حاضر ہوئے اور ان کی عمر چودہ سال تھی اور یہ معلوم ہے کہ جب وہ سات سال کے ہوئے تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم کیا گیا وہ جماعت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے کوفہ میں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد گئے تھے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ان سے سماع کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے حالانکہ وہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے اکٹھے ہوتے تھے سن شعور سے لے کر چودہ سال تک مزید برآں حضرت علی رضی اللہ عنہ اُمہات المومنین کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور ان میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جن کے گھر میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ رہتی تھیں۔

تیسری وجہ:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے وہ چیزیں وارد ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تہذیب الکمال" میں ابونعیم کے طریق سے روایت کی انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یونس بن عبید سے روایت کی کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اے ابوسعید آپ کہتے ہیں۔ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے نہیں پایا انہوں نے فرمایا کہ اے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسے چیز کے بارے میں سوال کیا جو کبھی کسی نے نہیں پوچھا اگر تیری منزلت میرے نزدیک نہ ہوتی تو میں تجھے نہ بتاتا۔ میں

ایسے زمانہ میں ہوں جو تو دیکھ رہا ہے (اس وقت حجاج کی حکومت تھی) ہر وہ بات جو تو مجھ سے سنے کہ میں کہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن میں ایسے زمانے میں ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (یعنی جمہوراً تذکرہ نہیں کر سکتا)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کا ذکر:-

امام احمد نے اپنے مسند میں فرمایا کہ ہمیں حدیث سنائی ہشیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یونس نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے ''قلم تین آدمیوں سے اٹھالی گئی ہے (۱) چھوٹے (بچے سے) حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے' (۲) سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ بیدار ہو جائے۔ اور (۳) مصیبت زدہ سے حتیٰ کہ اس سے مصیبت دور کر دی جائے' امام ترمذی نے اس کا اخراج کر کے اس کی تحسین کی' نسائی اور حاکم نے اس کی تصحیح کی۔

ضیاء المقدسی نے ''المختارۃ'' میں حافظ زین الدین العراقی نے شرح ترمذی میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ علی بن المدینی نے کہا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں دیکھا اس حال میں کہ وہ غلام تھے۔ ابو زرعہ نے کہا کہ جس دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ چودہ سال کے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا پھر کوفہ اور بصرہ کی طرف چلے گئے اور اس کے بعد حضرت حسن کی ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ حضرت حسن نے فرمایا میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر رہے تھے۔ (انتہیٰ)

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس قدر میں کفایت ہے اور ملاقات کی نفی کرنے والے کے قول کو مدینہ منورہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تشریف لے جانے کے مابعد پر محمول کیا جائے گا۔

امام نسائی نے کہا کہ حضرت قتادہ سے اس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچھنے لگانے والا اور جس کو پچھنے لگائے گئے ان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہن کے بارے میں فرمایا "وہ دونوں کمی یا زیادتی کو واپس لوٹائیں گے پھر اگر سامان کسی آفت کا شکار ہو جائے تو رہن رکھنے والا بری ہے۔"

دار قطنی نے اپنے سند کے ساتھ کہا کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے علی! لوگوں کے سامنے اب یہ مقابلہ تمہیں سونپا جاتا ہے۔" الخ

دار قطنی نے کہا اپنی سند سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دے تو اس میں سے ایک صاع گندم وغیرہ کا صدقہ ادا کیا کرو۔"

دار قطنی نے اپنے سند سے روایت کیا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا: "خلیہ، بریہ، بتہ، بائن اور احرام تین طلاقیں ہیں چنانچہ عورت طلاق دینے والے کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ اس کے علاوہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔"

(سنن دار قطنی ص ۳۲ حدیث نمبر ۸۶ جلد ۴ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا "یہ سب حضرات (یعنی راویان حدیث حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت عمران بن حصین ایک اور بھی شرمگاہ کو چھونے سے وضو

کو لازم نہیں سمجھتے تھے) ابو نعیم نے حلیہ میں کہا حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا

طوبی لکل عبد نومه عرف الناس ولم یعرفه الناس و عروه الله تعالیٰ برضوان اولئك مصابیح الهدی یجلی عنهم کل فتنة مظلمة ویدخلهم الله فی رحمة منه لیس اولئك بالمزابیع البذر ولا بالجفاء المرائین۔

ترجمہ: ''بشارت ہے عاجزی کرنے والے ہر شخص کے لیے کہ وہ لوگوں کو جانتا ہے اور لوگ اسے نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی پہچان راضی برضا رہنا ہے یہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں جن سے ہر تاریک فتنے کو روشنی میں بدل دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت (کے سائے) میں لے لیتا ہے اور یہ لوگ اسرار کو افشاء کرنے والے اور جھگڑالو ریا کار نہیں ہوتے۔''

خطیب نے اپنی تاریخ میں کہا اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید قمیض اور دو یمنی کپڑوں میں کفن دیا۔

جعفر بن محمد بن محمد نے کتاب العروس میں کہا۔ حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ

من قال فی کل یوم ثلاث مرات صلوات الله علی آدم غفر الله له الذنوب و ان کانت اکثر من زبد البحر

(اخرجہ الدیلمی فی الفردوس بسندہ)

ترجمہ: ''جس شخص نے ہر روز تین مرتبہ پڑھا ''صلوات الله علی آدم''

(آدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں) اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگر چہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔"

پھر میں نے حافظ ابن حجر کو دیکھا کہ انہوں نے "تہذیب التہذیب" میں کہا کہ یحیی بن معین نے کہا کہ حضرت حسن نے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے نہیں سماع کیا کہا گیا کیا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی نہیں سنا تو انہوں نے کہا کہ وہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوتے خبر دینے کے لئے۔ اور کئی لوگوں نے کہا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا حالانکہ ان سے بعد اور ان سے غیر خدمت روایت کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب قتل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ سے تشریف لے گئے تو حضرت حسن مدینہ منورہ ہی میں رہے پھر بصرہ میں آئے اور تا وفات وہیں سکونت رہی۔

حافظ ابن حجر نے کہا کہ مسند ابو یعلی میں واقع ہے کہ جویریہ بن اشرس اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مثل امتی مثل المطر"۔

ترجمہ "میری امت کی مثال بارش کی سی ہے۔"

محمد بن حسن صیرفی جو ہمارے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیوخ ہیں نے کہا کہ صریح نص ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سماع کے بارے میں' اور اس روایت کے رجال ثقہ ہیں۔

جویریہ کی توثیق ابن حبان نے کی عتبہ کو امام احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا۔

(انتھی)

دوسری حدیث جو اس سماع پر دلالت کرتی ہے لالکائی نے السنۃ میں اپنے سند کے ساتھ کہا کہ حضرت حسن نے فرمایا میں مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا انہوں نے ایک آواز سنی تو فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔

پھر میں نے ایک اور حدیث پائی حافظ ابوبکر بن مسدی نے اپنی مسلسلات میں فرمایا اپنی سند کے ساتھ "ہر راوی اپنے شیخ سے مصافحہ کرنے کا ذکر کرتا ہے۔" عیسیٰ قصار نے کہا میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا آپ نے فرمایا میرے اس ہاتھ نے میرے رب عزوجل کے عرش کے پردوں سے مصافحہ کیا۔ ابن مسدی نے کہا۔ یہ اسناد غریب ہے ہم نہیں جانتے اس کو اور یہ اسنادِ صوفیہ کی ہے" انتھی"

الحمدللہ اس رسالہ کا ترجمہ گیارہ بجے شروع کیا اور تقریباً دو بجے دن اس کو ختم کیا والحمدللہ علی ذلک والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم الامین۔

سید ظفر علی مہروی

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

۱۶ اپریل ۱۹۹۰ء

بروز ہفتہ

مدرسہ غوثیہ مہریہ لودھراں



بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

الاحزاب ۵۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

○

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے
درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر
اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اصول الرفق (فی الحصول) علی الرزق

رزق میں برکت کے وظائف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین
مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست



اصُولُ الرّفق (فی الحصُول) علی الرزق

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للہ و کفٰی وَسُلَام علٰی عِبادہ الذین اصطفٰی ولا سیما سَیّدنا مُحَمَّد المُصطفٰی ومن یھدیہ المھتدیٰ.

اَمَّا بعد

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ ”مجھ سے بہت سے لوگوں نے درخواست کی کہ میں وہ اعمال واذکار ایک رسالہ میں جمع کر دوں جو کشائش رزق اور دفع افلاس وتنگ دستی کے لئے احادیث معتبرہ میں وارد اور مجرب ہیں' لوگ اس پر عمل کریں۔ پس میں نے یہ رسالہ ان کے لیے جمع کیا جس کو دو فصلوں میں ترتیب دیا ہے' پہلی فصل میں اس کے متعلق اوراد' اور دعائیں جمع کی گئی ہیں' اور دوسری فصل میں وہ افعال واعمال ہیں جو کشائش رزق کا سبب ہوتے ہیں۔

اذکار

رزق کی تنگی دور کرنے کا طریقہ:-

طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اس کو چاہیے کہ اس کا شکر زیادہ کیا کرے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں اس کو چاہیے کہ استغفار زیادہ کیا کرے اور جس

پر رزق کی تنگی ہو اس کو چاہیے۔ کہ "لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ" بکثرت پڑھا کرے۔

کثرت استغفار سے رزق میں اضافہ:۔

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ نے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص استغفار کی کثرت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی و مصیبت سے فراخی و راحت اور ہر غم سے نجات عطا فرمائے گا۔

سورۃ واقعہ کی برکت:۔

حارث ابن اُسامہ اور ابو یعلی نے اپنی اپنی مُسندوں میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت فرمائی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے وہ محتاجی اور فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ واقعہ سورۂ غنی ہے اس کو تم خود بھی پڑھا کرو اور اپنے بال بچوں کو بھی یاد کراؤ۔

(ابن مردویہ)

دنیا ذلیل ہو کر آئے گی:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو کعبہ کی طرف کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا اُن کے دل میں الہام فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرَضِّنِيْ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ۔

ترجمہ: ''اے اللہ تو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ میرا عذر قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانتا ہے' میرا سوال پورا فرما' اور جو کچھ میرے دل میں ہے تو اس کو بھی جانتا ہے' میرے گناہ معاف فرما' اے اللہ میں تجھ سے ایمان طلب کرتا ہوں۔ جو میرے دل میں سرایت کر جائے' اور ایسا سچا یقین جس کی وجہ سے میں یہ محسوس کرلوں کہ مجھے کچھ بھلائی یا برائی پہنچتی ہے وہ سب وہی ہے جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے' اور مجھے اپنی قسمت و تقدیر پر راضی فرمادے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ وحی بھیجی کہ اے آدم (علیہ السلام)' ہم نے آپ کی توبہ قبول کر لی' اور آپ کی لغزش کو معاف کر دیا' اور جو شخص اس دعا کے ساتھ مجھ سے دعا مانگے گا میں۔ اس کی مغفرت فرمادوں گا' اور اس کے سب کاموں کا ذمہ دار بن جاؤں گا' اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی' اگرچہ وہ دنیا کو نہ چاہے۔ (اس حدیث کے شواہد بروایت حضرت بریدہ' بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کئے ہیں۔) (ابن مردویہ)

فقر و فاقہ اور وحشت قبر ختم:۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

جو شخص ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ) پڑھا کرے تو یہ اس کے لئے فقر و فاقہ سے امان اور وحشت قبر سے اُنس کا سبب ہو گا۔ (اخرجہ

الخطیب و ابو نعیم فی روایۃ ابی مالک الدیلمی فی مسند الفردوس)

سورۃ اخلاص گھر داخل ہونے پر پڑھے:۔

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورۃ اخلاص (قل هو اللّٰه احد) پڑھ لیا کرے تو یہ سورۃ اس کے گھر والوں کے اور اس کے پڑوسیوں کے فقر و فاقہ کو دور کر دے گی۔ (الطبرانی)

کثرت درود شریف سے تمام مشکلات کا حل:۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنے تمام اوراد و اشغال اور دعاؤں کی جگہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کروں تو یہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:

اگر تم نے ایسا کر لیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے دین و دنیا کے کاموں کا ذمہ دار بن جائے گا۔ (مسند امام احمد بہ سند جید)

عظیم دُعا:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَ انْقِضَاءِ عُمْرِيْ۔

ترجمہ: ”اے اللہ اپنے رزق کو مجھ پر وسیع فرما دے، میرے بڑھاپے اور آخری عمر میں۔

(الطبرانی فی الاوسط بسند حسنہ الہیثمی)

رزق پانی کی طرح بہا دیا جائے گا:۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتلا دوں جو تمہیں تمہارے دشمنوں سے نجات دلائے اور تمہارے رزق کو (پانی کی طرح) بہا دے اور وہ چیز یہ ہے کہ دن رات اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگا کرو اس لئے کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔

(المستغفری فی الدعوات)

صبح کی دُعا:۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلاً مُّتَقَبَّلاً.

ترجمہ: ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں حلال رزق کا اور علم نافع کا اور عمل مقبول کا۔ (المستغفری)

بعد جمعہ کی دُعا:۔

امام مستغفری نے حضرت ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ جمعہ سے فارغ ہو کر نکلتے تھے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيْضَتَكَ وَ انْتَشَرْتُ لِمَا اَمَرْتَنِیْ فَارْزُقْنِیْ مِنْ فَضْلِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ.

ترجمہ: ''اے اللہ میں نے تیری دعوت کو قبول کیا اور تیرا فرض ادا کر لیا اور جس چیز کے لئے تو نے حکم فرمایا یعنی کسب معاش کے لئے)

جانتا ہوں اس لئے تو مجھے اپنے فضل سے رزق عطا فرما کیونکہ
تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔"

حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمہیں دو کلموں کی وصیت کرتا ہوں۔

ایک "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" دوسرے "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" کیونکہ یہ دونوں کلمے ہر چیز کی نماز ہیں' اور انہی کی وجہ سے ہر شے کو رزق دیا جاتا ہے۔

(اخرجہ البخاری فی ادب المفرد)

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم کو وہ چیز بتلاتا ہوں' جس کی وصیت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی' اور وہ یہ کلمہ ہے "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" کیونکہ تمام مخلوق یہ کلمہ پڑھتی ہے اور اس کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔ (المستغفری)

ملائکہ کی تسبیح پڑھنے پر افلاس ختم:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے افلاس و تنگ دستی کی شکایت کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کیوں نہیں پڑھتے؟ اور وہ یہ ہے "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" یہ کلمہ طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز سے پہلے سو مرتبہ پڑھا جائے تو دنیا تمہارے سامنے ذلیل ہو کر آئے گی۔ (المستغفری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فقر و فاقہ کی شکایت:-

ایک مرتبہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فقر و افلاس کی تکلیف پیش آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کچھ کھجور عطا فرما دیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں ایک مقدار کھجور سے تمہاری مدد کروں' اور اگر چاہو تو ایسے کلمات بتا دوں جو تمہارے لئے اس سے بہتر ہیں:

اور وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّلَا تُطْمِعْ فِیَّ عَدُوًّا لَا حَاسِدًا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ وَ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ بِیَدِكَ.

ترجمہ: ''اے اللہ اسلام کی وجہ سے میری حفاظت فرما بیٹھے ہوئے اور اسلام کی وجہ سے میری حفاظت فرما سوتے ہوئے اور کسی دشمن و حاسد کو میرے نقصان میں طمع کرنے کا موقع نہ دے' میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی بُرائی سے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور میں ہر وہ بھلائی تجھ سے طلب کرتا ہوں جو تیرے قبضۂ میں ہے۔''

(المستغفری)

عظیم کلمات:-

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ آپ کو یہ زیادہ پسند ہے کہ پانسو بکریاں مع اُن کے چرواہوں کے تمہیں دیدوں یا یہ کہ پانچ کلمات تمہیں بتا دوں (مطلب یہ تھا کہ یہ پانچ کلمات ہی قابل پسندیدگی

ہیں) اور وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَطَیِّبْ لِیْ کَسْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ خُلُقِیْ وَلَا تُتْعِبْنِیْ مِمَّا قَضَیْتَ لِیْ بِهٖ وَلَا تُذْهِبْ نَفْسِیْ اِلٰی شَیْءٍ صَرَفْتَهٗ عَنِّیْ.

ترجمہ: ''اے اللہ تعالیٰ میرے گناہ بخش دے اور میرا کسب حلال فرما دے اور میرے خلق کو وسیع کر دے اور جو چیز تو نے میرے حصے میں لکھ دی ہے اس سے مجھ کو محروم نہ فرما اور جو چیز میرے نصیب میں نہیں اس کی طرف میرے نفس کی رغبت نہ فرما۔

(المستغفری)

اُحد پہاڑ کے برابر قرض ختم:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے میرے والد (حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں تمہیں کیوں وہ دُعا نہ سکھلا دوں جو مجھے نبی کریم ﷺ نے سکھلائی ہے اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ دعاء اپنے حواریوں کو سکھلایا کرتے تھے اور اس دُعا کی خاصیت یہ ہے کہ اگر تمہارے ذمے احد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا (یعنی اسباب پیدا فرما دے گا)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ایسی دُعاء مجھے ضرور بتلایئے۔ آپ نے فرمایا وہ دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ کَاشِفَ الْکَرْبِ مُجِیْبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ رَحِیْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ.

ترجمہ: ''اے اللہ مصیبتوں کے دور کرنے والے اور مبتلائے مصیبت کی دعاء قبول فرمانے والے دنیا و آخرت میں بڑی بڑی ہر قسم کی

رحمتیں نازل کرنے والے تو ہی مجھ پر رحم فرما' پس تو ہی مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھ کو تیرے سوا سب سے بے نیاز کر دے۔"

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دُعا تعلیم فرمائی تو میرے ذمے بہت سا قرض تھا اور میں قرض سے بہت گھبراتا تھا (اس دُعاء کے پڑھنے سے) چند روز بعد ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا فائدہ پہنچایا کہ یہ سب قرض ادا ہو گیا' پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ (بھی) ایک عورت کا قرض تھا اور میں اس سے بہت شرمندہ تھی' میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کی تو چند روز نہ گذرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر کسی حصہ وراثت یا صدقہ کے (غرض بے گمان) رزق عطا فرمایا' جس سے میں نے یہ قرض ادا کر دیا۔

(البزار، بیہقی فی الدعوات والحاکم)

اللہ ہر معاملہ میں مدد فرمائے گا:۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو مغموم دیکھا تو پوچھا، "کیا بات ہے؟" انہوں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' بہت سے قرض میں مبتلا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں تمہیں ایسی دعا بتلاتا ہوں کہ اگر تم اس کو پڑھ لو تو اللہ تعالیٰ تمہاری سب پریشانیوں کو دور فرما دے گا اور تمہارے سب قرض ادا کر دے گا اور وہ دُعا یہ ہے (یعنی اسباب پیدا فرما دے گا)۔

روزانہ صبح شام یہ دُعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَ الْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِجْزِ وَ الْکَسْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ۔

ترجمہ: ''یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر اور غم سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات پڑھنے شروع کیے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام پریشانیوں سے نجات عطا فرمادی اور میرا قرض ادا کردیا۔

(ابوداؤد، بیہقی فی الدعوات)

ایک غلام مکاتب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری مکاتبت میں مدد فرمائیں (یعنی کچھ روپیہ دیجئے جس کے ذریعے میں آزادی حاصل کرسکوں) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ کلمات کیوں نہ سکھادوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلائے تھے (جن کی خاصیت یہ ہے کہ) اگر تمہارے ذمے احد (پہاڑ) کے برابر بھی قرض ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ادا فرمادے گا (یعنی اسباب پیدا فرمادے گا) اور وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

ترجمہ: ''یا اللہ اپنے رزقِ حلال کے ذریعہ سے مجھے حرام سے محفوظ رکھ اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا سب سے بے نیاز کردے۔''

(بیہقی فی الدعوات)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور فقر و فاقہ:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' فرشتوں کی غذا

تو تسبیح و تہلیل ہے (وہ کھانے پینے کے محتاج نہیں) مگر ہمارے کھانے پینے کا کیا انتظام ہے کیونکہ ہم کھانے پینے کے محتاج ہیں (اور موجود ہے نہیں) سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا ہے کہ تیس روز سے محمد ﷺ کے گھر میں آگ نہیں جلی۔ البتہ ہمارے پاس کچھ بکریاں آگئی ہیں اگر تم چاہو تو میں ان میں سے پانچ بکریاں تمہیں دے دیں اور اگر چاہو تو پانچ کلمات تمہیں سکھلا دوں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھلائے ہیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔

يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ يَا آخِرَ الْاٰخِرِيْنَ وَيَا ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ وَيَا اَرْحَمَ الْمَسَاكِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (المستغفری)

رسول اللہ ﷺ کی دُعا:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اپنے بسترے پر تشریف لے جاتے تو یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِلٰهَ اٰدَمَ وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْفُرْقَانِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ وَ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ فَرَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

ترجمہ: "اے اللہ سات آسمانوں کے مالک اور عرشِ عظیم کے مالک آدم علیہ السلام کے خدا اور ہر چیز کے مالک توراۃ و انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے دانہ اور گٹھلی کو پھاڑ کر اس سے درخت اُگانے والے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی بُرائی

سے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اے اللہ تو ہی سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی سب سے آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں' تو ہی سب سے بلند ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں تو ہی سب سے اندر ہے تیرے بغیر کوئی چیز نہیں تو ہمارا قرض ادا کرا دے اور ہمیں فکر و فاقہ سے نجات عطا فرما۔"

(مسند ابو یعلی)

ایک صحابیہ کا عمل:۔

حضرت قبیلہ بنت مخرمہ صحابیہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب وہ عشاء کے بعد اپنے بستر پر جاتیں تو یہ دعا پڑھا کرتی تھیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَ شَرِّ مَا يَنْزِلُ فِي الْاَرْضِ وَ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ شَرِّ فِتَنِ النَّهَارِ وَ طَوَارِقِ اللَّيْلِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اسْتَسْلَمَ لِقُدْرَتِهٖ كُلُّ شَيْءٍ وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَلَّ لِعِزَّتِهٖ كُلُّ شَيْءٍ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ تَوَاضَعَ بِعَظَمَتِهٖ كُلُّ شَيْءٍ وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَشَعَ لِمُلْكِهٖ كُلُّ شَيْءٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَاسْمِكَ الْاَكْبَرِ وَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْنَا نَظْرَةً لَا تَدَعُ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا فَقْرًا اِلَّا جَبَرْتَهٗ وَلَا عَدُوًّا اِلَّا اَهْلَكْتَهٗ وَلَا عَارِيًا اِلَّا كَسَوْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا اَمْرًا لَّنَا فِيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اِلَّا

أَعْطَيْتَنَاهُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ

اس دُعا کے بعد تینتیس مرتبہ "سبحان اللہ" چونتیس مرتبہ "اللہ اکبر" اور تینتیس مرتبہ "الحمد للہ" پڑھتی تھیں۔

حضرت قبیلہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خادم طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتلاتا ہوں جو خادم سے بہتر ہے' انہوں نے عرض کیا' ضرور بتلایئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تسبیحات عشاء کے بعد پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ (الطبرانی فی الکبیر بسند جید)

ترجمہ: "میں پناہ مانگتا ہوں' اللہ کی اور اس کے مکمل کلمات کی جن سے نہ کوئی نیک آدمی باہر ہو سکتا ہے نہ بد' ہر اس چیز کی بُرائی سے جو آسمان سے نازل ہو اور جو آسمان پر چڑھے اور جو زمین پر اُترے اور جو زمین سے نکلے اور ان کے فتنوں سے اور رات میں آنے والے واقعات سے مگر وہ واقعہ جو ہمارے لئے خیر اور بھلائی کے ساتھ آئے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ پکڑی اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی عزت کے سامنے ہر چیز فرماں بردار ہے اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی عزت کے سامنے ہر چیز ذلیل ہے اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز پست ہے اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی سلطنت کے سامنے ہر چیز مغلوب و عاجز ہے۔ یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں بواسطہ تیرے عرشِ عظیم عزت پناہ کے اور تیری کتاب منتہائے رحمت کے اور تیری کبریاء و عظمت

کے اور اسم اعظم کے اور تیرے کلمات تامہ کے جن سے نہ کوئی نیک آدمی باہر ہو سکتا ہے اور نہ بد' یہ کہ تو ہماری طرف ایسی نظرِ رحمت فرما جو ہمارا گناہ بلا بخشے نہ چھوڑے اور کوئی حاجت بغیر پوری کیے ہوئے نہ چھوڑے اور کوئی دشمن بغیر ہلاک کیے ہوئے اور کوئی لباس بغیر پہنائے ہوئے اور کوئی قرض بغیر ادا کیے ہوئے نہ چھوڑے اور کوئی ایسا معاملہ جس میں ہماری دین اور دنیا میں بھلائی ہو بغیر عطا کیے ہوئے نہ چھوڑے یا ارحم الراحمین میں تجھ پر ایمان لائی اور آپ پر اعتماد کیا۔ انتہی

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دُعا کی تعلیم:۔

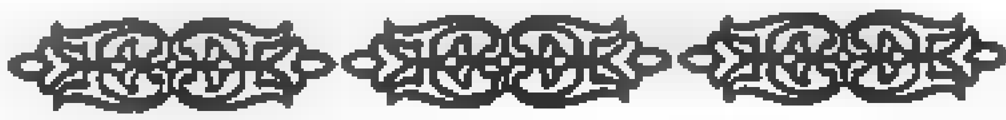
ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بروایت ہشام بن محمد نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ جگر گوشہ رسول حضرت امام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو معاش کی تنگی پیش آئی' اور امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وظیفے میں جو ایک لاکھ درہم آپ کو سالانہ ملتے تھے اس سال نہ آئے تو بہت ہی زیادہ تنگی لاحق ہوئی اور مجبور ہو کر قلم و دوات طلب کیا' کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر یاد دہانی کرائیں' مگر (بوجہ غلبۂ غیرت وحیا) کے چھوڑ دیا' اسی روز اپنے جد امجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا حال اور مفصل واقعہ بیان کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مخلوق سے اپنی امیدیں وابستہ کرے اور خالق سے نہ کرے اس کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رِجَاکَ وَاقْطَعْ رِجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی

لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَيْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِيْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رَغْبَتِيْ وَلَمْ اُعْطِيْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِنَ الْيَقِيْنِ فَخَصَّنِيْ بِهٖ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دُعا کو سات دن بھی نہ پڑھا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے پانچ لاکھ اور کئی ہزار درہم بھیج دیئے۔ اس وقت میں نے کہا اس خدا کا شکر ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو نہیں بھولتا اور اپنے پکارنے والے کو محروم نہیں رکھتا۔ اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے فیض یاب ہوا تو آپ نے پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی اچھا ہے اور تمام قصہ سنایا۔ فرمایا جانِ پدر جو خالق سے امید رکھے اور مخلوق سے ناامید ہو وہ ایسے ہی کامیاب و کامران ہوتا ہے۔



اضافہ رزق کے اعمال وافعال

پہلی فصل میں جس قدر بیان کیا گیا یہ سب ترقی رزق کے لیے حضور اکرم ﷺ کے اقوال تھے جن میں یا تو ہمیں کچھ ارشاد فرمایا یا خود عمل کر کے ہمیں ترغیب دی۔ اب اس فصل میں وہ اعمال وافعال ذکر کیے جائیں گے جن کا خلاصہ افلاس وفقر وفاقہ کو دور کرتا ہے۔

صلہ رحمی کرنے پر رزق میں وسعت:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت اور عمر میں زیادتی ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (یعنی اپنے اعزاء واقرباء کے حقوق ادا کرے اور قدرت کے موافق ان کی جانی ومالی امداد کرے۔ (بخاری)

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے پر رزق میں اضافہ:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رزق زیادہ کرے' تو اس کو چاہیے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا التزام کرے۔

(ابن ماجہ)

نماز پڑھنے سے رزق میں برکت:۔

امام حدیث عبدالرزاق نے اپنی مسند میں ایک قریشی بزرگ سے نقل کیا

ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی شخص تنگی معاش کی شکایت پیش کرتا تو آپ ﷺ اس کو اور گھر والوں کو نماز پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے' اور (بطور دلیل) یہ آیت پڑھتے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى۔ (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ: ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیز گاری کے لیے۔'' (کنز الایمان)

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن میں اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن سلام کے صاحبزادے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گھر والوں پر جب کبھی تنگی اور سختی پیش آتی تو آپ ﷺ ان کو (کثرت) نماز کی تاکید فرماتے تھے' اور یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

''وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الآية.''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب الزہد میں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ جب کبھی نبی کریم ﷺ کے گھر والوں تک فقر و فاقہ پہنچتا تھا تو ان کو آواز دیتے تھے کہ ''صَلُّوا صَلُّوا'' (نماز پڑھو، نماز پڑھو)۔

اور تمام انبیاء علیہم السلام کی یہی عادت تھی کہ جب کوئی تکلیف پیش آتی تھی تو نماز کی طرف رجوع کرتے تھے (یعنی فرض نماز کے علاوہ کثرت سے نفل پڑھتے تھے)۔

تقویٰ اختیار کرنے پر کثرت رزق ہوگی:۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

اے لوگو! تم تقویٰ کو تجارت بنالو تو تمہیں بغیر تجارت و بضاعت کے رزق ملے گا' پھر یہ آیت پڑھی:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(سورۂ طلاق)

ترجمہ: ''اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔''

(کنز الایمان)

ایک آیت وسعت رزق کا سبب:۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا الآية'' اور پھر فرمایا اے ابو ذر رضی اللہ عنہ اگر تمام آدمی اس پر عمل کر لیتے تو یہ آیت سب کو کافی ہو جاتی۔

(احمد، بیہقی، شعب الایمان، حاکم)

گناہ کی وجہ سے رزق میں کمی ہوتی ہے:۔

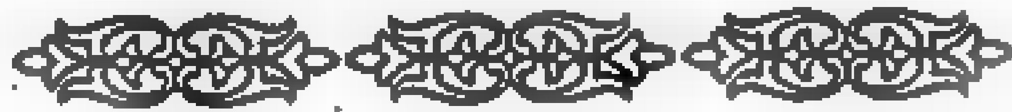
امام احمد و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بعض مرتبہ) بندہ کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

رب پر توکل کرنے سے بے گمان رزق ملتا ہے:۔

ابنِ حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"جو شخص سب طرف سے توجہ قطع کر کے اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کو بے گمان رزق عطا کرتا ہے' اور جو شخص اپنی توجہ دنیا ہی کی طرف پھیر دے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے سپرد کر دیتا ہے' انتہیٰ۔"

والحمد للہ رب العلمین



الجواب الحاتم عن السوال الخاتم

انگوٹھی کی شرعی حیثیت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

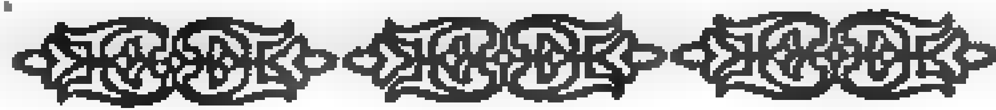
مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

انگوٹھی کے حوالے سے علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے چند سوالات کیے گئے جس کے جواب میں آپ نے مکمل رسالہ تصنیف فرمایا اور اس کا نام ''الجواب الحاتم عن السوال الخاتم'' رکھا ذیل میں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

سوالات:۔

① (چاندی کی) انگوٹھی (جو عموماً پہنی جاتی ہے) کا (شرعی طور پر) کوئی وزن مقرر ہے؟ کہ اس سے زیادہ وزن کی انگوٹھی جائز نہ ہو۔

② کیا دوسری دھاتوں جیسے پیتل اور لوہا سے بھی انگوٹھی بنانا جائز ہے؟

③ کیا چاندی کی کئی انگوٹھیاں بنوائی جاسکتی ہیں؟ نیز کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی؟

④ کیا مردوں کے لئے انگوٹھی میں نگینے لگوانا جائز ہے؟

⑤ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک میں نگینہ مبارک تھا؟ اور اگر تھا تو وہ کونسا تھا نیز آپ نے انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی یا بائیں ہاتھ میں۔ علاوہ ازیں کیا آپ کا نگینہ ہاتھ کے باہر کی طرف ہوتا یا اندر کی طرف؟

⑥ یہ جو حدیث بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ مجھے تجھ سے دوزخیوں کی بو آ رہی ہے۔'' کیا یہ درست ہے؟ نیز اس روایت کے راوی کون ہیں اور کیا اس روایت کے پیش نظر (ایسی انگوٹھی پہننا) حرام ہے یا مکروہ؟

الجوابات

انگوٹھی کا وزن:۔

① انگوٹھی کے وزن کے متعلق ہمارے علماء (شوافع) نے اپنی فقہی کتب میں کوئی ذکر نہیں کیا' البتہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ (آپ ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا)

"ولا تتمه مثقالا"

(ترجمہ) اسے (انگوٹھی کو) مثقال سے کم رکھنا (تو گویا انگوٹھی کا وزن ایک مثقال سے کم ہوا)۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے خادم میں لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے انگوٹھی کا وزن بیان نہیں کیا شاید انہوں نے عرف پر اکتفا کیا ہے لہٰذا اب جو معروف وزن یا اندازے سے بڑھے گا تو وہ فضول خرچی میں شمار ہوگا۔

دیگر دھاتوں کی انگوٹھی جائز نہیں:۔

② سونے کے علاوہ دوسری دھاتوں سے انگوٹھی بنانا بلا اختلاف حرام تو نہیں البتہ اس کے مکروہ ہونے میں دو وجہیں ہیں: ایک یہ کہ ایسی انگوٹھی بنانا مکروہ ہے چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مجھے تجھ سے بتوں کی بو آ رہی ہے" تو اس نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا۔ دوبارہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا: کیا وجہ ہے میں تجھ پر دوزخیوں والا زیور دیکھتا ہوں" تو اس شخص نے اسے بھی پھینک دیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا چاندی کی بنواؤ اور اس کا وزن مثقال سے کم رکھنا!

اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے' اس روایت کی سند میں ایک شخص کے متعلق کلام ہوا ہے اسی وجہ سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ابن حبان نے یہ روایت صحیح قرار دی ہے' اور اسے اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے۔ یہی وہ حدیث ہے جو سوال (نمبر ۶) میں پوچھی گئی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسی انگوٹھی پہننا مکروہ نہیں۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الروضۃ'' اور ''شرح مہذب'' میں اسی بات کو ترجیح دی ہے اور ترجیح کی وجہ پہلی (مذکورہ) حدیث کا ضعیف ہونا ہے اور اسی لئے امام ابو داؤد نے اس روایت کو جید اسناد کے ساتھ حضرت معیقیب صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی انگوٹھی مبارکہ لوہے کی ہوتی جس پر چاندی کا پانی چڑھایا ہوا ہوتا۔

ایک سے زیادہ انگوٹھیاں مرد کے لئے جائز نہیں:۔

۳ ایک سے زیادہ انگوٹھیاں پہننے کے بارے میں دارمی نے ہمارے اصحاب سے وضاحت کے ساتھ نقل کیا ہے کہ مرد کو چاندی کی دو سے زیادہ انگوٹھیاں پہننا مکروہ ہے۔ گویا ان کے خیال میں دو انگوٹھیاں بلا کراہت جائز ہیں نیز امام اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے پسند کیا ہے اور خوارزمی نے ''کافی'' میں یہ قید لگائی ہے کہ انگوٹھیاں ایک انگشت میں جمع نہ کی جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کس چیز کی تھی؟

یہ سوال کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی یا کسی اور دھات کی تو عنقریب حدیث بیان کی جائے گی کہ آپ کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی۔ حضرت معیقیب صحابی رضی اللہ عنہ کی جو روایت بیان ہوئی ہے کہ آپ کی انگوٹھی لوہے کی تھی نیز آپ نے سونے کی انگوٹھی بھی استعمال فرمائی تو یہ پہلے کی بات ہے بعد میں جب آپ کو اس سے منع کیا گیا

تو آپ نے اسے پھینک دیا جیسا کہ صحیح میں ہے۔

نگینہ والی انگوٹھی پہننا جائز ہے:۔

(۴) نگینہ کا استعمال مردوں عورتوں سب کیلئے جائز ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ''شرح مہذب'' میں فرماتے ہیں کہ انگوٹھی نگینے والی ہو یا بغیر نگینے کے پہننی جائز ہے۔ جہاں تک نگینے کا تعلق ہے تو اگر ہتھیلی کے اندر کی طرف رکھا جائے یا باہر کی طرف دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ احادیث صحیحہ کے مطابق اندر کی طرف رکھنا افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نگینہ:۔

(۵) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے نگینے کے بارے میں صحیح بخاری کے اندر یہ ہے کہ آپ کا نگینہ چاندی کا ہی تھا جبکہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ حبشی تھا تو ان دو (مختلف) حدیثوں سے محدثین نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھیاں ایک سے زیادہ تھیں اور حبشی نگینہ کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ وہ حبشہ کے علاقے کا ایک پتھر تھا اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ وہ جزع یا عقیق تھا کیونکہ یہ آپ کو حبشہ کے علاقے سے لاکر پیش کئے گئے تھے' خود میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے ابن بیطار کی ''مفردات فی الطب'' میں دیکھا کہ وہ زبرجد کا بنا ہوا تھا۔

انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی جائے:۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی یا دوسرے ہاتھ مبارک میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں میں استعمال فرمائی ہے یعنی دونوں طرح آپ کا فعل مبارک ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا دونوں صحیح ہیں آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہے البتہ دائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے کیونکہ یہ ہاتھ کی زینت ہے اور اس کا دایاں زیادہ مستحق ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک آپ ﷺ کا دائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال فرمانا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے' امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ''شمائل'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے یونہی امام ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے' امام نسائی اور بزاز نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے' طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اور دارقطنی نے ''غرائب مالک'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تو یہ نو (۹) صحابی ہیں (جنہوں نے دائیں ہاتھ کی روایت کی ہے)۔

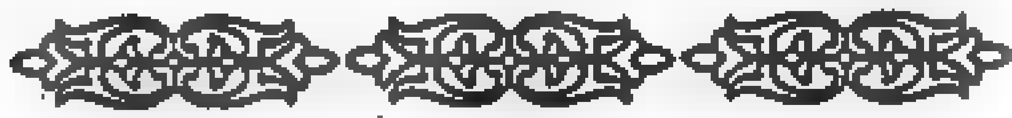
اسی طرح آپ ﷺ کا دوسرے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہننا بھی ثابت ہے چنانچہ اس سلسلہ میں امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے' امام ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابن سعد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ خود میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے دائیں ہاتھ مبارک مین انگوٹھی پہنی پھر اسے دوسرے ہاتھ مبارک میں پہن لیا۔ اس روایت کو ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے تخریج کیا ہے۔ نیز امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''شرح السنہ'' میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور انہوں نے مختلف احادیث میں یوں تطبیق دی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی اور پھر دوسرے ہاتھ مبارک میں اور آپ کا یہ آخری عمل مبارک تھا۔

انگوٹھی کا نگینہ ہاتھ کے اندر یا باہر کی طرف:-

ابن ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو زرعہ سے اس بارے میں اختلاف احادیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے لیکن دائیں ہاتھ میں آپ نے انگوٹھی اکثر استعمال فرمائی ہے۔

رہی یہ بات کہ آپ کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی طرف ہوتا تھا یا باہر کی طرف تو اس سلسلے میں آپ کے دونوں فعل ثابت ہیں البتہ جن احادیث میں نگینے کا اندر کی طرف ہونا مذکور ہے وہ صحیح اور تعداد میں زیادہ ہیں لہٰذا نگینہ اندر کی طرف رکھنا ہی افضل ہوا۔

والحمد للہ رب العلمین



تبییض الصحیفہ

فی مناقب الامام ابی حنیفہ

مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

مولانا محمد عبد الاحد قادری

سید غلام معین الدین نعیمی غفرلہ

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

میں نے یہ رسالہ سیّدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں تالیف کیا ہے اور اس کا نام "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" رکھا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا تذکرہ:

حضرت الخطیب اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ ہم نے قاضی عبد اللہ الحسین بن علی صمیری سے بروایت عمر بن ابراہیم مقری، وکرم بن حنبل بن احمد قاضی سے، وہ احمد بن عبد اللہ شاذان المروزی سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے، بیان کیا کہ شاذان المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان، ملک فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے، وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں گزرا۔ میرے دادا یعنی امام ابو حنیفہ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے، اور ان کے والد حضرت "ثابت" اپنے بچپن کے زمانہ میں سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان کیلئے ان کی اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعا ہمارے حق میں ضرور قبول فرمائی ہے۔ اور نعمان بن مرزبان، حضرت "ثابت" کے والد تھے۔ یہی وہ نعمان ہیں جنہوں نے "نوروز" کے دن سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں "فالودہ" کا تحفہ بھیجا تھا، اس پر فرمایا

ہمارے لیے ہر دن نوروز ہے (نورزولنا کل یوم)۔

حضور اکرم ﷺ کی بشارتیں:

ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بشارت دی کہ:

یوشك ان یضرب الناس اکبارالا بل یطلبون العلم فلا یجدون احداً اعلم من عالم المدینة۔

ترجمہ: ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش کریں گے لیکن مدینہ منورہ کے ایک عالم سے بڑھ کر کسی عالم کو نہ پائیں گے۔

اور ایک حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ بشارت دی کہ

لا تسبو اقریشاً فان عالمها یملأ الارض علماً۔

ترجمہ: قریش کو برا نہ کہو کیوں کہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

اور میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے سیّدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے کہ جسے ابو نعیم (حافظ احمد بن عبد اللہ اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ) نے "الحلیہ" میں بروایت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

لو کان العلم بالثریا لتنا له رجال من ابناء فارس (الحلیه)۔

ترجمہ: اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جوانمردوں میں سے ایک جوانمرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا۔

اور شیرازی "الالقاب" میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو کان العلم معلقاً بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس۔

ترجمہ: اگر علم ثریا پر اٹھ جائے تو مردانِ فارس کی قوم اس تک ضرور پہنچ جائے گی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری و مسلم میں یہ ہیں کہ:

لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال من فارس۔

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردانِ فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے۔

اور صحیح مسلم کے لفظ یہ ہیں کہ:

لو کان الایمان عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ۔

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس پہنچ جائے تو مردانِ فارس کا ایک شخص وہاں تک پہنچ کر اسے ضرور حاصل کر لے گا۔

اور قیس بن سعد کی حدیث ''معجم طبرانی کبیر'' (مؤلفہ امام حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ) میں ان لفظوں کے ساتھ ہے۔

لو کان الایمان معلقاً بالثریا لا تنالہ العرب لنالہ رجال فارس۔

ترجمہ: اگر ایمان ثریا پر پہنچ جائے تو اہل عرب نہ پہنچ سکیں گے' البتہ مردانِ فارس اسے ضرور حاصل کر لیں گے۔

اور معجم طبرانی میں بھی بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا۔

لو کان الدین معلقاً بالثریا لتناولہ ناس من ابناءِ فارس۔

ترجمہ: اگر دین ثریا میں معلق ہو جائے تو یقیناً مردانِ فارس کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے۔

لہٰذا یہ اصل صحیح ہے بشارت کے باب میں اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور فضیلت میں مذکورہ دونوں اماموں کے بارے میں مروی حدیثوں کے مانند اور ہم مثل ہے' اور وضعی خبروں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات:

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے' جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو حدیثیں روایت فرمائی ہیں' ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سات صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔ (۱) سیّدنا انس بن مالک (۲) سیّدنا عبداللہ بن جزءِ الزبیدی (۳) سیدنا جابر بن عبداللہ (۴) سیدنا معقل بن یسار (۵) سیدنا واثلہ بن الاسقع (۶) سیدتنا عائشہ بنتِ عجرد رضی اللہ عنہم پھر یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا انس سے تین حدیثیں' سیدنا ابن جزء سے ایک حدیث' سیدنا واثلہ سے دو حدیثیں' سیدنا جابر سے ایک حدیث' سیدنا عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنتِ عجرد سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔ اور عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔ اور یہ تمام احادیث مرویہ ان طریقوں کے سوا بھی وارد ہوئیں ہیں۔

لیکن حمزہ سہمی فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی ہے۔ البتہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی کو دیکھا'

مگر ان سے کوئی روایت نہیں سنی ہے۔ اور خطیب فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سننے کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

ایک فتویٰ:

اور میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ایک ایسے فتوے پر مطلع ہوا ہوں' جو کہ شیخ ولی الدین عراقی کی طرف سے تھا' استفتاء یہ تھا کہ کیا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے کوئی روایت کی ہے؟ اور کیا ان کا شمار تابعین میں ہے یا نہیں؟ انہوں نے اس کا جو جواب دیا' یہ تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ صحیح نہیں ہے' کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہو' اور بلاشبہ انہوں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ لہٰذا جن حضرات کے نزدیک تابعی ہونے کے لیے صرف صحابی کی رویت کافی ہے' وہ انہیں تابعی گردانتے ہیں' اور جن کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے' وہ انہیں تابعی شمار نہیں کرتے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

اور یہی سوال جب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا' تو انہوں نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ایک جماعت کو پایا ہے' کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے' وہاں اس وقت صحابہ میں سے سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے' اور بالاتفاق ان کا وصال اس کے بعد ہوا ہے' اور اسی زمانہ میں بصرہ میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے' اور ان کا انتقال ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔ اور ابن سعد نے بے تردد سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔ اور ان دونوں صحابہ کے علاوہ بھی بکثرت صحابہ مختلف شہروں میں ان کے بعد زندہ موجود تھے۔ بلاشبہ بعض علماء نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے صحابہ

کرام سے مرویات کے بارے میں رسالے تالیف کیے ہیں' لیکن ان کی اسناد وہاں ضعف سے خالی نہیں ہیں۔

اور یہ بات معتمد ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ کو پایا' اور ان سے ملاقات کی جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور ابن سعد نے ''الطبقات'' میں جو کچھ بیان فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے' کہ طبقہ تابعین میں سے تھے۔ یہ بات بلادِ اسلامیہ کے ہمعصر کسی امام کے لیے ثابت نہیں ہے' خواہ شام میں امام اوزاعی ہوں' یا بصرہ میں امام حماد ہوں' یا کوفہ میں امام ثوری ہوں یا مدینہ منورہ میں امام مالک ہوں' یا مکہ مکرمہ میں مسلم بن خالد زنجی ہوں' یا مصر میں امام لیث ابن سعد ہوں' واللہ اعلم۔ یہ کلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا آخری حصہ ہے۔

ان کی بحث کا خلاصہ یہ کہ یہ بات یا اس کے سوا اور بھی جو باتیں ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی اسناد ضعیف اور غیر صحیح ہیں' مگر ان میں بطلان نہیں ہے۔ اس وقت یہ امر آسان وسہل ہو گیا کہ ہم ان کو بیان کر سکیں' اس لیے کہ ضعیف اسناد کی روایت جائز ہے' اور حسب تصریحات ائمہ ان کا اطلاق و بیان درست ہے۔ اسی بناء پر ہم ان کی ایک ایک حدیث بیان کرتے اور ان پر بحث و کلام کرتے ہیں۔

مروی احادیث پر بحث:

(ا) حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف میں فرماتے ہیں کہ ہم سے ''بالا اسناد'' بروایت امام ابو یوسف' سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔

ترجمہ: علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۲) اور انہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

الدال علی الخیر کفاعله

ترجمہ: نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کے ہی مانند ہے۔

(۳) انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ یحب اغاثة اللھفان

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ غمزدہ کی دعا کو پسند فرماتا ہے۔''

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی اسناد میں ایک راوی احمد بن الصلت بن المغلس (جو کہ جبارہ بن مغلس فقیہ کے بھائی کا فرزند ہے) مجروح واقع ہے۔ اگرچہ پہلی حدیث کا متن و الفاظ مشہور ہے' چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اور حافظ جمال الدین المزی ایسی سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس سے مرتبہ ''حسن'' کو یہ حدیث پہنچ جاتی ہے۔ لیکن میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ صحیح کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ میں اس حدیث کو تقریباً پچاس ۵۰ طرق کے ساتھ جانتا ہوں' اور ان طرق کو میں نے ایک رسالہ میں جمع بھی کر دیا ہے۔

اب رہی دوسری حدیث' تو اس کا متن و الفاظ صحیح ہے' اور ایک جماعت صحابہ سے یہ وارد ہے' اور اس کی اصل ''صحیح مسلم'' میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے

ساتھ ان لفظوں سے مروی ہے کہ۔

من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله۔

ترجمہ: جس نے کسی نیک کام کی طرف راہنمائی کی اس کے لیے اس کے کرنے والے کے برابر ثواب ہے۔

اور تیسری حدیث کا متن صحیح ہے' اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کی روایت میں وارد ہے اور اس کی تصحیح الضیاء المقدسی (المتوفی ۶۴۳ھ) نے ''المختارہ'' میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما سے ''بالا اسناد'' روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱) دع ما یریبك الی ما لا یریبك۔

ترجمہ: جو تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس طرف ہو' جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اور انہی حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

(۲) لا تظهر الشماتة لاخیك فیعافیه الله ویبتلیك۔

ترجمہ: اپنے بھائی کو شرمندہ کرنے والی بات کو ظاہر نہ کر' تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت دے کہ وہ تجھے ایسی بات میں مبتلا فرمائے۔

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا متن صحیح ہے' اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ مروی ہے' اور اس کی تصحیح امام ترمذی' ابن حبان' حاکم اور الضیاء مقدسی نے سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی حدیث سے کی ہے۔

اور دوسری حدیث کو امام ترمذی نے انہی حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ نقل کر کے اس کو مرتبہ ''حسن'' میں رکھا ہے۔ اور اس کی شہادت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ بروایت ابو داؤد طیالسی' امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ''بالاسناد'' نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا' اور ۹۴ھ میں کوفہ میں سیدنا عبد اللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ (صحابی) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کو دیکھا' اور ان سے سماعت کی اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی۔ میں نے جو سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حبك الشئی یعمی و یصم۔

ترجمہ: تجھے کسی چیز کی محبت اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ یہ بات تو اس جگہ بہت ہی بعید ہے کہ کوئی کہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن انیس جہنی رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں ان کا انتقال ۵۴ھ میں سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے بہت پہلے ہو چکا ہے۔ حالانکہ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نام کے پانچ صحابی تھے' ممکن ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جس حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت لی ہو' وہ ان پانچوں میں سے مشہور صحابی جہنی کے سواء کوئی اور ہوں۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہما سے ''بالاسناد'' روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے سنا ہے کہ

من بنی للہ مسجداً ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ له بیتاً فی الجنة۔

ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے تعمیر مسجد میں حصہ لیا اگرچہ بہت مختصر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے بلکہ متواتر ہے۔ اور اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدتنا عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکله ولا احرمه۔

ترجمہ: روئے زمین پر اللہ کا بہت بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں، میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے اور اسے ابو داؤد نے سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے اور اس کی تصحیح "الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ" نے "المختارہ" میں کی ہے۔

تابعین و تبع تابعین سے مرویات امام کا تذکرہ:

حافظ جمال الدین المزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان مشائخ سے روایتیں اخذ فرمائی ہیں: (۱) حضرت ابراہیم بن المنتشر (۲) اسماعیل بن عبد المالک بن ابی الصفیر (۳) جبلہ بن سحیم (۴) ابو ہند الحارث بن عبد الرحمٰن الحمدانی (۵)

الحسن بن عبید اللہ (۶) الحکم بن عتیبہ (۷) حماد بن ابی سلیمان (۸) خالد بن علقمہ (۹) ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن (۱۰) زبید الیامی (۱۱) زیاد بن علاقہ (۱۲) سعید بن مسروق ثوری (۱۳) سلمہ بن کہیل (۱۴) سماک ابن حرب (۱۵) ابی روبہ شداد بن عبد الرحمٰن (۱۶) شیبان ابن عبد الرحمٰن نحوی' اور یہ آپ کے ہم زمانہ ہیں۔ (۱۷) طاؤس بن کیسان (۱۸) طریف بن سفیان سعدی (۱۹) ابوسفیان طلحہ بن نافع (۲۰) عاصم بن کلیب (۲۱) عامر شعبی (۲۲) عبد اللہ بن ابی حبیبہ (۲۳) عبد اللہ بن دینار (۲۴) عبد الرحمٰن بن ہر مزا عرج (۲۵) عبد العزیز بن رفیع (۲۶) عبد الکریم بن مخارق بن ابی امیہ بصری (۲۷) عبد المالک بن عمیر (۲۸) عدی بن ثابت انصاری (۲۹) عطا بن ابی رباح (۳۰) عطا بن سائب (۳۱) عطیہ بن سعد عوفی (۳۲) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۳۳) علقمہ بن مرشد (۳۴) علی بن اقمر (۳۵) علی بن حسن زراد (۳۶) عمرو بن دینار (۳۷) عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (۳۸) قابوس بن ابی ظبیان (۳۹) قاسم بن معن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود (۴۰) قتادہ ابن دعامہ (۴۱) قیس بن مسلمہ جدلی (۴۲) محارب بن دثار (۴۳) محمد بن زبیر حنظلی (۴۴) محمد بن سائب قلبی (۴۵) ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (۴۶) محمد بن قیس ہمدانی (۴۷) محمد بن مسلم بن شہاب زہری (۴۸) محمد بن منکدر (۴۹) مخول بن راشد (۵۰) مسلم بطین (۵۱) مسلم ملائی (۵۲) معن ابن عبد الرحمٰن (۵۳) مقسم (۵۴) منصور بن معتمر (۵۵) موسیٰ ابن ابی عائشہ (۵۶) ناصح بن عبد اللہ محلمی (۵۷) نافع مولیٰ ابن عمر (۵۸) ہشام ابن عروہ (۵۹) ابوغسان ہیثم بن حبیب صراف (۶۰) ولید بن سریع مخزومی (۶۱) یحییٰ بن سعید انصاری (۶۲) ابی حجیہ یحییٰ بن عبد اللہ کندی (۶۳) یحییٰ بن عبد اللہ جابر (۶۴) یزید بن صہیب فقیر (۶۵) یزید بن عبد الرحمٰن کوفی (۶۶) یونس بن عبد اللہ بن ابی جہم (۶۷) ابو خباب کلبی (۶۸) ابو حصین اسدی (۶۹) ابو زبیر مکی (۷۰) ابو سوار "بقول بعض

ابوالسوداء سلمٰی" (۷۱) ابو عون ثقفی (۷۲) ابو فروہ (۷۳) ابو معبد مولیٰ حضرت ابن عباس (۷۴) ابو یعفور عبدی رضی اللہ عنہم۔

سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ:

سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان حضرات نے شرفِ تلمذ حاصل کر کے روایاتِ حدیث حاصل کیں۔ (۱) ابراہیم بن طہمان (۲) ابیض بن اغر بن صباح منقری (۳) اسباط بن محمد قرشی (۴) اسحاق بن یعقوب ازرق (۵) اسد بن عمرو بجلی (۶) اسماعیل بن یحییٰ صیرفی (۷) ایوب بن ہانی جدلی (۸) جارود بن یزید نیشاپوری (۹) جعفر بن عون (۱۰) حارث بن نبہان (۱۱) حبان بن علی غزی (۱۲) حسن بن زیاد لولوی (۱۳) حسن بن فرات قزاز (۱۴) حسین بن حسن بن عطیہ عونی (۱۵) جعفر بن عبد الرحمٰن بلخی قاضی (۱۶) حکام بن سلم رازی (۱۷) ابو مطیع حکم بن عبد الرحمٰن بلخی (۱۸) حماد بن امام ابو حنیفہ (۱۹) حمزہ بن حبیب زیات (۲۰) خارجہ بن مصعب سرخسی (۲۱) داؤد بن نصیر طائی (۲۲) ابو الہذیل زفر بن ہذیل تمیمی (۲۳) زید بن حباب عسکلی (۲۴) سابق رقی (۲۵) سعد بن الصلت قاضی شیراز (۲۶) سعد بن ابی الجہم قابوسی (۲۷) سعید بن سلام بن ہیفاء عطاء بصری (۲۸) سلم بن سالم بلخی (۲۹) سلیمان بن عمر النخعی (۳۰) سہل بن مزاحم (۳۱) شعیب بن اسحاق دمشقی (۳۲) صباح بن مہارب (۳۳) صلت بن حجاج کوفی (۳۴) ابو عاصم ضحاک بن مخلد

(یہ اکابر تلامذہ اور اصحاب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں سے ہیں' اور امام بخاری کے مشہور شیوخ میں سے ہیں' بخاری میں ان سے بکثرت روایات ہیں) (۳۵) عامر بن فرات قسری (۳۶) عائذ بن حبیب (۳۷) عباد بن عوام (۳۸) عبد اللہ بن مبارک (۳۹) عبد اللہ بن یزید مقری (۴۰) عبد الحمید بن عبد الرحمٰن حمانی (۴۱) عبد الرزاق بن

ہمام (۴۲) عبد العزیز بن خالد ترمذی (۴۳) عبد الکریم بن محمد جرجانی (۴۴) عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی داؤد (۴۵) عبد الوارث بن سعید (۴۶) عبید اللہ بن عمر رقی (۴۷) عبد اللہ بن موسیٰ (۴۸) عتاب بن محمد بن شوذان (۴۹) علی بن ظبیان کوفی قاضی (۵۰) علی بن عاصم واسطی (۵۱) علی بن مسہر (۵۲) عمرو بن محمد عنقزی (۵۳) ابوقطن عمرو بن ہیثم قطعی (۵۴) ابونعیم فضل بن دکین (یہ بزرگ بھی اکابرِ شیوخِ امام بخاری میں سے ہیں) (۵۵) فضل بن موسیٰ سینانی (۵۶) قاسم بن حکم عرنی (۵۷) قاسم بن معن مسعودی (۵۸) قیس بن ربیع (۵۹) محمد بن ابان عنبری (۶۰) محمد بن بشیر عبدی (۶۱) محمد بن حسن ابن انس صغانی (۶۲) محمد بن حسن شیبانی (۶۳) محمد بن خالد وہبی (۶۴) محمد بن عبد اللہ انصاری (۶۵) محمد بن فضل بن عطیہ (۶۶) محمد بن قاسم اسدی (۶۷) محمد بن مسروق کوفی (۶۸) محمد بن یزید واسطی (۶۹) مروان بن سالم (۷۰) مصعب بن مقدام (۷۱) معافی بن عمران موصلی (۷۲) مکی بن ابراہیم بلخی (ائمہ صحاح ستہ نے ان سے احادیث کی روایتیں لیں ہیں اور امام بخاری کی ثلاثیات کی اکثر روایتیں انہی سے ہیں) (۷۳) ابوسہل نصر بن عبد الکریم بلخی المعروف بہ صیقل (۷۴) نصر بن عبد الملک عتکی (۷۵) ابو غالب نضر بن عبد اللہ ازدی (۷۶) النضر ابن محمد مروزی (۷۷) نعمان بن عبد السلام اسبہانی (۷۸) نوح بن دراج قاضی (۷۹) ابوعصمہ نوح ابن مریم (۸۰) ہریم بن سفیان (۸۱) ہوذہ بن خلیفہ (۸۲) ہیاج بن بسطان برجمی (۸۳) وکیع بن جراح (۸۴) یحییٰ بن ایوب مصری (۸۵) یحییٰ بن نصر بن حاجب (۸۶) یحییٰ بن یمان (۸۷) یزید بن زریع (۸۸) یزید بن ہارون (۸۹) یونس بن بقیر شیبانی (۹۰) ابو اسحاق فزاری (۹۱) ابو حمزہ سکری (۹۲) ابوسعد صاغانی (۹۳) ابوشہاب حناط (۹۴) ابومقاتل سمرقندی (۹۵) قاضی ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حصول علم کے لیے مشورہ:

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے تحصیل علم کا ارادہ کیا' تو علوم کو اختیار کرنے' اور اس کے عواقب وانجام کے بارے میں لوگوں سے استصواب کیا۔ اس پر کسی نے مجھ سے کہا کہ تم قرآن کی تعلیم حاصل کرو۔ میں نے کہا جب میں قرآن پڑھ لوں اور اسے حفظ کرلوں' تو پھر اس کے بعد کیا ہو؟ انہوں نے کہا' پھر مسجد میں بیٹھ کر بچوں اور نوعمروں سے قرآن سنو۔ پھر انہیں ڈھیل نہ دو کہ وہ تم سے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہوکر نکلیں اور تمہارا دبدبہ جاتا رہے پھر میں نے کہا' اگر میں حدیث کی سماعت کروں' اور اس کو لکھوں' یہاں تک کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ کوئی دوسرا حافظ حدیث نہ ہو تو؟ تو انہوں نے کہا' جب تم بوڑھے اور کمزور ہو جاؤ گے تو تم حدیثیں سناؤ گے اور بچے اور کمسن تمہارے پاس جمع ہو جائیں گے' اس وقت تم غلطی سے محفوظ نہ رہو گے' اور لوگ ''کذب'' سے متہم کرنے لگیں گے' یہ بات بعد والوں کے لیے آپ پر موجب عار ہو گی۔ میں نے کہا' میرے لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا' کیا تم ''علم نحو'' سیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا' جب میں نے نحو اور زبان عرب سیکھ لی' تو اس کے بعد میرے لیے کیا ہوگا؟ تو انہوں نے کہا' تم استاد بن کر ایک سے تین اشرفی تک کما سکتے ہو۔ میں نے جواب دیا' یہ بات آخرت کے لیے کوئی سودمند نہیں۔ پھر کہا گیا کہ شعر گوئی کرو! میں نے جواب دیا' اگر میں شعر و سخن میں غور وفکر کرکے ایسا کمال

حاصل کر لوں کہ کوئی میرے مقابل نہ ہو تو اس میں مجھے کیا فائدہ؟

انہوں نے کہا' لوگ تمہاری تعریف کریں گے' کاندھوں پر اٹھائیں گے' دور دراز سواریوں پر لے جائیں گے' خلعت فاخرہ پہنائیں گے' اور اگر ہجو و مذمت کی' تو عصمت مآبوں پر تہمت لگاؤ گے میں نے جواب دیا' مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر میں نے ایک سوال کے جواب میں کہا' اگر میں علم کلام یعنی منطق و فلسفہ میں غور و فکر کروں' تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا' جس نے بھی علم کلام میں غور و فکر کیا ہے وہ بدگوئیوں سے محفوظ نہیں رہا ہے' یہاں تک کہ اسے زندیق تک کہا گیا ہے' چنانچہ کسی کو پکڑ کر قتل کیا گیا' اور کوئی ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا' اگر میں علم فقہ حاصل کروں تو؟ انہوں نے کہا' لوگ تم سے سوال کریں گے' فتویٰ طلب کریں گے' اور عدل و انصاف چاہیں گے' اگرچہ تم نوجوان ہو' میں نے کہا' اس سے بڑھ کر کوئی علم سودمند نہیں ہے' لہٰذا میں نے فقہ پر استقامت کر لی' اور اسے سیکھنے لگا۔

امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت

خطیب بغدادی بروایت امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا' میں نے کلام یعنی منطق و فلسفہ میں اتنا کمال حاصل کیا کہ لوگ میری طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے' اور میں حضرت امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں ان کے نزدیک بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک عورت آئی' اس نے کہا' میرے مرد کی ایک عورت (یعنی اور بیوی بھی) ہے' وہ چاہتا ہے کہ سنت کے مطابق اسے طلاق دے دے۔ بتائیے کہ وہ کیسے طلاق دے؟

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا تھا کہ میں اس کا کیا جواب دوں۔ لہٰذا میں نے اس عورت سے کہا کہ یہ مسئلہ تم امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرو اور

جو وہ جواب دیں مجھے بتاؤ۔ چنانچہ اس نے امام حماد سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا' مرد عورت کو ایسے طہر (عدم حیض) کی حالت میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو پھر اس سے علیحدگی رکھے' یہاں تک کہ وہ دو حیض سے فارغ ہو کر غسل کر لے' اس کے بعد وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے لئے حلال ہو جائے گی۔ چنانچہ اس عورت نے واپس آ کر مجھے یہ جواب بتایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا' کلام یعنی منطق فلسفہ میرے لیے بیکار ہے۔ اور اپنی جوتیاں اٹھا کر حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہونے کو لازم کر لیا' میں ان سے مسائل کو سنتا اور یاد رکھتا۔ جب دوسرے دن ان کو سناتا تو مجھے وہ مسائل خوب محفوظ ہوتے' اور دیگر ساتھیوں میں غلطی ہوتی اس وقت حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' کوئی بھی شاگرد بجز ابوحنیفہ کے میرے سامنے میرے حلقہ کے شروع میں نہ بیٹھے۔ میری یہ مصاحبت دس سال تک رہی۔ پھر میرے دل نے مجھ سے اسرار کیا کہ ''کیوں نہ اپنا سکہ جمایا جائے' اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنا جداگانہ حلقہ تلامذہ بنا کر بیٹھا جائے''۔ چنانچہ یہ عزم لے کر ایک رات وہاں سے نکلا کہ اپنا حلقہ علیحدہ بناؤں' چنانچہ جب میں جدا ہو کر مسجد میں آیا' تو مجھے خیال آیا کہ ان سے جدائی اور علیحدگی اچھی نہیں ہے۔ پھر میں لوٹ آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اسی رات حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بصرہ میں کسی ایسے عزیز کے انتقال کی خبر مرگ آئی' جس نے ترکہ میں مال چھوڑا تھا' اور ان کے سوا کوئی اور اس کا وارث نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی جگہ ان کی واپسی تک بیٹھوں۔ اب میں نے علیحدگی کا ارادہ ترک کر دیا' یہاں تک کہ اس دوران میں ایسے مسائل میرے سامنے آئے جن کو میں نے سنا بھی نہیں تھا' میں ان کا جواب دیتا' اور ان جوابات کو اپنے پاس لکھ کر رکھ لیتا۔ وہ دو مہینوں تک اپنی مجلس سے غائب رہے۔ پھر جب وہ تشریف لائے' تو میں نے وہ مسائل جو کہ تقریباً ساٹھ تھے' ان کے ملاحظہ میں پیش کیے۔ انہوں نے چالیس

۴۰ مسئلہ میں تو میری موافقت کی' اور بیس مسئلوں میں میری مخالفت کی' اس وقت میں نے اپنے دل میں عزم بالجزم کر لیا کہ زندگی بھر ان کی مجلس سے جدا نہ ہونگا چنانچہ جب تک وہ حیات رہے میں ان سے جدا نہ ہوا۔

اٹھارہ سال استاذ کی صحبت میں:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت احمد بن عبد اللہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بصرہ میں یہ گمان لے کر آیا کہ اب میں ہر مسئلہ کا جواب دے سکتا ہوں۔ وہاں لوگوں نے مجھ سے ایسے مسائل دریافت کیے جن کا جواب مجھے نہ آتا تھا' اس وقت میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ زندگی بھر حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے جدا نہ ہوں گا' چنانچہ میں ان کی صحبت میں اٹھارہ سال رہا۔

عجیب و غریب خواب:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت ابو یحییٰ حمانی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک دن میں نے ایسا خواب دیکھا جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو کھود رہا ہوں۔ پھر بصرہ آیا تو میں نے ایک شخص سے کہا کہ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر اس خواب کی تعبیر لاؤ۔ اس نے جا کر دریافت کیا' انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو پرکھ رہا ہے اور ان کی جستجو کر رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت ابو وہب محمد بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا' اگر اللہ عزوجل میری مدد و اعانت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ نہ کرتا' تو میں عام لوگوں کی مانند ہوتا۔

مجلس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر مجلس سود مند نہیں:

حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت حجر بن عبدالجبار روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے کہا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہو؟ کہا یقیناً امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس سود مند نہیں ہے۔ پھر قاسم نے اس سے کہا آؤ یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف چلو۔ چنانچہ جب وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آئے' تو وہ جم کر بیٹھ گئے ان سے کہا کیا ان کی مثل کسی اور کو دیکھا ہے؟ کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بہت نیک و پارسا اور سخی تھے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کی نظر میں مقام امام اعظم رضی اللہ عنہ:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت احمد بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی محمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا' کہ کسی نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا آپ سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تم سے کہے' کہ یہ سواری سونے کی ہے' تو وہ دلائل قائم کر کے ثابت کر سکتا ہے کہ یہ سواری سونے کی ہے۔

وصال پر ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت روح بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ۱۵۰ھ میں موجود تھا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی' تو انہوں نے

"انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھ کر فرمایا "ایک سراپا علم جاتا رہا"۔

سب سے زیادہ فقیہ:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت ضرار بن صرد نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ کسی نے یزید بن ہارون سے پوچھا' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ ہیں' یا حضرت سفیان؟ فرمایا حضرت سفیان زیادہ حافظ حدیث ہیں' اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ!

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ' ابو وہب بن مزاحم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار کو' اور سب سے زیادہ پارسا کو' اور سب سے زیادہ عالم کو' اور سب سے زیادہ فقیہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ عبادت گذار حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ ہیں' اور سب سے زیادہ پارسا حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ہیں' اور سب سے زیادہ عالم حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں' اور سب سے زیادہ فقیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں پھر فرمایا میں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

خطیب بغدادی' ابوالوزیر مزوری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور

حضرت سفیان مجتمع ہو جائیں' تو پھر کون ہے' جو ان کے مقابل کوئی فتویٰ لا سکے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ' علی بن حسن بن شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی مسئلہ پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان کا اجتماع ہو جائے تو وہی میرا قول ہو جاتا ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ' عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے کسی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ وہ کہے کہ یہ میری اور خطیب بغدادی' بشر بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں اخذ حدیث کو قصد کرتا' تو حضرت سفیان کے پاس جاتا' اور جب اس کی باریکیوں کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا۔

ایک دوسرے کا احترام:

محمد بن بشر سے خطیب بغدادی' نقل کرتے ہیں کہ جب میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان کے پاس سے ایک دوسرے کی خدمت میں حاضر ہوتا' تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجھ سے فرماتے تم کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا حضرت سفیان کے پاس سے! تو فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آ رہے ہو جو اگر علقمہ اور اسود بھی ان کے پاس آ جائیں' تو وہ دونوں بھی ان کی ہی مانند حجت لائیں۔ پھر اگر حضرت سفیان کے پاس آتا' تو وہ دریافت فرماتے کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ تو میں کہتا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے! تو وہ فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آ رہے ہو' جو روئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ ہے۔

میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن زبان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے بصریو! تم مجھ سے زیادہ نیک و پارسا ہو' اور میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں۔ اور ابونعیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل میں غوطہ زن رہنے والے شخص تھے۔

تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کریں:

محمد بن سعد کاتب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن داؤد خریبی سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا' تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا' امام صاحب نے مسلمانوں کے لیے سنن و فقہ کی حفاظت فرمائی ہے۔

سب سے بڑے عالم:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ' احمد بن محمد بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شداد بن حکیم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ خطیب' اسماعیل بن محمد فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (جو اکابر شیوخ امام بخاری میں سے ہیں' اور ان سے اکثر ثلاثیات بخاری مروی ہیں) سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ امام صاحب "اعلم اہل زمانہ" تھے۔

صاحب الرائے:

خطیب' یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا

خدا ہم سے جھوٹ نہ بلائے ہم نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ صائب الرائے کسی کو نہیں سنا' اور ہم نے ان کے بہت سے اقوال کو اختیار کیا ہے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ یحییٰ ابن سعید فتوے میں کوفیوں کے مذہب کو اختیار کرتے تھے۔ اور انہی کے اقوال میں سے کسی قول کو مختار ٹھہراتے تھے' اور ان کے (اجتہاد) کو اپنے شاگردوں کے درمیان اتباع کرتے تھے۔

فائدہ از مترجم:

"خلاصۃ تذہیب التہذیب" میں ہے کہ امام یحییٰ بن سعید قطان بصری حافظ الحدیث اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے قابل حجت شخص تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ان کا ہم مثل نہیں دیکھا۔ محمد بن بشار فرماتے ہیں امام یحییٰ بن سعید امام اہل زمانہ تھے۔ لہٰذا ان دونوں حضرات کے شواہد سے معلوم ہوا کہ امام یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ائمہ محدثین میں سے ایک جلیل القدر امام اصحابِ صحاح ستہ کے شیوخ میں سے قابل حجت شخص ہیں' وہ بھی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکثر اقوال و اجتہاد کو اپنا مذہب مختار گردانتے تھے۔ (فافہم مترجم غفرلہٗ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت خطیب' ربیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فرزندی میں ہیں۔

اور یہی خطیب بغدادی' حرملہ بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمام لوگ ان پانچ شخصوں کی فرزندی میں ہے' لہٰذا جو فقہ میں تجری اور مہارت کا ارادہ کرتا ہے' وہ امام ابو

حنیفہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فرزندی میں ہے' کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان اشخاص میں سے ہیں جن کے لیے فقہ میں موافقت تھی۔ اور جو شعر گوئی میں ملکہ چاہتا ہے' وہ زہیر بن ابی سلمٰی کی فرزندی پر ہے اور جو مغازی میں کمال علم کا خواست گار ہے وہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی فرزندی پر ہے۔ اور جو علم نحو میں مہارت چاہتا ہے' وہ امام کسائی نحوی رحمۃ اللہ علیہ کی فرزندی میں ہے اور جو تفسیر قرآن میں کمال دسترس کا خواہاں ہے' وہ مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی فرزندی میں ہے۔

ایک رکعت میں ختم قرآن:

خطیب بغدادی' حماد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمرو کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حفظ قرآن کے بعد چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے' اور عام راتوں میں دستور تھا کہ نماز کی پہلی رکعت میں پورا قرآن تلاوت کرتے تھے۔ اور اس میں ان کی گریہ و زاری ایسی سنائی دیتی تھی کہ ہمسائے ان پر ترس کھا جاتے تھے اور جس مقام پر انہوں نے انتقال فرمایا اس جگہ ستر ہزار مرتبہ قرآن کریم حافظہ سے ختم فرمایا ہے۔

خطیب بغدادی' امام حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب میرے والد ماجد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی تو مجھ سے حسن ابن ابی عمارہ نے آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی' چنانچہ انہوں نے غسل دے کر کہا: "یرحمك اللہ و غفرلك" آپ نے تیس سال سے نہ تو افطار کیا' اور نہ چالیس سال سے راتوں میں داہنے ہاتھ کو تکیہ تک بنایا۔ یقیناً آپ نے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا' اور قراء قرآن کو (جو راتوں کو سوتے ہیں) رسوا کر دیا۔

شب بیداری:

خطیب بغدادی' امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں (اپنے استاذ) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص کو دوسرے سے کہتے سنا کہ یہ وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں' جو رات کو سوتے نہیں ہیں' امام صاحب نے فرمایا' خدا کی قسم! میرے متعلق ایسی بات نہ کہو جسے میں کرتا نہیں ہوں۔ حالانکہ آپ رات کو نماز' دُعا' اور گریہ وزاری سے زندہ رکھتے تھے۔

خطیب بغدادی' حفص بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے مسعر بن کدام کو کہتے سنا ہے کہ ایک رات میں مسجد میں داخل ہوا' تو دیکھا ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے' میں نے اس کی قرأت کو غور سے سنا' یہاں تک کہ قرآن کا ساتواں حصہ ختم کر لیا۔ پھر میں نے گمان کیا کہ شائد اب رکوع کریں مگر اس نے آگے پڑھنا شروع کر دیا' یہاں تک کہ تہائی پھر نصف تک پورا ہو گیا' وہ شخص برابر قرأت میں مصروف رہا' یہاں تک کہ ایک رکعت میں مکمل قرآن ختم کر لیا۔ اس کے بعد جب میں اس پر نظر ڈالی' تو پتہ چلا یہ تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

خطیب بغدادی' خارجہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا' ایک رکعت میں ختم قرآن چار اماموں نے کیا ہے۔ (۱) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۲) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ (۳) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ (۴) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔

خطیب' یحیٰی بن نصر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بسا اوقات ماہِ رمضان مبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ورع اور تقویٰ:

خطیب بغدادی' حبان بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں کوفے میں آیا' تو میں نے لوگوں سے سب سے متورع اور پارسا شخص کے بارے میں پوچھا' وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا' امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

تمام قیمت خیرات کردی:

خطیب' علی بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حفص ابن عبدالرحمٰن تجارت میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شریک تھے' آپ نے کچھ سامانِ تجارت دے کر ان کو بھیجا' اور انہیں بتا دیا کہ فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے' لہٰذا جب تم فروخت کرو' تو بتا دینا۔ چنانچہ حفص نے وہ تمام مال فروخت کر دیا' اور اس عیب کو بتانا خریدار کو بھول گئے' اور یہ بھی نہ جانتے تھے کہ وہ تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا' تو آپ نے مالِ تجارت کی تمام رقم کو صدقہ کر دیا۔

خطیب' حامد بن آدم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا' میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا' میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ متورع کسی کو نہیں دیکھا۔

خطیب عبیداللہ بن عمرو رقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ابن ہبیرہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کوفہ کی قضاء کے بارے میں گفتگو کی' تو آپ نے ان سے انکار فرما دیا۔

اور یہ بھی خطیب' مغیث بن بدیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا' خارجہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ وقت منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم عطا کرنے کی پیشکش کی اور انہیں ان کے لینے کے لیے بلایا' تو انہوں

نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا' یہ شخص ایسا ہے کہ اگر میں اسے نہ لوں' تو غضبناک ہو جائے گا' اور اگر پیشکش کو قبول کرلوں' تو وہ میرے دین میں دخل انداز ہو جائے گا' جسے میں ناپسند کرتا ہوں' اس پر میں نے کہا آپ کے سامنے ایک عظیم رقم کی پیش کش ہے' جب وہ آپ کو اسے لینے کے لیے بلائے' تو آپ فرمادیں کہ میں امیر المومنین سے کوئی آرزو نہیں رکھتا ہوں۔ چنانچہ جب آپ کو بلایا گیا کہ اسے آ کر قبول فرمائیں' تو آپ نے یہی جواب دیا۔ جب خلیفہ کے پاس خبر پہنچی' تو اس نے آپ کو قید کر دیا۔ خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ امام صاحب اپنے کسی معاملہ میں میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

سب سے زیادہ افضل اور متورع:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ' محمد بن عبد الملک دقیقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۶ھ از کبار شیوخ بخاری و اصحاب الصحاح الستہ) سے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں' لیکن کسی کو بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عاقل' افضل اور متورع نہیں پایا۔ (مقام غور ہے کہ حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ' مشہور حفاظ حدیث کے چوٹی کے افراد میں سے ہیں' وہ آپ کی کیسی مدح فرماتے ہیں اور اپنے زمانہ کے تمام اکابر علماء اعلام سے افضل و بلند کہتے ہیں۔ (مترجم)

سب سے مکرم:

خطیب' محمد بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے کہ جن کی فراست ان کی گفتگو' چلنے اور آنے جانے سے ظاہر ہوتی تھی۔ اور یہی خطیب' حجر بن عبد الجبار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں

نے فرمایا' امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجلسوں میں بکرم نہیں دیکھا' اور نہ اپنے ساتھیوں' شاگردوں کا اعزاز واکرام کرتے ہوئے ان سے بڑھ کر دیکھا۔

ایک رافضی کی موت:

خطیب بغدادی' حضرت اسماعیل بن حماد بن امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا' ہمارے پڑوس میں ایک پسنہار رافضی رہتا تھا' اس کے دو خچر تھے ایک کو ابوبکر اور دوسرے کو عمر کے نام سے پکارتا تھا' ایک رات اس نے ایک کے برچھا مارا' اور وہ مر گیا' جب اس کی خبر امام صاحب کو ہوئی' فرمایا دیکھو اس نے جس خچر کو برچھا مار کر ہلاک کر دیا' وہ اسے عمر پکارتا تھا۔ چنانچہ جب لوگوں نے جا کر دیکھا' تو ایسا ہی تھا۔

مذمت کرنے والے سے حسن سلوک:

خطیب' سلیمان بن ابی سلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مساور الوراق (شاعر) نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں کچھ اشعار کہے۔ پھر جب امام صاحب کی اس سے ملاقات ہوئی' فرمایا تو میری مذمت میں کچھ اشعار کہے مگر میں تجھ سے راضی ہوں' اور اس کے بعد کچھ درہم اس کے پاس بھیج دیئے' پھر اس نے کہا۔

اذا ما اهل مصر ما دهونا — بداهية من الفتيا لطيفة

اتينا هم بمقياس صحيح — صليب من طراز ابى حنيفة

اذا سمع الفقيه به حواه — واثبته بحبر فى صحيفة

ترجمہ: جب اہل شہر پر ذلتیں دراز ہو جائیں' اور باریک ولطیف فتاوے سے ڈرنے لگیں تو ہم تمہارے سامنے صحیح معیار پیش کرتے ہیں' جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طریقہ سے بھی سخت تر ہے جب کوئی

فقیہ کسی معروضات کو سنتا ہے تو جہاں اسے وہ اپنے صحیفوں میں لکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں اشعار:

خطیب، محمد بن احمد بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے میرے دادا نے کہا ہے کہ میرے کچھ ساتھیوں نے میرے پاس حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار لکھ کر بھیجے جس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی انہوں نے مدح وتعریف کی ہے۔

رأیت ابا حنیفه کل یوم ... یزید تبالة و یزید خیراً
وینطق بالصواب و یصطیفه ... اذا ما قال اهل الجور جوراً
یقایس من یقایسه بلب ... فمن ذا یجعلون له نظیراً
کفانا فقه حمادٍ و کانت ... مصیبتنا به امراً کبیراً
فرد شماتة الاعداء عنا ... و ابدی بعده علماً کثیراً
رأیت ابا حنیفه حین یؤتی ... و یطلب علمه بحراً غزیراً
اذا ما المشکلات تدافعتنا ... رجال العلم کان بها بصیراً

ترجمہ: ہر دن یہی دیکھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ فہم و خیر کی زیادتی میں ہی ہیں۔ وہ صحیح اور درست بات ہی فرماتے ہیں جبکہ ظالم لوگ ظلم کی بات کرتے ہیں۔ قیاس کرنے والا تو عقل ہی کے ذریعے قیاس کرتا ہے تو کون ہے جو ان کا نظیر بن سکے ہمیں صرف امام حماد کا فقہ ہی کافی ہے ہماری اگرچہ مصیبتیں بہت زیادہ ہیں۔ دشمنوں کے استہزاء کو دور کر کے ہم نے ان کے بعد علم وافر پھیلایا۔ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جب وہ

دینے پر آتے' اور کوئی ان سے طلبِ علم کرتا تو وہ بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ جب انہوں نے ہماری تمام مشکلیں دور کر دیں' تو شائقینِ علم نے ان کو صاحبِ بصیرت مانا۔"

جاہل ہی امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حسد کرتے ہیں:

خطیب بغدادی' امام ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عام لوگ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جاہل' اور ان سے حسد کرتے ہیں۔

انہی سے یہ بھی منقول ہے کہ لوگ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں حاسد اور جاہل ہیں۔ اور ان میں سے وہ لوگ میرے نزدیک اچھے ہیں' جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات سے ناواقف جاہل ہیں۔

ہم سے پہلے بھی صاحب فضیلت پر حسد کیا گیا:

خطیب بغدادی' بروایت امام عبد العزیز بن ابی داؤد وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو ان کو میں نے متفکر اور پریشان دیکھا' مجھ سے فرمایا کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا امام شریک کے پاس سے' اور میں نے خیال کیا شائد آپ کے پاس کوئی بری خبر پہنچی ہے پھر آپ نے سر اٹھا کر یہ اشعار فرمائے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائم ھم
قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا
فدام لی ولھم مابی وما بھم
ومات اکثرنا غیظاً بھا مجدوا

ترجمہ: اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان کو ملامت نہیں کرتا' مجھ سے پہلے اہل فضیلت پر بھی حسد کیا گیا ہے وہ اور کریں اور اپنے اپنے کاموں میں ہمیشہ رہیں' ہم میں سے بہت غصہ میں مر جائیں گے مگر وہ نہ پاسکیں گے جسے وہ چاہتے ہیں۔

ان کے مقابلہ میں کوئی نہیں:

خطیب بغدادی' احمد بن عبد رحمۃ اللہ علیہ قاضی رے سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' وہاں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو چل پڑی' ان میں سے کسی نے کہا ہم انہیں کچھ نہیں سمجھتے' تو انہوں نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے' تو ان کے گرویدہ ہو جاؤ گے' میں ان کے مقابلہ میں نہ تو تمہیں' اور نہ کسی اور کو کچھ سمجھتا ہوں' کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

اقلو علیھم ویلکم لا ابالکم

من اللوم او سدو المکان الذی سدوا

ترجمہ: ان میں سے بہت کم ہو گئے' تمہارے لئے ہی خرابی ہے' مگر مجھے ملامت کی کوئی پروا نہیں' یا درست کرنے والا جہاں کہیں بھی ہو۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ اخذ مسائل کا طریقہ:

خطیب' بغدادی' یحییٰ بن ضریس سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا' میں نے حضرت سفیان سے سنا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا' اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں' پھر اگر مجھے اس میں مسئلہ نہیں ملتا تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کرتا ہوں' پھر جب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دستیاب نہیں ہوتا' تو میں آپ کے اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقول

کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ان میں سے جس کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں' اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں' لیکن میں ان میں کسی قول کے قول سے باہر نہیں جاتا اور کسی اور کی طرف نظر نہیں ڈالتا پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا' تو اسے حضرت ابراہیم' امام شعبی' امام ابن سیرین' امام حسن' امام عطاء ابن المسیب (رحمۃ اللہ علیہم) وغیرہ چالیس مجتہدین کے سامنے رکھا جاتا' وہ اسی نہج پر غور و فکر اور اجتہاد فرماتے۔"

صفت علم سے ہمکنار:

ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ محمد بن سلمہ کہتے تھے کہ خلف بن ایوب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفتِ علم سے نوازا' پھر آپ نے اپنے صحابہ کو اس سے سرفراز کیا' پھر وہ تابعین میں منتقل ہوا' اس کے بعد اب علم سے امام ابو اعظم حنیفہ رضی اللہ عنہ اور آن کے تلامذہ بہرہ ور ہیں۔

اور یہی ابو عبد اللہ محمد بن حفص سے بروایت حسن بن سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حدیث پاک "لا تقوم الساعة حتی یظهر العلم" (اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ علم خوب غالب نہ ہو جائے) کی تفسیر میں اپنی کتاب "تفسیر الآثار" میں بیان کیا کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم ہے۔

اوصاف امام اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (حنفی المتوفی بمکہ ۱۸۷ھ) کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مرد فقیہ' معروف بالفقہ' مشہور بالورع تھے' وافر مال و دولت رکھنے والے اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔ اور رات دن تعلیم علم میں منہمک و معروف رہتے تھے' جمدہ رات گذارنے والے' اور خاموش طبع' اور کم گو

تھے' یہاں تک کہ مسئلے کے جواب میں صرف یہ حلال ہے یا حرام فرماتے (یعنی طویل اور بے معنی گفتگو و تحریر سے بچتے تھے) آپ خدا کی راہ میں خوب خرچ کرتے' اور بادشاہ کے مال و تحفے سے دور بھاگتے۔ اور جب ان کے سامنے کسی مسئلہ پر حدیث صحیح بیان کر دی جاتی تھی' وہ اس کا اتباع کرتے تھے' خواہ وہ حدیث بوساطتِ صحابہ ہو یا تابعین' ورنہ وہ قیاس و اجتہاد فرماتے اور خوب اجتہاد فرماتے۔

فقہ کو سمجھنے کے لیے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھامنا ضروری ہے:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ابو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ جو فقہ کو سمجھنا اور پہچاننا چاہے اسے لازم ہے کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کا دامن پکڑے' کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ان کے ہی بچے ہیں۔

بلاشبہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ابرار میں سے تھے:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ' وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا' خدا کی قسم! امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عظیم الامانت تھے' اور ان کے قلب مبارک میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اس کی کبریائی بھرپور تھی' اور وہ ہر شے پر رضائے الٰہی کو غالب رکھتے تھے' اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کو تلواروں کی باڑھ پر اٹھایا جاتا' تو یقیناً اٹھنا گوارا کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو' اور حق تعالیٰ اور اس کے بندے اس پر راضی ہوں' بلاشبہ وہ ابرار میں سے تھے۔

فقہ کے بارے میں لوگ خواب غفلت میں تھے:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ' حسن بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے

فرمایا کہ میں نے نظر بن شمیل کو کہتے سنا ہے کہ لوگ فقہ کے معاملہ میں خوابِ غفلت میں تھے یہاں تک کی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اس سے بیدار کیا' اور فقہ کو خوب واضح نکھار کر بیان فرمایا۔

شاگردوں سے حسن سلوک:

حضرت ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابنِ مبارک سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو حلقہ باندھے دیکھا ہے' اور طلباء کے درمیان آپ تشریف رکھتے ہوئے' وہ آپ سے سوال کرتے اور آپ ان کو سمجھاتے ہوتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر فقہ میں گفتگو کرتے کسی کو نہ دیکھا۔

احباب سے حسن سلوک:

حضرت ابوعبداللہ' ابونعیم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خوش رو' خوش لباس' پاکیزہ' حسن مجلس' خوب عزت کرنے والے' اور اپنے ہم جلیسوں سے بہترین انس و محبت کرنے والے بزرگ تھے۔

سب سے زیادہ حدیث کی شرح کرنے والے:

حضرت ابوعبداللہ' عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا' میں معمر کے پاس تھا کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے' تو میں نے معمر کو کہتے سنا کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بہترین کسی شخص کو نہیں جانتا' جو فقہ میں عمدہ گفتگو کرے' اور اس کا اجتہاد وسیع ہو' از روئے فقہ' حدیث کی تشریح کرتا ہو' ان کی معرفت سب سے عمدہ تھی' اور امام صاحب کی مانند کسی کو زیادہ مہربان نہ دیکھا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین میں شک کا کچھ حصہ بھی رہنے دے۔

ناواقف ہی بدگوئی کرے گا:

امام عبداللہ بشر بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ ابن داؤد کو یہ فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بدگوئی نہیں کرسکتا بجز ان دو شخصوں کے یا تو وہ ان کے علم سے حسد کرنے والا ہوگا' یا ان کے علم سے جاہل و ناواقف ہوگا' اور ان کے تبحر علمی سے نادان ہوگا۔ بلاشبہ ابو معاویہ فرید (نابینا) کو فرماتے سنا کہ میں ہارون رشید کے پاس تھا' کہ مجھے کچھ شیرینی کھلائی گئی' پھر تشت و پانی لایا گیا اور میرے ہاتھوں کو پانی سے دھلایا گیا' اس کے بعد امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا' تم جانتے ہو کس نے آپ کے ہاتھوں پانی ڈالا ہے؟ تو میں نے کہا اے امیر المومنین نہیں! (کیونکہ نابینا ہوں)۔ امیر المومنین نے کہا' میں نے آپ کے علم و فضل کی بزرگی کی وجہ سے خود پانی ڈالا ہے۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ تیری عزت کرائے جس طرح تو نے علم کی عزت افزائی کی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کس طرح بیان کرتے:

بشر بن موسیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابوعبدالرحمٰن مقری ہم سے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مروی کسی حدیث کو بیان کرتے' تو ہم کہتے "حدثنا شاھنا" یعنی ہمارے بادشاہ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی۔

حصول علم:

ابن ابی اویس سے مروی ہے کہا میں نے ربیع کو فرماتے سنا ہے کہ ایک دن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خلیفہ منصور کے پاس پہنچے' ان کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے تو خلیفہ منصور نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا' آج دنیا میں عالم یہ شخص ہے۔ اس

کے بعد امام صاحب کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا' اے نعمان! آپ نے کس سے علم حاصل فرمایا ہے؟ فرمایا' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے' اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے' اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے' اور ان سے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر روئے زمین پر عالم تھے۔ اس پر خلیفہ منصور نے کہا "یقیناً آپ نے اپنے لیے بہترین علماء کا اعتماد فرمایا ہے۔"

وہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں:

یحیٰی الحمانی سے مروی ہے' کہا میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے دریافت کیا' اے ابو عبداللہ! کیا وہ باتیں بعید از قیاس نہیں ہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمن سے ان کے پس پشت غیبت کرتے ہوئے سنتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا "صحیح" ہے' خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ ان کی نیکیوں کو کوئی کم نہیں کر سکتا' البتہ وہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں۔

متکلمین کے سردار:

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہا میں نے امام حسن بن عمارہ کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھامے دیکھا ہے' اور وہ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم! میں نے مسائل فقیہ میں ان سے زیادہ کسی کو بلیغ گفتگو فرماتے نہیں پایا' اور نہ ان سے بڑھ کر مختصر کسی کا جواب دیکھا۔ بلاشبہ یہ اپنے زمانے میں بلا نزاع متکلمین کے سردار ہیں۔ جو کوئی ان کی بدگوئی کرتا ہے' وہ حسد ہی سے کرتا ہے۔

درس و تدریس اور شب بیداری:

معسر بن کدام سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد

میں آیا' تو آپ کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا' اس کے بعد وہ طلباء کو پڑھانے وہی بیٹھ گئے اور نماز ظہر تک وہی پڑھاتے رہے' اس کے بعد عصر تک پڑھایا' پھر مغرب تک۔ جب مغرب کی نماز پڑھ چکے' تو اس انتظار میں تشریف رکھی کہ نماز عشاء ادا کر دی جائے۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں خیال کیا' یہ عجیب بزرگ ہیں کہ اپنے اس شغل میں کبھی عبادت سے فارغ ہی نہیں ہوتے اور نہ یہ تھکتے ہیں۔ پھر بعد عشاء جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے' تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی' اس کے بعد وہ اپنے گھر میں تشریف لے گئے' لباس تبدیل کر کے پھر مسجد میں تشریف لے آئے اور صبح کی نماز پڑھی' پھر طلباء کو ظہر تک پڑھایا' پھر عصر تک' پھر مغرب تک' پھر عشاء تک۔ اس وقت میں نے دل میں خیال کیا' یہ عجیب بزرگ ہیں' اب رات بھی یونہی گذار دیں گے' اور رات بھی انہیں تھکا نہ سکے گی۔ پھر جب نماز عشاء کے بعد لوگ چلے گئے' تو نماز کیلئے کھڑے ہو گئے' اور گذشتہ شب کے مطابق عمل کیا' پھر جب صبح صادق ہوئی تو اسی طرح گھر میں لباس تبدیل کر کے مسجد میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھی' اور اس کے بعد گذشتہ دونوں دنوں کی طرح پڑھایا' یہاں تک کہ جب آپ نے نماز عشاء پڑھی' تو میں نے دل میں خیال کیا' بلاشبہ یہ بزرگ اس رات کو بھی اسی طرح نماز میں گذار دیں گے جس طرح گذشتہ دونوں راتوں کو میں نے دیکھا ہے' اور رات بھی انہیں تھکا نہ سکے گی۔ چنانچہ آپ نے اس رات کو بھی ویسا ہی کیا' پھر جب صبح ہوئی تو حسب سابق عمل فرمایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا' جب تک یا تو ان کا انتقال نہ ہو جائے یا میں نہ مر جاؤں۔ پھر انہوں نے مسجد میں مستقل اقامت کر لی۔ ابن ابی معاذ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں حضرت مسعر نے حالتِ سجدہ میں انتقال فرمایا۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

آرام کرتے نہ دیکھا:

ابوالجویریہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا' بلاشبہ میں نے حماد بن ابی سلیمان القمہ بن مرشد' محارب بن دبار اور عون بن عبداللہ کی صحبتیں بھی کی ہیں' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی حاضر ہوا ہوں' مگر ان میں سے کسی کو بھی امام صاحب سے زیادہ احسن طریق پر رات کو گزارنے والا نہ پایا۔ بلاشبہ میں نے امام صاحب کی خدمت میں چھ مہینے حاضری دی ہے' لیکن کبھی بھی کسی پہلو پر آرام کرتے نہیں دیکھا۔

احادیث پر عمل:

ابوحمزہ سکری سے مروی ہے' کہا میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مل جاتی ہے' تو پھر میں اس کے علاوہ کسی اور پر توجہ ہی نہیں کرتا' اور بے چون و چرا اسی پر عمل کرتا ہوں۔ اور جب کسی صحابی کی حدیث پہنچتی ہے تو ہم مختار ہوتے ہیں۔ اور جب کسی تابعی کی روایت ملتی ہے' تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

مسائل فقہ میں غور وفکر کرنے والے:

ابوغسان سے بھی مروی ہے' انہوں نے کہا میں نے اسرائیل کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا نعمان کتنے اچھے بزرگ تھے! جس حدیث میں کوئی مسئلہ فقہیہ ہو تو وہ اس کی سب سے زیادہ محافظت کرنے والے' اور اس میں خوب غور و خوض کرنے والے تھے۔ خلفاء و امراء اور وزراء ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے' اور جو کوئی کسی مسئلہ فقہیہ میں ان سے مناظرہ کرتا' تو وہ اس کے اوپر غالب آ جاتے تھے۔ بلاشبہ

حضرت مسعر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام صاحب اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رخنہ اندازی اور حائل ہونے کی کوشش کرتا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ خوف خدا رکھتا ہے' اور نہ اپنی جان پر احتیاط برتتا ہے۔

کم عقل شخص:

حارث بن ادریس سے مروی ہے' انہوں نے کہا ابو وہب عامری فرماتے ہیں کہ اس کو کہہ دو' جو موزوں پر مسح کرنے پر اعتقاد نہیں رکھتا' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اعتراض کرتا ہے کہ وہ کم عقل ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ادب و تعظیم کرنا:

ابوبکر عیاش سے یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا' تو ہم ان کی تعزیت کرنے کے لیے حضرت سفیان کے پاس گئے' اس وقت ان کی مجلس گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی' ان میں حضرت عبداللہ بن ادریس بھی تھے۔ اسی وقت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ تعزیت کے لیے تشریف لائے جس وقت حضرت سفیان نے آپ کو دیکھا' تو مجلس سے اٹھ کر تعظیم و خیر مقدم کے لیے آگے بڑھے' اور عزت و احترام کے ساتھ اپنی جگہ لا کر بٹھایا' اور خود آپ کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے (جب امام صاحب تعزیت کر کے تشریف لے گئے) تو میں نے کہا اے ابوعبداللہ! (حضرت سفیان کی کنیت ہے) آج میں نے آپ کا ایسا عمل دیکھا ہے جسے آپ ناپسند کرتے تھے' اور ہم لوگوں کو اس سے باز رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا' ایسا کونسا عمل تم نے دیکھا؟ میں نے کہا آپ کے پاس امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے' تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لیے قیام فرمایا بلکہ ان کو اپنی جگہ پر بٹھا کر ادب و تواضع میں خوب مبالغہ فرمایا۔ حضرت

سفیان نے فرمایا' میں نے ان کے لیے تو کبھی تمہیں منع نہ کیا' یہ شخص (امام صاحب) علم کے بہت اونچے مقام پر فائز ہے۔ اگر میں ان کے علم کے لیے نا کھڑا ہوتا' تو ان کی کبرسنی کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر کبرسنی کے لیے کھڑا نہ ہوتا' تو ان کے فقہ کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر فقہ کے لیے بھی کھڑا نہ ہوتا' تو ان کے تقویٰ اور ورع کے لیے کھڑا ہوتا۔ میں ان کے اس جواب سے لاجواب ہو کر رہ گیا۔

احادیث رسول کے بارے میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

نعیم بن حماد سے یہ بھی مروی ہے' انہوں نے فرمایا' میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پہنچتی ہے' تو میرے سر آنکھوں پر۔ اور جب کسی صحابی کا قول ملتا ہے' تو ہم اسے اختیار کر لیتے ہیں' اور ان کے قول سے باہر نہیں جاتے' اور جب کسی تابعی کی بات پہنچتی ہے' تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

ماہ رمضان میں ساٹھ قرآن ختم کرتے:

علی بن یزید صدائی سے مروی ہے' انہوں نے کہا' میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے' ایک ختم رات کو اور ایک ختم دن میں۔

عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے:

ابی یحییٰ حمانی' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے' اور رات میں نوافل پڑھنے کے لیے ریش مبارک میں کنگھی کر کے مزین فرماتے تھے۔

عمدہ فتویٰ دینے والے اور مشکل مسائل کا علم رکھنے والے:

کتاب حافظ ابوبکر محمد بن عمر جعابی (مشہور محدث ہیں) میں اسحاق ابن بہلول سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت شفیق بن عتیبہ کو فرماتے سنا ہے کہ میری آنکھوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

اسی کتاب میں بروایت عفان بن مسلم ہے' انہوں نے کہا میں نے حماد بن سلمہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے' انہوں نے فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے عمدہ واحسن فتویٰ دینے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت اسماعیل بن عیاش ہے' انہوں نے کہا میں نے امام اوزاعی (المتوفی ۱۵۰ھ) اور عمری کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مشکل سے مشکل تر مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت یزید بن ہارون ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے اچھا جانا میں فلاں فلاں مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لوں۔

حدیث سے فتویٰ دیتا ہوں:

''تاریخ بخارا'' میں بروایت غنجار از علی بن عاصم ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر روئے زمین کی نصف آبادی کی عقلوں کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عقل سے وزن کیا جائے' تو یقیناً ان کی عقل غالب وزن دار ہو گی۔

اور اسی کتاب میں بروایت نعیم بن عمر ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ میں نے ارشاد فرمایا' تعجب ہے کہ میرے بارے میں یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں قیاس اور رائے سے فتویٰ دیتا ہوں' حالانکہ میں وہی فتویٰ دیتا

ہوں جو اثر (حدیث) میں ہو۔

وتروں میں قرآن کی ہر سورۃ کی تلاوت:

اور اسی کتاب میں بروایت اسد بن عمرو ہے کہ انہوں نے فرمایا' میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کی میں نے اپنے وتروں کی رکعت میں نہ قرأت کی ہو۔

فہم و فراست میں ممتاز:

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم علی بن حسین بن عبد اللہ شافعی سے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم برہان نحوی کو کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو فہم و فراست سے نوازا ہے' وہ مذہب کے اعتبار سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور فن نحو کے لحاظ سے خلیل ہیں' ان دونوں کی بکثرت روشن نشانیاں اور عاجز کرنے والی حکمتیں دیکھی ہیں' جن سے دل میں نورانیت حاصل ہوتی ہے' یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حق کی راہ میں' اور صدق کی شریعت پر خاص طور پر فائز کیا ہے۔

دین محمدی اور مذہب حنفیہ پر اعتقاد:

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے قاضی ابوسعید محمد بن احمد بن محمد نے چند شعر سناتے ہوئے فرمایا' یہ اشعار استاذ الادب حضرت ابو یوسف یعقوب بن احمد بن محمد نے اپنے لیے موزوں فرمائے ہیں۔

حسبی من الخیرات ما اعددته ... یوم القیمة فی رضی الرحمن

دین النبی محمد خیر الوری ... ثم اعتقادی مذهب النعمان

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قیامت کے دن میرے اعمالنامہ میں یہ

نیکی کافی ہے کہ میں سید عالم خیر الوریٰ محمد رسول اللہ ﷺ کے
دین پر ہوں۔ اور امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر
میرا اعتقاد ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی:

خطیب صاحب اپنی کتاب "المتفق و المفترق" میں بروایت محمد بن ثابت الاحول نقل کرتے ہیں' انہوں نے کہا' میں نے اسید بن ابی اسید الحارثی سے سنا ہے کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی اور ان کے قیاس و اجتہاد پر تعجب کرتا ہوں۔ بیان کرتے ہیں ایک دن حجام نے ایک بال کاٹا' آپ نے فرمایا' ایسے سفید بال چن لو۔ حجام نے کہا' اسے نہ چنوایئے ورنہ سفید بال اور زیادہ ہو جائیں گے۔ امام صاحب نے فرمایا' اگر سفید بال چننے سے زیادہ ہوں گے تو کالے بال چن لو تاکہ کالے بال زیادہ ہوں۔

منصب قضاء سے انکار:

کتاب العقلاء کے مصنف (ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی المتوفی ۴۶۳ھ) بالاسناد محمد بن یحییٰ قصری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا' خلیفہ وقت منصور نے امام اعظم ابو حنیفہ' امام ثوری' حضرت مسعر' اور امام شریک (رحمہم اللہ) کو بلایا' تاکہ ان میں سے کسی کو منصب قضاۃ سپرد کرے۔ راستہ میں امام صاحب نے ان کو مشورہ دیا کہ میں تو ایک حیلہ کروں گا' اور اس بہانے سے خلاصی پا لوں گا اور مسعر دیوانے بن جائیں' تو وہ یوں اس سے بچ جائیں گے۔ اور سفیان بھاگ جائیں' اور شریک اسے قبول کر لیں۔ چنانچہ جب یہ حضرات خلیفہ کے سامنے پہنچے تو امام صاحب نے فرمایا میں ایک مرد مولیٰ (عجمی) ہوں عربی نہیں ہوں اور اہلِ عرب اسے پسند نہیں

کریں گے موالی (عجمی) کو ان پر مقرر کیا جائے اور اس کے علاوہ یہ بھی بات ہے کہ میں منصب قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اگر میں اپنے اس کہنے میں صادق ہوں تو میں منصب قضیٰ کے لائق نہیں اور اگر جھوٹا ہوں تو اے خلیفہ! تمہیں لائق نہیں کہ مسلمانوں کے خون اور ان کی عزت اور آبرو پر ایک جھوٹے کو مسلط کرو۔ اب رہے حضرت سفیان' تو ان کو راستہ میں ایک شخص ملا' وہ ضرورت پوری کرنے کے لئے چل دیئے' وہ شخص اس انتظار میں رہا کہ حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئیں' انہوں نے ایک کشتی دیکھی' انہوں نے ملاح سے کہا اگر تو مجھے کشتی میں سوار کر کے بچا سکتا ہے' تو بچا دے ورنہ میں ذبح کر دیا جاؤں گا۔ اور یہ بات رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد کے بموجب فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا' جسے قاضی بنا دیا گیا' گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا' تو ملاح نے دریچہ کے پیچھے چھپا دیا' اب رہے حضرت مسعر' تو انہوں نے منصور کے سامنے جا کر کہا' اے منصور! ہاتھ لا' تیری اولاد اور سواری کے جانور کیسے ہیں؟ اس پر منصور نے کہا اسے نکال دو' یہ تو دیوانہ ہے۔ اب صرف امام شریک رہ گئے' تو ان کی گردن میں یہ قلادہ ڈال دیا گیا' اس کے بعد امام ثوری کو چھوڑ دیا اور کہا' اگر تم بھاگنا چاہو تو نہیں بھاگ سکتے۔

ہر بدعت سے بچو:

ابو المظفر سمعانی "کتاب الانتصار" میں اور ابو اسمٰعیل ہروی "کتاب ذم الکلام" میں نوح الجامع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا' میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا "اعراض و اجسام" کے بارے میں جو لوگ بحث کرتے ہیں' ان میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ فلسفیوں کی بحثیں ہیں' تمہیں صرف اثر (حدیث) اور طریقہ سلف پر قائم رہنا چاہیے ہر بدعت و اختراع سے بچو' کیونکہ یہ بدعت ہے۔

فضول بحث سے بچو:

ہردی' محمد بن الحسن سے نقل کرتے ہیں' انہوں نے کہا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے' کیونکہ اس نے لایعنی' فضول کلامی بحثوں کا دروازہ لوگوں کے لیے کھولا ہے' اور بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب ہم سے فقہ پر بحث فرماتے اور کلامی گفتگو سے ہمیں روکتے تھے۔

منصب قضاء سے انکار:

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عالم' عامل' زاہد' متورع متقی کثیر الخشوع' اور خدا کے حضور دائم التضرع تھے۔ منصور خلیفہ وقت نے ارادہ کیا کہ انہیں منصب قضاء پر مقرر کرے' آپ کے انکار پر خلیفہ نے قسم کھائی ضرور بالضرور ایسا کروں گا۔ اس پر امام صاحب نے بھی قسم کھائی' ہرگز ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ خلیفہ کے حاجب ربیع ابن یونس نے کہا' کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المومنین نے اس پر قسم کھائی ہے؟

امام صاحب نے فرمایا' امیر المومنین مجھ سے زیادہ قادر ہے کہ وہ قسم کا کفارہ ادا کرسکیں۔

اور منصب قضاء قبول کرنے سے صاف انکار کردیا' آپ فرماتے' اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کسی غیر اہل کو یہ منصب دے کر اپنی امانت کو ضائع نہ کرو' اسی کو یہ منصب دو' جسے خوف خدا ہو' خدا کی قسم! میں رضا مندی کا محافظ نہیں' تو غضب وغصہ کا کیسے متحمل ہو سکتا ہوں' اور تم تو ایسے شخص کو قریب لاتے ہو' جو تمہاری ہاں میں ہاں ملائے' اور ہر حال میں تمہاری تکریم کرے' اور میں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا' اس پر خلیفہ نے کہا' آپ جھوٹ کہتے ہیں' آپ اس کی اہلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اے

خلیفہ! اپنے دل سے فیصلہ لو تمہارے لیے یہ کب حلال ہے کہ اپنی امانت پر ایسے شخص کو متولی بناؤ جو جھوٹا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ امام صاحب وجیہ اور خوش رو تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بہت دراز قد تھے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں' میرے نزدیک قرأت' قرأت حمزہ' اور فقہ' امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ ہے' اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

خاموش طبع:

جعفر ابن ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پچاس سال خدمت میں گذارے' میں نے آپ سے بڑھ کر خاموش طبع نہیں دیکھا۔ جب کوئی آپ سے فقہ کا مسئلہ دریافت کرتا' تو سلسلہ کلام شروع فرماتے' گویا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے' اور اسے غور سے سنتا' اور کلام کے اوتار چڑھاؤ کو دیکھتا۔

ہمسایہ سے حسن سلوک:

عبد اللہ بن رجاء بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا۔ جو تمام دن تو محنت و مزدوری کرتا' اور رات گئے گھر میں گوشت یا مچھلی لے کر آتا' پھر اسے بھونتا' اس کے بعد شراب پیتا' جب شراب کے نشہ میں دھت ہو جاتا تو وہ اونچی آواز میں یہ شعر پڑھ کر غل مچاتا۔

اضاعونی واى فتى اضاعوا

لیوم کریهة و سداد ثغر

ترجمہ: انہوں نے مجھے ضائع کر دیا اے جوانو! اسے ضائع کر دو۔ جو دن بھر سختیاں جھیلی ہیں' اور اپنی سرحدوں کو درست کر لو۔

پھر وہ شراب پیتا رہتا' اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر غل مچاتا رہتا' یہاں تک اسے نیند گھیر لیتی۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ روزانہ ان کی آواز سنا کرتے تھے' اور خود تمام رات نماز

میں مشغول رہتے' ایک رات اس ہمسایہ کی آواز نہ سنی' صبح اس کے بارے میں استفسار فرمایا' بتایا گیا ہے کہ اسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے' اور وہ قید میں ہے۔ امام صاحب نے فجر کی نماز پڑھی' اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے' اذن طلب کیا۔ امیر نے حکم دیا احترام کے ساتھ لے کر آؤ' اور ان کی سواری کی لگام پکڑ کر فرشِ شاہی تک لے کر آؤ اترنے نہ دینا تو انہوں نے ایسا ہی کیا' اور امیر ہمیشہ ان کے لیے اپنی مجلس میں وسعت دیتا تھا۔ امیر نے دریافت کیا' کیا ارشاد ہے؟ فرمایا میرا ایک ہمسایہ موچی تھا' جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے۔ اے امیر المومنین! اس کی آزادی کا حکم فرمایئے۔ عرض کیا ضرور اور پھر حکم دیا ہر اس قیدی کو جو آج کے دن تک پکڑا گیا ہے۔ سب کو آزاد کر دیا جائے۔ اس کے بعد امام صاحب سواری پر سوار ہو کر چل دیئے' اور ہمسایہ موچی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ امام صاحب نے اس سے فرمایا' اے نوجوان! ہم نے تجھے بہت تکلیف دی ہے۔ اس نے عرض کیا' نہیں! بلکہ آپ نے میری حفاظت فرمائی' اور میری سفارش کی' اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزاء دے آپ نے ہمسایہ کی حرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔ پھر اس نے توبہ کر لی' اور دوبارہ اس نے وہ حرکتیں نہ کیں۔

ہمسفروں کی خدمت:

حضرت عبداللہ ابنِ مبارک بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی راہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ہمراہیوں کے لئے ایک فربہ جانور بھونا' لوگوں نے خواہش کی کہ اسے سرکہ سے کھایا جائے' مگر کوئی برتن اتنا بڑا نہ ملا جس میں سرکہ ڈالا جا سکے' سب پریشان تھے' تو دیکھا کہ امام صاحب نے ریت میں ایک گڑھا کھودا' اور اور اس پر دستر خوان (غالباً چرمی ہوگا) کو بچھایا' اور اس میں سرکہ ڈال دیا۔

اس طرح سب نے بھنے گوشت کو سرکہ کے ساتھ کھایا۔ آپ کا علم ہر معاملہ میں بہترین ہے۔ پھر فرمایا تم سیر و سیاحت کو لازم کر لو اس قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود الہام فرما دیتا ہے۔

خلیفہ کے دربار میں مخالف کو جواب:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو جعفر منصور خلیفہ وقت نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اس وقت ربیع نے جو کہ منصور کا حاجب تھا' اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عداوت رکھتا تھا' خلیفہ منصور نے کہا' اے امیر المومنین! یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ آپ کے جد حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ جب کوئی قسم کھا لے' پھر اس کے ایک دن یا دو دن بعد استثناء کر لے تو جائز ہے! امام صاحب نے فرمایا' ایسا استثناء جائز نہیں' البتہ جو استثناء قسم کے ساتھ متصل ہو' وہ جائز ہے۔ پھر فرمایا' اے امیر المومنین! یہ ربیع گمان رکھتا ہے کہ آپ کے لشکریوں کی گردن پر آپ کی بیعت نہیں ہے۔ منصور نے پوچھا' یہ کیسے؟ فرمایا' آپ کے سامنے تو اطاعت پر قسم کھا جاتے ہیں' پھر گھر جا کر پلٹ جاتے ہیں' اور استثناء کر کے اپنی قسموں کو باطل کر دیتے ہیں۔'' اس پر منصور ہنسا اور ربیع سے کہا' اس نے جھگڑا نہ کیا کرو۔ پھر جب امام صاحب واپس تشریف لے گئے' تو آپ سے ربیع نے کہا' آپ میرا خون بہانا چاہتے تھے؟ امام صاحب نے فرمایا' تم بھی تو میرا خون بہانے کے درپے تھے میں نے اپنے آپ کو بچایا ہے۔

ابو العباس طوسی' امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھا گمان نہ رکھتا تھا اور امام صاحب اس بات کا علم رکھتے تھے۔ امام صاحب' جس وقت منصور کے پاس پہنچے وہاں اور بہت سے لوگ بھی تھے' تو طوسی نے کہا' آج میں امام صاحب کو قتل

کراؤں گا۔ پس آپ کے قریب آ کر اس نے کہا' اے امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ)! امیر المومنین نے کسی کو قتل کرانے کے لیے جلاد کو بلایا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کس کی گردن اڑائیں گے؟ امام صاحب نے فرمایا' اے ابوالعباس! امیر المومنین حق کے بدلے میں قتل کرائیں گے یا باطل کے بدلے میں؟ اس نے کہا حق کے بدلے میں۔ فرمایا' حق کو نافذ کر دو' خواہ وہ کوئی بھی ہو' اس کے بارے میں تو نہ پوچھ۔ پھر امام صاحب نے اپنے قریبی ہم نشین سے فرمایا' یہ شخص مجھے بھگانا چاہتا تھا تا کہ پکڑوا سکے۔

قندیل ساری رات جلتی رہی:

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ آخری نمازِ عشاء کی جماعت میں علی بن حسین نے سورۃ ''اذا زلزلت'' کی قرأت کی' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان کی اقتدا میں تھے' جب سب لوگ نماز پڑھ کر جا چکے' تو میں نے امام صاحب کی طرف نظر کی' تو دیکھا کہ وہ متفکر بیٹھے ہوئے ہیں اور گہرا سانس لے رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا میں اٹھ کر چلا جاؤں تا کہ آپ کا دل میری طرف مشغول نہ ہو۔ جب میں جانے لگا' تو قندیل (لالٹین) میں نے رہنے دی' حالانکہ اس میں بہت تھوڑا سا تیل تھا۔ پھر لوٹ کر آیا تو آپ فرما رہے تھے' ''اے وہ ذات! جو ایک ذرہ برابر نیکی کا اچھا بدلہ دیتا ہے' اور اے وہ ذات! جو ذرہ برابر بدی کی سزا دیتا ہے' اپنے بندہ نعمان کو دوزخ اور اس کی ہر بُرائی سے نجات دے اور اسے اپنی رحمت کی وسعت میں داخل فرما۔'' پھر میں نے اذان دی' اس وقت دیکھا کہ قندیل بدستور روشن ہے۔ پھر جب میں آپ کے قریب ہوا' تو فرمایا کیا تم قندیل کو لے جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا' میں نے تو نماز فجر کی اذان بھی دے دی ہے۔ فرمایا' جو تم نے دیکھا اسے پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' اور بیٹھے رہے' یہاں تک کہ نماز کی اقامت ہوئی' اور ہمارے ساتھ

رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

تاریخ وصال:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی تھی' اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۱ھ میں ہوئی تھی' لیکن اصح قول پہلا ہی ہے۔ اور ماہ رجب میں رحلت فرمائی اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۰ھ کے ماہ شعبان میں' اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۵۰ھ میں' اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۱ھ میں' کسی نے کہا ۱۵۳ھ میں وصال فرمایا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ جس رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی' اسی رات آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی وفات بغداد شریف میں ہوئی' اور مقبرہ خیزران میں مدفون ہوئے' اور وہیں آپ کا مزار شریف ہے' اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔ (مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ جب امام صاحب کو موت کا احساس ہوا' تو آپ سجدہ میں ہو گئے' اور سجدہ ہی کی حالت میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ تابعیہ) یہاں تک "تاریخ ابن خلکان" کی عبارت تھی جو ختم ہوئی۔

حافظ جمال الدین المزی نے "التھذیب" میں اتنا زیادہ کیا کہ آپ کی نماز جنازہ چھ مرتبہ ہوئی' اور اژدحام کی زیادتی کی وجہ سے نماز عصر تک آپ کو دفن نہ کر سکے۔

عزت والی مجلس:

کتاب "غایۃ الاختصار فی مناقب اربعۃ ائمۃ الامصار" میں بروایت حضرت عبداللہ ابن المبارک ہے' انہوں نے بیان فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت و متانت والی مجلس کوئی نہ تھی۔ ایک دن ہم مسجد جامع میں بیٹھے ہوئے تھے' چھت سے ایک سانپ امام صاحب کی گود میں گرا۔ آپ کے سوا سب لوگ بھاگ

کھڑے ہوئے مگر امام صاحب بجز اس کے کہ سانپ کو ہٹاتے تھے اپنی جگہ سے ہٹے تک نہیں۔

آنکھوں سے گریہ کے آثار:

سلمہ بن نسیب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق فرماتے تھے کہ میں جب بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا' تو آپ کے رخسار اور آنکھوں سے گریہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

بجز چٹائی کے گھر میں کچھ نہ تھا:

سہیل بن مزاحم کہتے ہیں کہ ہم امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ میں داخل ہوئے تو ہم نے ان کے یہاں بجز چٹائی کے کچھ نہ دیکھا۔

امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سلف کی بے مثل یادگار تھے خدا کی قسم! روئے زمین پر اب ان کا ثانی کوئی نہیں۔

عذاب کے ذکر پر رونا:

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا کہ کسی شخص نے آپ سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا' آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشے' اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تو نے کہا میں اس کے خلاف ہوں' اور وہ خوب جانتا ہے' جب سے مجھے اس کی معرفت ہوئی ہے' اس کی خلاف ورزی نہیں کی ہے' میں اسے اس کی معافی کا ہی خواستگار ہوں' اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہوں' پھر اس کے عذاب کے ذکر پر اتنا روئے کہ آہ بھر کر بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد جب افاقہ ہوا' تو اس شخص نے کہا' مجھے اس کا حل بتائیے۔ فرمایا ہر وہ بات جسے نادان کہیں'

اور مجھ میں نہ ہو وہ میرے نزدیک حل ہے اور ہر وہ بات جسے اہل علم کہیں اور مجھ میں نہ ہو میرے نزدیک حرج ہے۔ کیونکہ علماء غیبت وہ بدی کے طور پر ان کے بعد باقی رہتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مذاکرہ:

درا وردی بیان کرتے ہیں کہ نماز عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں امام مالک اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دونوں مذاکرہ اور باہم افہام و تفہیم کر رہے تھے اور باہمی مسائل و اعمال مختلفہ اور دلائل متمسکہ میں ایک دوسرے کو خطا کار یا ملامت کے بغیر بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ دونوں اسی مجلس میں نماز فجر پڑھی۔

منصور بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مبارک کے پاس قادسیہ میں تھے کہ ایک شخص کوفہ کا آیا اس نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کی۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن مبارک نے اس سے فرمایا خرابی ہو تیری! تو ایسے کی بدگوئی کرتا ہے جس نے پینتالیس سال کی ایک وضو سے نمازیں پڑھیں اور جس نے ایک رات میں دو رکعتوں میں پورا قرآن ختم کیا۔ میں جو فقہ کی تعلیم دیتا ہوں وہی ہے جو میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا ہے۔

سوید بن سعید المروضی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے۔

لقد زان البکار و من علیھا	امام المسلمین ابو حنیفہ
باثار و فقہ فی حدیث	کاثار الزبور علی الصحیفہ
فما فی المشرقین لہ نظیر	ولا بالمغربین ولا بکوفہ
رائت القامعین لہ سفاھا	خلاف الحق مع حجج ضعیفہ

ترجمہ: یہ کہ امام المسلمین ابو حنیفہ نے شہروں اور ان کے رہنے والوں کو

بلاشبہ مزین فرمایا اور حدیث کے آثار اور فقہ سے اس طرح باخبر فرمایا جس طرح قرآن میں رموز و آثار ہیں۔ تو آپ کا نہ تو دونوں مشرق مغرب میں کوئی نظیر ہے اور نہ کوفہ میں۔ میں نے بدگوئیوں کی بیوقوفیاں دیکھی ہیں کہ کمزور وضعیف باتوں سے حق کے خلاف کرتے ہیں۔

شان میں منقبت:

ابو القاسم غسان بن محمد بن عبد اللہ بن سالم تمیمی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی منقبت میں کہتے ہیں۔

وضع القیاس ابو حنیفہ کلہ	فاتی باوضح حجۃ و قیاس
والناس یبتعون فیہا قولہ	لما استبان ضیاء وہ للناس
افدی الامام ابا حنیفۃ ذا التقی	من عالم بالشرع و المقیاس
سبق الائمۃ فالجمیع عیالہ	فیما تحراہ بحسن قیاس

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس واجتہاد کے تمام قاعدے وضع کر کے خوب واضح حجت و قیاس کا ساتھ دیا ہے۔ اور لوگ آپ کے قول کی پیروی کرتے ہیں' کیونکہ اس کی ضیاء لوگوں میں خوب روشن ہو چکی ہے۔ ہر عالم دین اور صاحب فراست' ملاقات کرتے ہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر فدا ہو جاتا ہے۔ بعد والے تمام ائمہ آپ کے ہی عیال ہیں' جس مسئلہ میں بھی اجتہاد کیا خوب اجتہاد کیا۔"

کاش تو ساری رات عبادت کرتا:

مناقب ائمہ اربعہ کی ایک اور کتاب میں ہے کی کسی شخص نے کسی جگہ مال کو

دفن کیا پھر وہ اس جگہ کو بھو گیا' وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض حال کیا' آپ نے فرمایا' یہ فقہ کا مسئلہ تو ہے نہیں' جس کا حل تجھے بتا دوں لیکن تو جا اور رات بھر صبح تک نماز پڑھ شاید تجھے دفینہ کی جگہ یاد آ جائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا' اور چوتھائی رات سے پہلے ہی جگہ یاد آ گئی۔ پھر اس نے آ کر امام صاحب کو اس کی خبر دی آپ نے فرمایا' تو جان لے کہ شیطان تجھے رات بھر عبادت میں مشغول نہیں رکھ سکتا تھا' اس نے جلد ہی تجھے یاد کرا دیا۔ خرابی ہو تیری! بطور شکرانہ اپنی یہ رات تو عبادت میں صرف کرتا۔ بعضوں نے کہا ہے۔

الفقه منا ان اردت تفقها و الجود و المعروف للمنتاب

و اذ ذكرت ابا حنيفه فيهم خضعت له في الرائے كل رقاب

ترجمہ: ہمارے فقہ کو اگر تم سمجھنے کا ارادہ کرو گے' اور ہر صاحب عول۔ سخاوت و نیکی ہی پائے گا اور جب تم اس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرو گے' تو آپ کے اجتہاد پر ہر ایک کی گردنیں جھک جائیں گی۔

ابوالموفق بن احمد فرماتے ہیں۔

هذا مذهب النعمان خير المذاهب كذا القمر الوضاء خير الكواكب

تفقه في خير القرون مع التقى فمذهبه لا شك خير المذاهب

ترجمہ: یہ نعمان بن ثابت کا مذہب بہترین مذہب ہے' جس طرح چاند خوب روشن ہے اور ستاروں سے بہتر ہے خیر القرون میں تقوے کے ساتھ فقہ مرتب ہوا' تو ان کا مذہب بلاشبہ بہترین مذہب ہے۔

بعضوں نے کہا۔

ابا جبلي نعمان ان تحصا كما لتحص وما تحصى فضائل نعمان

ترجمہ: اے نعمان کے نزدیکی میرے پہاڑوں تمہاری کنکریاں شمار کی جا سکتی ہیں لیکن نعمان کے فضائل شمار نہیں ہو سکتے۔

علم شریعت کو مدون کرنے والے پہلے شخص:

مسند امام ابو حنیفہ کے جمع کرنے والوں میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مناقب میں یہ صفت منفرد و خاص ہے کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب میں تقسیم فرمایا۔ پھر اس کی پیروی امام مالک بن انس نے "موطا" کی ترتیب میں فرمائی۔ امام صاحب سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین علم شریعت کو نہ تو ابواب میں تقسیم کر کے رکھتے تھے اور نہ کوئی مرتب کتاب تھی' بلکہ وہ تو اپنے حافظہ کی قوت پر اعتماد رکھتے تھے۔ پھر جب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ علم پھیلتا جا رہا ہے تو انہیں ضائع ہونے کا خوف ہوا' آپ نے اسے مدون کر کے ابواب میں تقسیم کیا۔ اور باب الطہارت سے شروع کیا۔ پھر باب الصلوٰۃ' پھر تمام عبادات' پھر معاملات' پھر کتاب کو وراثت پر ختم فرمایا۔ طہارت و صلوٰۃ سے ترتیب شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں' کتاب کی ترتیب کو وراثت پر ختم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انسان کی آخری حالت ہے۔ اور امام صاحب ہی وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو وضع فرمایا ہے۔ اسی بنا پر امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔

ابوسلیمان جرجانی فرماتے ہیں مجھ سے احمد بن عبد اللہ قاضی بصرہ نے فرمایا کہ ہم اہل کوفہ کے فقہ سے شروط کے مسائل دیکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا علماء کے ساتھ انصاف زیادہ اچھا ہوتا ہے' اسے تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وضع فرمایا ہے' اب اگر تم کمی بیشی کر کے حسین الفاظ لے آؤ تو اچھا ہے' لیکن انہی کے شروط کو دیکھتے ہو'

حالانکہ اہل کوفہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قبل بھی تو شروط لاتے تھے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا ابھی زندگی کی قسم! حق کو تسلیم کرنا' باطل مجادلہ' اور بے وجہ نزاع کرنے سے بہتر ہے۔

طبرانی ''معجم اوسط'' میں ''بالاسناد'' نقل کرتے ہیں کہ عبدالوارث بن سعید ہم سے حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا' تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ' امام ابن ابی لیلیٰ اور امام ابن شبرمہ سے ملا۔ میں نے امام صاحب سے سوال کرتے ہوئے کہا' آپ کس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیع کی اور کوئی شرط لگائی؟ فرمایا بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر امام ابن شبرمہ کے پاس گیا' ان سے بھی یہی سوال کیا' انہوں نے بتایا بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی۔ پھر امام ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا' ان سے بھی یہی سوال کیا' فرمایا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! عراق میں تین فقیہ ہیں اور تینوں ایک مسئلہ میں مختلف ہیں۔ پھر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا جواب میں کہا۔ مجھ سے عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا' انہیں اس کی خبر دی' فرمایا' میں نہیں جانتا دونوں نے کیا کہا مجھ سے ہشام بن عروہ' وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اگر تم بریرہ کو خرید و تو اسے آزاد کر دینا' لہٰذا بیع جائز ہے' اور شرط باطل ہے۔ پھر میں ابن شبرمہ کے پاس آیا تو' ان سے اس کی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا فرمایا' مجھ سے مسعر بن کدام از محارب ابن دثار از حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی خریدی' اور اسے مدینہ پہنچانے کی

شرط کی۔ لہٰذا بیع بھی جائز اور شرط جائز۔

طبرانی ''الاوسط'' میں ''بالا سناد'' سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تشہد (التحیات) اور تکبیر اسی طرح تعلیم فرمائی' جس طرح ہمیں قرآن کی سورۃ تعلیم فرماتے تھے۔ طبرانی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت نہ وہب سے اور نہ بلال سے کسی نے نہیں روایت کی' اس سند کے ساتھ امام صاحب منفرد ہیں۔

اور طبرانی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی عثمان نے ان سے ابراہیم نے ان سے اسماعیل نے ان سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان حماد بن سلیمان نے ان سے ابراہیم نخعی نے ان سے علقمہ بن قیس نے ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں۔

دعائے استخارہ:

اسی طرح سکھائی' جس طرح سورۃ قرآن سکھاتے تھے۔ ارشاد فرمایا' جب تم میں کوئی استخارہ کرنا چاہے' تو کہے:

> اللھم انی استخیرک بعلمک و استقدرک بقدرتک و اسئلک من فضلک العظیم۔ فانک تقدرولا اقدروتعلم ولا اعلم انت علام الغیوب۔ اللھم ان کان ھذا الامر خیراً لی فی دینی و دنیائی و عاقبۃ امری فقدرہ لی و ان کان غیر ذلک خیراً لی فاھد لی الخیرا حیث کان و اصرف عنی الشر حیث کان و ارضنی بقضائك۔

ترجمہ: ''اے خدا! میں تیرے علم کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت سے مقدرت چاہتا ہوں اور تیرے فضل عظیم سے سوال کرتا

ہوں تو ہی قادر ہے۔ میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو ہر پوشیدہ امر کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر یہ کام میرے دین و دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہے۔ تو اسے میرے لیے مقدر فرما دے اور اگر میرے لیے اس کے غیر میں بہتری ہے تو جہاں بھلائی ہو اس کی ہدایت فرما دے اور جہاں بُرائی ہو اس سے مجھے پھیر دے اور مجھے اپنی قضاء و قدر کے ساتھ راضی بنا دے۔"

خطیب "المتفق و المفترق" میں بروایت ابن سوید حنفی نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا' میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا' کیونکہ آپ میرے لیے عزت و مکرمت والے تھے کہ آپ کے نزدیک غلبہٗ اسلام کے بعد جہاد کی طرف نکلنے یا حج کرنے میں سے کون سا محبوب ہے؟ فرمایا' غلبہٗ اسلام کے بعد جہاد کرنا پچاس حج سے زیادہ افضل ہے۔

تمت و الحمد للہ وحدہ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

بمنہٖ و کرمہٖ تعالیٰ جل اسمہٗ آج مورخہ ۱۱۔ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۶۵ء رسالہ مبارکہ "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" مؤلفۃ العلامۃ المحدث الامام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ مکمل ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ موجب ہدایت کر کے میرے اور میرے والدین و اساتذہ کے لیے توشۂ سعادت بنائے۔ آمین

مترجم غلام معین الدین نعیمی غفرلہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

القول المسدّد فی قرب سیدنا محمد ﷺ

سرکارِ دو عالم ﷺ
اور
قربِ خداوندی

تصنیف لطیف

سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب وتدوین

مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کرم ﷺ کو بے حد و حساب خوبیوں اور کمالات سے نواز کر مقام ادنیٰ پر سرفراز فرمایا یہ ساری خوبیاں اور رفعتیں کسی عمل صالح کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ وحدہ کا محض فضل اور محبت ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل و براہین سے واضح ہوگا۔

پیش نظر رسالہ لکھنے کی وجہ اسلام آباد میں شائع ہونے والے ایک رسالہ میں معاصر علامہ صاحب نے مسئلہ بیعت و پیری و مریدی پہ خامہ فرسائی فرمائی ہے اور اپنے طویل مضمون میں وہ بہت سی ایسی باتیں لکھ گئے ہیں جن سے اعتزال اور پرویزیت کی بدبو ایک مسلمان کے دل و دماغ کو متعفن کرتی ہے۔

آیات قرآنیہ کے ترجمہ میں لغت عربی احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کی تفسیر و ترجمہ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مزعومہ نظریات کو ثابت کرنے کے لئے تحریف کی گئی ہے۔

مسئلہ توسل میں انبیاء اکرام اور اولیاء عظام کے توسل سے انکار کرتے ہوئے صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ جائز ٹھہرایا گیا ہے اور اس میں یہ جملہ لکھا گیا ہے کہ حبیب خدا ﷺ کو بارگاہِ خداوندی میں قرب اعمال صالحہ کی وجہ سے حاصل ہے۔

یہ جملہ پڑھ کر تو سکتہ طاری ہوگیا کہ بزعم خویش علامہ نے کس طرح قرآن و سنت کے واضح احکام کے خلاف شانِ رسالت ﷺ گھٹانے کی کوشش کی ہے۔

میں نے دربار حضرت قبلہ عالم گولڑوی پر حاضر ہوکر عہد کیا کہ اپنی بساط کے

مطابق اس کا جواب ضرور لکھوں گا چنانچہ اس رسالہ میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے محبوب خدا ﷺ کا قرب، بارگاہِ خداوندی میں عطائی وہبی اور اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم ہے اور اس کا انتخاب ہے۔ اس میں کسی نیک عمل کا دخل نہیں ہے۔ میں اس کا نام القول المصدد فی قرب سیدنا محمد ﷺ رکھا ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حق کو واضح کرنے کی توفیق دے اور باطل کو مٹانے کی ہمت دے۔

اسی وقت میرے ذہن میں یہ حدیث پاک آئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عن عبد اللہ بن عمر وقال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم یقبض العلماء حتی اذا لم یُبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جھالاً فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلّوا۔ (متفق علیہ)

(مشکوۃ کتاب العلم، بخاری کتاب العلم ج ۱ قدیمی کتب خانہ)

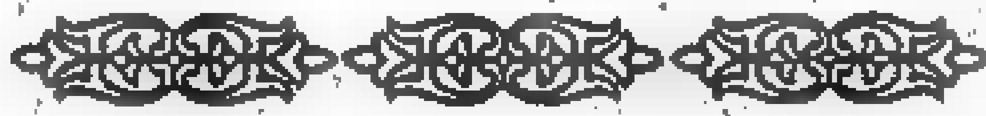
ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ علم کو اچانک نہیں اٹھائے گا کہ اسے بندوں سے چھین لے بلکہ علماء کو وفات دے کر علم کو اٹھا لے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا مقتدیٰ بنا لیں گے ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دینگے (لہٰذا) وہ خود گمراہ ہونگے اور لوگوں (دوسروں) کو بھی گمراہ کریں گے۔"

قحط الرجال کے اس دور میں مسند علم پر ایسے لوگ براجمان ہو گئے ہیں جو مندرجہ بالا حدیث کے پورے پورے مصداق ہیں، ان سے ایسے عقائد و مسائل لوگوں کے دماغوں میں ٹھونسے جا رہے ہیں جو نہ قرآن مجید سے ثابت ہیں اور نہ حدیث رسول

ﷺ سے ان کا دور کا واسطہ ہے۔

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ عزت و ناموس مصطفیٰ ﷺ کے دفاع کا مسئلہ ہو یا اولیاء کاملین کے مناصب رفیعہ کی حفاظت کا' جب بھی کسی بدباطن نے ان میں نقب لگانے کی ناپاک کوشش کی تو یہاں سے تحریر وتقریر اور دیگر وسائل کے ذریعے سے ان کا بھرپور اور بروقت مقابلہ کیا گیا اور ہر میدان میں ابو جہلوں کو ہزیمت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

چنانچہ سب سے پہلے میں یہ مسئلہ واضح کرونگا کہ رسالت مآب ﷺ کو جو قرب بارگاہ الٰہی حاصل ہے وہ عطائی' وھبی اور اللہ تعالیٰ کا محض فضل وکرم اور اس کا انتخاب ہے اور اس میں کسی نیک عمل کا دخل نہیں ہے۔



رسول اللہ ﷺ کو رب کا قرب حاصل تھا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۱۳ پارہ نمبر ۲۵)

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

واجتباء اللہ تعالی العبد تخصیصه ایاه بفیض الھی یتحصل منه انواع من النعم بلا سعی من العبد و ذلك الانبیاء علیهم السلام و لبعض من یقاربهم من الصدیقین و الشهداء.

(تفسیر روح البیان جلد ثامن ص ۲۹۷، المفردات امام راغب ص ۸۷:۸۸)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا بندہ کو اجتباء اس کو فیض الٰہی کے ساتھ خاص کرنا ہے جس سے کئی قسم کی نعمتیں بندے کی کوشش کے بغیر حاصل ہوتی ہیں اور یہ انبیاء علیہم السلام اور ان سے قرب رکھنے والے کچھ صدیقین اور شہداء کے لئے ہے۔''

اللہ جسے چاہتا ہے فیوض سے نوازتا ہے:۔

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ای یصطفی الیه سبحانه من یشاء اصطفاء ه ویخصصه سبحانه بفیض الھی یتحصل له من انواع النعم.

(تفسیر روح المعانی ج ۲۵ ص ۲۰ مطبوعہ المطبعۃ المیریہ مصر)

ترجمہ: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو اپنی طرف چننا چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اس کو فیض الٰہی کے ساتھ خاص کرتا ہے (جس سے) اس کو مختلف قسم کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

اللہ کی مراد انبیاء اور صدیقین ہیں:۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قالت الصوفية من يجتبيه و يجذبه الى نفسه من غير اختياره فهو مراد الله وهم الانبياء والصديقون' ومن اناب الى الله فهداه الله فهو المريد وهم اولياء الله الصالحون من اولياء ه.

(تفسیر مظہری ج......ص ۳۱۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: ''صوفیاء نے کہا جس کو چنتا ہے اور اپنی ذات کی طرف اس کے اختیار کے بغیر جذب کرتا ہے تو وہ شخص اللہ کی مراد ہے وہ انبیاء اور صدیقین ہیں۔''

اور جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو وہ مرید ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نیک اولیاء ہیں۔

فائدہ:۔

اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں جلیل القدر مفسرین کے اقوال سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو خصوصاً حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بغیر ان کی کسی کوشش اور عمل کے از راہ فضل وعطا منتخب فرماتا ہے اور انہیں اپنے قرب سے نوازتا ہے۔ منصب نبوت سے بڑھ کر قرب خداوندی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرات انبیاء کرام اس منصب سے سرفراز ہوئے محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اجتباء و انتخاب ہے اس میں کوئی عمل صالح سبب ہے اور نہ اور کوئی نیکی کر کے اس منصب کو حاصل کر سکتا ہے اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

قرب اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اعمال صالحہ کے ساتھ ہے تو علامہ صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ کون سے نیک عمل ہیں جن کے کرنے سے یہ منصب مل سکتا ہے۔

اللہ انبیاء اور محبین کو سلوک اور ریاضت سے پہلے چن لیتا ہے:۔

شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کبر علی المشرکین المحجوبین عن الحق بالغیر ماتد عوهم الیه من التوحید لکو نهم اهل المقت و مظاهر الغضب و القهر ولیسوا من المحبوبین الذین اجتبا هم اللّٰه لمحض عنایته و لمجرد مشیئته ومن المحبین الذین وفقهم اللّٰه للانابة الیه بالسلوك وابدجتهاد والشیر فیه فیه بالشوق ولا فتتار فهداهم الیه بنور وجهه و جمال ذاته؛

مجذب المحبوبین الیه قبل السلوك والریاضته بسابقة الاجتباء و خص المحبین بعد التوفیق بالسلوك فیه والریاضته بالاصطفاء و طرد المحجوبین عن بابه وابعدهم عن جنابه لسابقة کلمة القضاء علیهم بالشقاء

(تفسیر القرآن الکریم ابن العربی ج ۲ ص ۴۲۸ مطبوعہ......)

ترجمہ: ''مشرکین پر جو حق سے محجوب بالغیر میں تمہارا توحید کی طرف بلانا بھاری ہے کیونکہ وہ اہل مقت اور غضب وقہر کے مظاہر ہیں اور ان محبوبوں سے نہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایت اور مجرد مشیت کے ساتھ چن لیا اور نہ ان محبین سے جن کو اللہ تعالیٰ نے سلوک و اجتہاد کے ساتھ اپنی طرف انابت کی اور شوق و افتقار کے ساتھ اپنی ذات میں سیر کی توفیق دی تو ان کو اپنی طرف اپنی

ذات کے جمال و نور وجہہ کے ساتھ ہدایت دی۔"

اللہ تعالیٰ محبوبوں کو سلوک و ریاضت سے پہلے سابقہ اجتباء کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور محبین (اولیاء) کو اس میں سلوک و ریاضت کی توفیق کے بعد اصطفاء کے ساتھ خاص کرتا ہے اور ان لوگوں کو جو محجوب ہیں ان پر شقا و بدبختی کے سابقہ قضاء کی وجہ سے اپنے دروازے سے نکال دیا اور اپنی بارگاہ سے دور کر دیا۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ انبیاء کو سلوک و ریاضت سے پہلے ہی چن لیا جاتا ہے اور یہ اجتباء کسی عمل صالح کا نتیجہ نہیں بلکہ عنایت ایزدی ہے۔

مال کی وجہ سے نبوت نہیں ملتی:۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۃ الانعام:۱۲۴)

ترجمہ: "اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔"

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اگر نبوت حسن ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ میری عمر سید عالم ﷺ سے زیادہ ہے اور مال بھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کا استحقاق کس کو ہے اور کس کو نہیں، عمر و مال سے کوئی مستحق نبوت نہیں ہو سکتا اور نبوت کے طلبگار قوت اور مکر و بدعہدی وغیرہ (قبائح) افعال قبیحہ اور رذائل خصال رذیلہ میں مبتلا ہیں یہ کہاں اور نبوت کا منصب عالی کہاں۔ (تفسیر خزائن العرفان؛ علامہ نعیم الدین مراد آبادی)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

واعلم ان الناس اختلفوا فی ھذہ المسئلۃ فقال بعضھم

النفوس و والارواح متساوية في تمام الماهية فحصول النبوة و الرسالة بعضها دون البعض تشريف من الله و تفضل به' وقال آخرون بل النفوس البشر مختلفة بجواهرها و ماهياتها فبعضها خيرة طاهرة من علائق الجسمانيات مشرقة بالانوار لالهية مستعلية منورة وبعضها خسيسة كدرة محبة بلجسمانيات والنفس مالم تكن من القسم الاوّل لاتصلح بقول الوحي و الرسالة. (تفسیر الکبیر ص ۱۴۶ ج ۱۴ مطبوعہ عامر شرقیہ مصر)

ترجمہ: ''معلوم ہو کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا بعض نے کہا تمام ماہیۃ میں نفوس اور ارواح متساوی ہیں' نبوت و رسالت کا بعض کو حاصل ہونا اور بعض کو نہ ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی تشریف و عزت دینا اور ان کا احسان ہے۔''

دوسروں نے کہا نفوس بشریہ اپنے جواہر اور ماہیات کے ساتھ مختلف ہیں بعض عمدہ پسندیدہ جسمانیات کی علائق سے پاک' انوار الٰہیہ سے روشن' مستعلی' بلند اور منور ہیں۔

کچھ خسیس' غیر صاف' جسمانیات سے محبت کرنے والے ہیں۔

نفس جب تک پہلے قسم سے نہ ہو وحی و رسالت کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اس امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دو قول پیش کئے ہیں ان کے پہلے قول سے واضح ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت جو قرب کا بلند ترین مرتبہ ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی دی ہوئی عزت ہے اس میں عمر' مال یا اعمال صالحہ میں سے کسی چیز کا ہرگز کوئی دخل نہیں۔

اگر دوسرا قول لیا جائے تو بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ جواہر و ماہیات کے مختلف ہونے میں بندہ کے کسی عمل کا دخل نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فضل و کرم ہوتا ہے

کہ بعض نفوس کو پاکیزہ روشن اور بلند پیدا فرماتا ہے اور کچھ نفوس کو ان سے محروم کر دیتا ہے۔ جن جواہر و ماہیات کو انوار الٰہیہ سے منور کیا گیا وہ قرب کے بلند ترین درجہ پر فائز ہوئے جیسا کہ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام۔

ذاتی فضائل پر نبوت ملتی ہے:۔

علامہ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

والمعنی ان منصب الرسالۃ لیس مماینال بکثرت المال والاولاد وتعاضد الاسباب والعدد و انماینال بفضائل نفسانیۃ یخصھا اللہ تعالیٰ بمن یشاء من خُلّص عبادہ۔

(تفسیر ابوالسعود برھاشن تفسیر الکبیر ج ۴ ص ۴۲۵)

ترجمہ: ''اور معنی یہ ہے کہ منصب رسالت کو مال و اولاد کی کثرت اور اسباب و عدد کے تعاون سے حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ تو فضائل نفسانیہ (ذاتی فضائل و خوبیوں) کے ذریعہ ملتا ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے خالص بندوں میں سے جس کو چاہے خاص کر دیتا ہے۔''

نبوت میں کسب و عمل کا کوئی دخل نہیں:۔

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وجملۃ اللہ اعلم استیناف بیانی' والمعنی ان منصب الرسالۃ لیس ممایناں بما یزعمونہ من کثرت المال و الولد و تعاضد الاسباب و العدد و انماینال بفضائل نفسانیۃ و نفس قدسیۃ افاضھا للہ تعالیٰ لمحض الکرم و الجود علی من کمل

استعداده' ونص بعضهم على انه تابع لاستعداد الذاتي وهو لايستلزم الايجاب الذى يقوله الفلاسفة لانه سبحانه ان شاء اعطى ذلك وان شاء امسك وان استعد المحل.

وما فى المواقف من انه لايشترط فى الارسال الاستعداد الذاتي بل الله تعالىٰ يختص برحمته من يشاء محمول على الاستعداد الذاتي الموجب فقد جرت عادة الله ان يبعث الله من كل قوم اشرفهم و اطهرهم جبلّة.

(تفسیر روح المعانی ج ۸ ص ۲۲' مطبوعہ المنیریہ مصر)

ترجمہ: "جملہ اللہ اعلم استیناف بیانی ہے اور معنی یہ ہے کہ منصب رسالت ان کے زعم و خیال کے مطابق مال اور اولاد کی کثرت سے اور اسباب و عدد کے تعاون سے حاصل نہیں کیا جا سکتا' یہ تو صرف اور صرف ذاتی فضائل اور نفس قدسیہ کے ذریعہ ہی حاصل کیا جا سکتا ہے' جو اللہ تعالیٰ اپنے جود و کرم کے ذریعہ ان لوگوں پر افاضہ فرماتا ہے جن کی استعداد کامل ہو۔"

بعض نے اس پر نص کی ہے کہ یہ استعداد ذاتی کے تابع ہے اور وہ ایجاب کو مستلزم نہیں جس کے فلاسفر قائل ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اگر چاہے تو عطا کر دے اور اگر چاہے تو نہ دے اگرچہ محل استعداد رکھتا بھی ہو۔

مواقف میں یہ جو ہے کہ ارسال میں استعداد ذاتی شرط نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرے تو یہ استعداد ذاتی موجب پر محمول ہے اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہی جاری ہے کہ ہر قوم میں سے زیادہ برگزیدہ اور جبلت کے اعتبار سے زیادہ پاک لوگوں کو مبعوث فرماتا ہے۔

واضح ہو کہ یہ استعداد ذاتی' اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف سے بندے میں ودیعت رکھی جاتی ہے۔ کسب وعمل کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بان النبوة ليست بالنسب و المال و السن و الماهى فضل من الله تعالىٰ بمن يعلم انه احق به.

(تفسیر مظہری ج ۳' ص ۲۸۵' مطبوعہ رشیدہ کتب خانہ کوئٹہ)

ترجمہ: ''نبوت' نسب مال اور سن کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی سوائے اس کے نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس شخص کے ساتھ جو اس کے علم میں اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ رسالت و نبوت کوئی کسبی اور اختیاری چیز نہیں جس کو علمی و عملی کمالات یا مجاہدہ و ریاضت وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا جا سکے' کوئی شخص مقامات ولایت میں کتنی ہی اونچی پرواز کر کے بھی نبوت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ وہ محض فضل خداوندی ہے جو خداوندی علم و حکمت کے تحت خاص بندوں کو دی جاتی ہے۔

(معارف القرآن ج ۳' ص ۴۲۲)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

خیر یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کون شخص اس کا اہل ہے کہ منصب پیغمبری پر سرفراز کیا جائے اور اس عظیم الشان امانت الٰہیہ کا حامل بن سکے' یہ نہ کوئی کسبی چیز ہے کہ دعا یا ریاضت یا دنیوی جاہ و دولت وغیرہ سے حاصل ہو سکے اور نہ ہر کس و ناکس کو ایسی جلیل القدر اور نازک ذمہ داری پر فائز کیا جا سکتا ہے۔

(تفسیر عثمانی بر حاشیہ قرآن مجید سورہ انعام ص ۲۰۲)

نبوت وہبی ہے:۔

علامہ برخوردار ملتانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

قوله ايختص برحمته من يشاء' من عباده فالنبوة رحمة موهبة متعلقه بمشيته فقط' وهوا علم حيث يجعل رسالته ولا يشرطفي الارسال شرط من الاعراض او الاحوال المكتسبته بالرياضات و المجاهدات في الخلوات و الانقطاعات' ولااستعداد ذاتي من صفاء الجوهر و ذكاء الفطرة كما يزعمه الحكماء بناء على القول القادر المختار الذي يفصل مايشاء و يختار ما يريد.

(حاشیہ النبراس ص ۴۳۰' مطبوعہ شاہ عبدالحق محدث اکیڈمی بندیال)

ترجمہ: ''ان کا قول اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے پس نبوت عطا کی ہوئی رحمت ہے وہ صرف اس کی مشیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ بہتر جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔''

ارسال میں ان اعراض و احوال کی شرط نہیں کی گئی جو خلوتوں اور انقطاعات میں ریاضیات اور مجاہدات کے ساتھ حاصل کئے گئے ہوں۔ اور نہ استعداد ذاتی' جوہر کی صفا اور فطرت کی ذکا میں سے کچھ شرط کیا گیا ہے جیسا کہ حکماء کا خیال ہے اس قول کی بنا پر کہ قادر مختار وہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کو اختیار کرتا ہے۔

علامہ برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح سے ثابت ہوا کہ نبوت وھبی ہے اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا یہ منصب عطا فرما دیا۔ چلہ کشی' خلوت گزینی' ریاضت و مجاہدہ وغیرہ سے یہ منصب ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر کوئی چلے کر کے یہ منصب حاصل کر سکتا۔

جب ہر نبی و رسول کی نبوت و رسالت موھبی اور عطائی ہے۔ اور نبی اپنی

نبوت کے وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا ہے۔ تو سیّد الانبیاء و الرسل حضرت محمد رسول ﷺ جو مصباح المقربین ہیں اور ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے آپ کو نبوت عطا فرمائی گئی کا اللہ تعالیٰ سے قرب اعمال صالحہ کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے۔

فضل و احسان کے ساتھ اللہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے:۔

امام شہاب الدین احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وتامل قوله' انا اعطينك الكوثر' كيف ذكر بلفظ الماضى ولم يقل سنعطيك ليدل على ان هذالاعطاء حصل فى الزمان الماضى قال عليه الصلوة و السلام كنت نبياد آدم بين الروح و الجسد.

ولاشك ان من كان فى الزمان الماضى عزيزاً مرعى الجانب اشرف يصير كذلك كانه يقول يا محمد قدهيأ نا اسباب سعادتك قبل دخولك فى هذالوجود فكيف امرك بعد وجودك و اشتغالك بعبودتينا.

يا ايها العبد الكريم انالم نعطك هذا الفضل العميم لاجل طاعتك و انما اخترناك لمجرد فضلنا و احساننا من غير موجب. (المواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۴۹)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے اس فرمان انا اعطینک الکوثر۔ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی' میں غور کر۔ کس طرح (اعطینا) ماضی کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا اور سنعطیک نہیں فرمایا تا کہ یہ دلالت کرے کہ یہ اعطاء گذشتہ زمانہ میں حاصل ہوئی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا میں (اس وقت) بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح

اور جسم کے درمیان تھے۔

اور اس میں شک نہیں کہ جو زمانہ ماضی میں عزیز (گرامی قدر) اور مرعی الجانب (جس کی جانب ملحوظ ہو) ہے وہ اس سے افضل ہے جو آئندہ ایسا ہوگا۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے محمد ﷺ ہم نے تمہارے اس وجود ہی میں داخل ہونے سے پہلے تمہاری سعادت کے آثار مہیا فرما دیئے تو وجود میں آنے لگے اور ہماری عبودیت میں تمہارے اشتغال کے بعد تمہاری شان کیا ہوگی۔

اے عبد کریم ہم نے آپ کو یہ فضل عمیم تمہاری طاعت (اعمال صالحہ) کی وجہ سے نہیں دیا بلکہ ہم نے تو بغیر کسی موجب کے محض اپنے فضل واحسان کے ساتھ آپ کو چن لیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اہم مکتوب:۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے اور ثابت فرمایا ہے کہ کمالات نبوت کا اعمال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ عطائے ربانی ہے چنانچہ آپ نے مکتوب نمبر ۳۰۱ میں مولانا امان اللہ صاحب کو تحریر فرمایا۔

نبوت قرب الٰہی جل شانہ سے عبارت ہے جس میں ظلیت کا شائبہ تک نہیں اس کے عروج کا رُخ حق جل وعلا کی طرف ہوتا ہے اور اس کے نزول کا رُخ مخلوق کی طرف۔

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اے بیٹے کمالات نبوت کا حصول محض بخشش اور اس کی نوازش و مہربانی پر موقوف ہے کسب و کوشش کو اس دولت عظمیٰ کے حصول میں کچھ دخل نہیں۔ کون سا عمل اور کسب ہے جس کا نتیجہ یہ دولت عظمیٰ ہو اور کون سی ریاضت و مجاہدہ ایسا ہے جو اس اعلیٰ ترین نعمت کا پھل دے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ا ج ۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نبوت قرب خداوندی سے عبارت ہے یہ محض ان کی عطا' فضل اور احسان ہے اعمال وصالحہ یا کسب وریاضت کا اس میں ہرگز کوئی دخل نہیں۔

تخلیق آدم سے پہلے نبی:۔

احادیث نبویہ ﷺ سے استدلال۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ متی وجبت لك النبوۃ قال و آدم بین الروح و الجسد (ھذا حدیث حسن صحیح غریب).

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰' مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب ملی؟ تو آپ نے فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

اس حدیث سے آپ ﷺ کے لئے خلقت حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت ثابت ہوتی اور ابھی آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے معلوم کر چکے ہیں کہ نبوت قرب الٰہی سے عبارت ہے تو پتہ چلا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے حاصل تھا۔

علامہ صاحب بتا سکیں گے کہ اس وقت آپ نے کونسے اعمال صالحہ کئے تھے جن کی بدولت آپ کو یہ قرب عطا ہوا۔

بنو ہاشم سے انتخاب:۔

عن واثلہ بن الاسقع قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی ھاشما من قریش و اصطفانی من بنی ھاشم"

(ھذا حدیث حسن غریب)

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱ والاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۸۱)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے ہاشم کو چنا اور مجھے بنی ہاشم سے چنا۔"

ابتدائی صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ اصطفاء و اجتباء محض فضل و احسان خداوندی ہے اس میں نیک عملوں کو کچھ بھی دخل نہیں۔

نسب وحسب کی وجہ بہترین :-

عن المطلب بن وداعة قال جاء العباس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکانه سمع شیئًا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ علیك السلام قال انا محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم ثم جعلهم فرقتین فجعلنی فی خیرهم فرقةً ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلة ثم جعلهم بیوتاً فجعلنی فی خیرهم بیتاً وفی خیرهم نفساً ھذا حدیث حسن۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۵۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: "حضرت مطلب بن وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے گویا انہوں نے کوئی نامناسب بات سنی تھی، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ لوگ عرض گذار ہوئے کہ

آپ اللہ کے رسول ہیں' فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں' اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے مجھے بہترین مخلوق میں رکھا پھر ان کے گروہ بنائے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے بہترین مخلوق میں رکھا پھر ان کے گروہ بنائے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے ان کے بہتر قبیلے میں رکھا پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان کے بہتر گھرانے میں رکھا۔ پس میں ان میں ذاتی طور پر اور گھرانے کے لحاظ سے بہتر ہوں۔"

خصائص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم-

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما الاوانا حبیب اللہ.ولا فخرنا وانا حامل لواء الحمد یوم القیامة تحته آدم فمن درنه ولد فخر دونه ولد فخر و انا اوّل شافع و اوّل مشفع یوم القیامة ولا فخر وانا اوّل من یحرك حلق الجنة فیفتح اللہ لی فید خلیفها ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا کرم الاولین والا خرین علی اللہ ولا فخر

(دارمی ج ۱ص ۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت' ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲' فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: "آگاہ رہو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ اور قیامت کے دن لواء الحمد اٹھانے والا میں ہوں جس کے نیچے حضرت آدم اور ان کے سوا سارے پیغمبر ہوں گے۔ اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ اور قیامت کے دن میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی

اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور میں ہی سب سے پہلے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا تو (اسے) اللہ تعالیٰ میرے لئے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا۔ اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہونگے اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اگلے پچھلے لوگوں سے زیادہ عزت والا ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔''

مذکورہ بالا تمام خصائص آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہی عطا فرمائے ان کا حصول کسی نیک عمل کا نتیجہ نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس کی وضاحت فرما دیتے......

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قوله خلق الخلق الملائكة والثقلين فجعلني في خيرهم اى في العرب وهلم جراً وانا بفضل الله ولطفه على ما في سابقة الذل خير الخلق نفساً حيث خلقني انساناً رسولاً خاتما للرسل تمّم دائرة الرسل بي و جعلني نقطة تلك الدائرة يطوف جميعهم حولي و يحتاجون اِلَيَّ

(مرقات المفاتیح ج ۱ ص ۵۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: ''ان کا فرمان خلق الخلق' یعنی فرشتوں اور انسان و جنوں کو پیدا کیا تو مجھے ان میں بہتر میں رکھا یعنی عرب میں اور ھلم جرا اور اسی طرح آگے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اپنی ادھر اس کی ازلی مہربانی کی وجہ سے ذاتی طور پر تمام مخلوق سے بہتر ہوں' کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے انسان رسول اور سارے رسولوں کو ختم کرنے والا

بنایا میرے ساتھ رسولوں کا دائرہ ختم کیا اور مجھے اس دائرہ کا نقطہ بنایا وہ سارے کے سارے میرے اردگرد طواف کرتے ہیں اور میرے محتاج ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے:-

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ھانا خیر ھم نفساً۔ پس من بہترین عرب ام یا بہترین آدمیانم از روئے ذات وخیرھم بیتا وبہترین ایشانم از روی خانہ پس مستحق تر باشم از ہمہ بہ نبوت وکتاب۔ واز ینجا معلوم مے شود کہ پیغمبر صاحب نسب عظیم مے باشد چنانکہ از حدیث ہرقل معلوم میگردد وایں تفہیم ایشان والزام ایشاں ست برگمان ایشاں کہ چرا قرآن نازل نہ شد ونبوت قرار نہ یافت بر مردے دیگر از عظماء عرب والا نبوت فضل خداست بہ سبب ونسب متعلق نیست چنانکہ در قرآن مجیدی فرماید۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ وبے فرماید۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم' وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۹۹)

ترجمہ: "پس میں عرب میں سے سب سے بہتر ہوں یا آدمیوں میں سے از روئے ذات کے بہترین ہوں وخیراھم بیتا اور گھرانے کے اعتبار سے ان میں سے بہترین ہوں پس سب سے زیادہ نبوت اور اکتساب کا مستحق میں ہی ہوں۔"

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر عظیم نسب والا ہوتا ہے جیسا کہ ہرقل والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے (واضح ہو) کہ ان کی یہ تفہیم اور التزام ان کے (اس) گمان کے مطابق ہے کہ عرب کے بڑے بڑے لوگوں میں سے کسی مرد پر قرآن کیوں نازل نہیں ہوا اور نبوت نے قرار نہیں پایا۔

ورنہ نبوت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے سبب اور نسب سے تعلق نہیں رکھتی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ

اور فرماتا ہے

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے جس کو چاہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔'' اور

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

ترجمہ: ''اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔''

فائدہ:۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ پیغمبر کا نسب عظیم ہوتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک ہر اعتبار سے باعظمت ہوا تو آپ کی اولاد کو بھی آپ کی نسبت کی وجہ سے یہ عظمت حاصل ہوئی اور آپ کی اولاد کا نسب عظیم ٹھہرا۔ تمام انساب میں سے کوئی نسب اگر کسی اعتبار سے اس اعلیٰ و اعظم نسب کے مماثل ہے تو اس کو اس کا کفو ٹھہرایا جائے' حالانکہ واقع میں ایسا نہیں ہے تو آپ کی اولاد طیبہ کا کوئی کفو بھی نہیں ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ نبوت محض فضل خدا ہے' حسب و نسب سے اس کا تعلق نہیں۔

پیر محمد کرم شاہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں' ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ محض اپنی مہربانی سے کسی کو اپنے قرب اور محبت کے لئے چن لے اور اس کو گوناگوں انعامات و احسانات سے سرفراز فرما دے یہ لطف عمیم انبیاء کرام

صدیقین اور شہداء پر کیا جاتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۳۶۹ سورۃ الشوریٰ)

مولانا عبدالرحمٰن لکھتے ہیں۔

معتزلہ کو یہاں بھی دھوکہ لگا ہے کہ جس طرح ولایت کسبی ہے نبوت بھی کسبی ہے مگر صحیح یہ ہے نبوت موہبت ہے کسبی چیز نہیں ہے' سمجھانے کے لئے میں اس کی تعبیر یوں کرتا ہوں کہ نبوت و رسالت ڈگری سے نہیں ہے بلکہ عہدہ ہے اور ولایت حقیقۃً ڈگری ہے' مبادی وحی میں اخلاق و عادات حسنہ کا ہونا بے شک ضروری ہے مگر اس کے ظہور کے لئے چند شرائط کی ضرورت ہے نبوت و رسالت ملتی تو ہے اللہ کے ہاں سے مگر ترتب ان صفات و کمالات پر ہوتا ہے جن کا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ ایک شخص کو اگر لاکھوں برس کی عمر مل جائے اور تمام زندگی عبادت میں مشغول رہے کوئی گناہ صغیرہ بھی اس سے صادر نہ ہونے پائے پھر بھی وہ کوشش سے نبوت کو حاصل نہیں کر سکتا جس کو اللہ عطا کرتا ہے اسی کو نبوت ملتی ہے۔

بلا تشبیہ یوں سمجھو کہ ایک ہے منصب و عہدہ اور ایک ہے اس کی ڈگری' حکومت عہدہ اس کو دے گی جس کو ڈگری حاصل ہو اور یہ ڈگری ہر امتحان پاس کرنے والے کو مل سکتی ہے مگر منصب کسی کے اختیار میں نہیں ہے یہ اس کو ملے گا جسے حکومت عطا کرے۔ (فضل الباری شرح البخاری ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)

حاصل کلام:-

محترم قارئین گذشتہ اوراق میں پیش کئے گئے جلیل القدر محدثین اور مفسرین کے حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ

نبوت' قرب خداوندی ہے۔

یہ قرب محض فضل و احسان خداوندی اور اس کا انتخاب و اجتباء ہے جس کو چاہے چن لے۔

اعمال صالح' سبب یا نسب' مال' وجاہ وغیرہ کسی چیز سے یہ قرب حاصل نہیں

کیا جا سکتا۔

ہماری فلاح و کامیابی کی راہ بھی یہی ہے کہ اہل سنت کے عقائد پر کاربند رہا جائے اور کسی سے تعصب یا ناحق کسی کی حمایت کی وجہ سے جادۂ مستقیم سے ہٹ کر کوئی راہ نہ لی جائے یہ راہ ہمیں خدا اور رسول ﷺ سے بہت دور کر کے جہنم میں پہنچا دے گی جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے۔

اے اللہ اے ہدایت دینے والے ہم تجھ سے تیرے انبیاء کرام اور اولیاء عظام خصوصاً تیرے حبیب کریم ﷺ کے قرب کا واسطہ دے کر دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی ہمت عطا فرما ہر اس نظریہ وعقیدہ اور قول و فعل سے بچا جس میں تیرا غضب اور شیطان کی پیروی ہے۔

و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

سید ظفر علی مہروی

بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۷ مارچ ۱۹۹۱ء

مدرسہ غوثیہ مہریہ لودھراں

